صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

14 دسمبر 1973ء

(18 ذیقعد 1393ھ)

جلد 7 ۔ شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

31.5.77

مندرجات

(جمعتہ المبارک ـ 14 دسمبر 1973ء)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - - - 1

قرارداد ـ

بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات سے مسلمانوں کا بھاری جانی و مالی نقصان - - - - - - 2

قیمت : 1 روپے

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 14 دسمبر 1973ء

(جمعتہ المبارک ۔ 18 ذیقعد 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ
قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

پ ۱۱ س ۱۰ رکوع ۱۱ آیات ۵۵ تا ۵۸

خبردار ہو جاؤ کہ جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے سب کا سب اللہ ہی کا ہے۔ اور اس سے بھی
خبردار رہو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہی جان بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے
اور تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت
اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت آپہنچی ہے۔ تم کہہ دو کہ (یہ
کتاب) اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے نازل ہوئی ہے۔ تو چاہیے کہ لوگ اس پر خوشیاں
منائیں یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ لوگ کچھ کرتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ

Syed Tabish Alwari : Point of order, Sir, The House is not in quorum.

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے --- گنتی کی گئی --- کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے - - گھنٹی بجائی گئی - - کررم پورا نہیں ہے - اس لیے آب ہاؤس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے -

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کسری صدارت پر متمکن ہوئے)

قرارداد

میاں خورشید انور : جناب سپیکر - ایک قرارداد ہے -

مسٹر سپیکر : فرمائیے -

بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات سے مسلمانوں کا بھاری جانی و مالی نقصان

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں قرار پیش کرتا ہوں :

کہ یہ اجلاس بھارت کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات پرگہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے جن کے دوران مسلمانوں کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا گیا ہے -

یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ سیکولرازم اور جمہوریت کے بلند بانگ دعووں کے باوجود بھارتی حکومت مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے میں ناکام رہی ہے جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں تشویش و اضطراب پیدا ہو گیا ہے - یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بھارتی حکومت ان فسادات کو روکنے کا مؤثر انتظام کرے -

وزیر مواصلات (مسٹر محمد افضل وٹو) : جناب والا ! میں اس قرارداد کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہوں کیونکہ بھارتی حکومت بھارتی مسلمانوں کا جن کو انسانی اور خصوصی بنیادوں پر بھی اور ویسے اپنے آپ کو سیکولر سٹیٹ کہتے ہوئے اپنے شہریوں کا دفاع نہیں کر سکتی تو یقیناً عالم اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے انسان اس طرح کے انسانیت سوز عمل جاری رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتے ۔ اس عمل سے افریقی ممالک ۔ افروایشین ممالک اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اور اسی طرح عالمی کانفرنس میں عالمی سطح پر بھی بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ہے ۔ تو ان حالات میں ۔ میں دوبار سارے فاضل اراکین کی طرف سے بھارت کے اس انسانیت سوز عمل کی مذمت کرتا ہوں اور اس قراردار کو پاس کرنے کی تائید کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ قرارداد ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن اور ڈپٹی لیڈر آف دی ہاؤس کی تائید سے ایوان میں برائے منظوری پیش ہے ۔

قراردار پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ یہ اجلاس بھارت کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے جن کے دوران مسلمانوں کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا گیا ہے ۔

یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ سیکولرازم اور جمہوریت کے بلند بانگ دعووں کے باوجود بھارتی حکومت مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے میں ناکام رہی ہے جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں تشویش و اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بھارتی حکومت ان فسادات کو روکنے کا مؤثر انتظام کرے ۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی)

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 11 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل بہ حسب تقدیم صدر نشینوں کی جماعت (پینل آف چیئرمین) تشکیل فرمائی ہے :

(1) شیخ عزیز احمد ۔
(2) رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان ۔
(3) رائے میاں خان کھرل ۔
(4) مسٹرل احسان الحق پراچہ ۔

Mr. Speaker : Now the leave applicoations.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر نور محمد خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان بلوچ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ مجھے تکلیف ہے اور میں مورخہ 14-12-1973 کے سالم اجلاس میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ میں چلنے سے معذور ہوں ۔ اور اپنا علاج معالجہ کرا رہا ہوں ۔ اور اس لیے مہربانی فرما کر سالم اجلاس میں شمولیت نہ ہونے کی رخصت عنائت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I could not attend the session on 3-12-73 and 4-12-73, as I was not feeling well on these days Please request the House to kindly grant me leave for the said dates.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام عباس

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام عباس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I was unable to attend the session on 3rd, 4th and 5th of December, 1973. Please excuse my absence.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد صادق ملہی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I request that I could not attend the Assembly session on 5-12-73 due to ill health. Please grant leave

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خان محمد کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خان محمد کھوکھر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں علالت کی وجہ سے 4-3 دسمبر کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا رخصت عنایت فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد رضی شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Would you kindly do me the favour to grant me leave for five days from 3rd to 7th of December, 1973 from attending the meeting of the session of the Assembly as I am busily occupied in the marriage ceremony of my nephew.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم سیدہ عابدہ حسین صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

> **I would request leave of absence from the session of the Punjab Assembly which is to commence on the 14th of this month, as I am proceeding overseas for a few weeks.**

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد انور علی بٹ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محمد انور علی بٹ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

> میں مؤرخہ 3 دسمبر بروز سوموار بوجہ
> بیماری اسمبلی اجلاس میں شامل نہ ہو سکا تھا ۔
> رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سردار صغیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار صغیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> میں اپنی والدہ کو حج پر بھیجنے کی وجہ

سے 4-3 دسمبر کو مصروف تھا اور حاضر
اجلاس نہ ہو سکا رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مظفر گڑھ کے زیر حراست دو وکلاء سے ملاقات کے لیے وزیر قانون کی طرف سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ہدایات جاری نہ کرنا

سردار امجد حمید خان دستی : میں ایک فوری اہمیت کے حامل مسئلہ جس کی وجہ سے نہ صرف میرا بطور ممبر اسمبلی استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ عام طور پر اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے فوری اہمیت عامہ کا حامل مسئلہ یہ ہے کہ اسمبلی کے گذشتہ اجلاس مورخہ 5-12-73 کو میں نے ایک تحریک التوا پیش کی تھی کہ مظفر گڑھ کے دو وکلا کو نامعلوم الزامات کی بنا پر پولیس نے حراست میں لے کر کسی ایسی جگہ رکھا ہوا ہے کہ جہاں سے نہ اُن کا پتہ لگانا ممکن ہے اور نہ ہی ملاقات ہو سکتی ہے ۔ چنانچہ اس تحریک کا جواب دیتے ہوئے جناب وزیر قانون نے اسمبلی میں اسی روز یہ بیان دیا تھا کہ ہر دو وکلا مظفر گڑھ میں ہیں اور کہ انہیں کسی کو بھی ملاقات کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مظفر گڑھ کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ میں امجد حمید خاں دستی جب بھی ملزمان کو ملنا چاہوں مجھے ان سے ملوا دیا جائے گا ۔ لیکن میں نے مظفر گڑھ میں جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ملاقات کی تو انہوں نے بتایا کہ انہیں وزر ر قانون کی طرف سے تحریری یا زبانی ایسی کوئی ہدایت جاری نہیں ہوئی ۔

ان واقعات سے نہ صرف میرا بطور ممبر اسمبلی بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ جناب وزیر قانون نے ایوان میں ایک ایسا بیان دیا جس کا حقیقت حال سے کوئی تعلق نہ تھا اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

ان حالات میں یہ بیان جو وزیر قانون نے دیا تھا یہ ذمہ داری پر مبنی نہیں تھا۔ کیونکہ انہوں نے ایسی کوئی ہدایات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو جاری نہیں کی تھیں۔ جس میں انہوں نے مجھے ملنے کے لیے کوئی سہولت دی ہو۔

مسٹر سپیکر: سردار صاحب میں نے اس بات پر متعدد بار کہا ہے کہ فاضل ارکان جب کوئی تحریک استحقاق یا کوئی اور تحریک دینا چاہیں جو کسی بیان پر مبنی ہو اس کی نقل ساتھ لگایا کریں۔ اس پر میں اس لیے اصرار کرتا ہوں کہ فاضل اراکین اس کو خود بھی پڑھ لیں کہ وہ بیان کیا دیا گیا تھا۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے وہ بیان پڑھے دیتا ہوں جس میں وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی تھی وزیر قانون نے یہ کہا تھا کہ ''اس طرح ہو سکتا ہے کہ جناب امجد حمید دستی جب مظفر گڑھ جائیں تو مجھے بتا دیں کہ وہ کس تاریخ کو وہاں پہنچیں گے تو میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو فون کر دوں گا کہ وہ آپ کی ملاقات کرا دیں اور انہیں دکھا بھی دیں''۔ یہ بیان تھا جو دیا گیا تھا لیکن تحریک میں جو بیان ان سے منسوب کیا گیا ہے اس میں بڑا فرق ہے۔ اس میں آپ نے یہ نہیں کہا کہ آپ نے وزیر قانون کو اطلاع دی تھی کہ میں فلاں تاریخ کو وہاں پہنچوں گا اور آپ ڈی۔ سی کو اطلاع دے دیں۔ اور جو ہدایات آپ چاہتے ہیں وہ دے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ: جناب والا! وزیر قانون کا بیان صحیح ہے۔ اور جو فاضل رکن نے تحریک پیش کی ہے اس سے یہ بیان مطابقت نہیں رکھتا اور اس میں کہیں یہ assert نہیں کیا گیا کہ فاضل

رکن نے وزیر قانون کو بتایا ہو کہ وہ مظفر گڑھ جا رہے ہیں ۔ اس لیے ڈی سی کو ہدایات جاری کر دیں ۔ اس کے ساتھ میں اس ایوان کو یہ بتا دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ سردار صاحب سے پیشتر مظفر گڑھ کے دو وکیلوں نے سیشن جج سے ملزمان کو ملنے کی درخواست دی اور ان کی ملاقات کرا دی گئی ۔ اس کے بعد جب سردار صاحب وزیر قانون کو اطلاع دئے بغیر ڈی سی کے پاس گئے تو سردار صاحب سے ڈی ۔ سی نے عرض کی کہ ایس پی کو مل لیں کیونکہ ایس پی نے ان کا جسمانی ریمانڈ لیا ہوا ہے ۔ اس وقت ایس پی صاحب موجود نہیں تھے ۔ وہ دورے پر گئے ہوئے تھے ۔ لیکن وہ شام سات بجے واپس دورے پر سے آگئے تھے اور انہوں نے بھی سردار صاحب سے عرض کی کہ جسمانی ریمانڈ لیا ہوا ہے اور اس وقت ملاقات کرنا مناسب نہیں ہے ۔ اگلے روز ملزمان کو عدالت میں دوبارہ پیش کیا جا رہا تھا ۔ چنانچہ سردار صاحب سے درخواست کی گئی کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو کل عدالت میں یا عدالت کے علاوہ ان کی ملاقات ہو سکتی ہے لیکن سردار صاحب تشریف نہ لے گئے ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ ملزمان سے دوبارہ ملے ہیں ۔ یا نہیں ۔ جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ انہوں نے quotation غلط درج کی ہے انہوں نے پہلے اطلاع نہیں دی کہ میں مظفر گڑھ جا رہا ہوں ۔ وزیر قانون نے کہا تھا کہ جب آپ جانا چاہیں تو مجھے بتا دیں میں ڈی سی کو کہہ دوں گا کہ سردار صاحب آ رہے ہیں ان کی ملاقات کرا دی جائے ۔ سردار صاحب نے کبھی نہیں بتایا کہ وہ تشریف لے جا رہے ہیں اور انہوں نے ملاقات کرنی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! اس کا ایک پارٹ یہ بھی ہے کہ ان کی موجودگی میرے خیال میں ریکارڈ میں ہوگی اس کے متعلق غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ مظفرگڑھ میں ہیں ۔ وہ مظفر گڑھ کے باہر کے تھانے میں رکھے گئے ہیں جس کا پتہ نہیں ۔

مسٹر سپیکر : مظفر گڑھ سے مراد ضلع مظفر گڑھ لیا جاتا ہے ۔

سردار امجد حمید خاں دستی : میرا خیال ہے کہ مظفرگڑھ سے مظفرگڑھ شہر مراد ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : یہاں مظفرگڑھ سے مراد ضلع مظفرگڑھ کی حدود کے اندر ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو مہربانی فرما کر defer کر دیں تاکہ سردار صاحب وزیر قانون کے بیان کی کاپی پیش کر سکیں ۔ چاہیے تو یہی تھا جیسا کہ جناب نے فرمایا ہے پہلے ہی کاپی لے لی جاتی لیکن وہ نہیں لے سکے ۔ وہ کاپی لے لیں گے اگر اُن کی تحریک استحقاق بنتی ہے اور اُن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو اس کی بحث کی اجازت دے دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس کو defer کیا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! دستور کے آرٹیکل 29 کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ۔

> 29(2) جہاں تک حکمت عملی کے کسی خاص اصول کی پابندی کا انحصار اس غرض کے لیے وسائل کے میسر ہونے پر ہو ، وہ اصول ان وسائل کی دستیابی سے مشروط سمجھا جائے گا ۔
>
> (3) صدر وفاق کے امور کے متعلق اور ہر صوبے کا گورنر اپنے صوبے کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عملدر آمد کے بارے میں ہر سال کی بابت ایک رپورٹ تیار کرائے گا ، اور قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کے سامنے جیسی بھی صورت ہو پیش کرائے گا ، اور مذکورہ رپورٹ پر بحث کے لیے قومی اسمبلی یا

صوبائی اسمبلی کے ، جیسی بھی صورت ہو ، قواعد
ضابطۂ کار میں تصریحات شامل کی جائیں گی ۔

جناب والا ! چنانچہ اس اہم پابندی کی تکمیل کرتے ہوئے اسمبلی کے ضابطہ 205 کے تحت اسمبلی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس رپورٹ پر جب یہ اسمبلی کے سامنے پیش ہو بحث کرے ۔ جناب والا ! یہ رپورٹ ابھی تک اسمبلی کے سامنے پیش نہیں کی گئی ۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر یہ رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش نہ ہو اور صرف اسمبلی کی عمارت میں پہنچ جائے تو کیا دستور کے اس آرٹیکل کی تکمیل ہو جاتی ہے یا اس کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش کی جائے اور اس پر بحث کی جائے تو پھر اس کی تکمیل ہوتی ہے ۔ یہی میرا پوائنٹ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا فیصلہ ہو جائے ۔ میں نے اس پر ایک تحریک بھی پیش کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ کو اس کا جواب نہیں ملا ؟

سید تابش الوری : جناب! اس کا جواب مل گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ next working day کو اس ایوان میں پیش ہو رہی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! صرف ایک document کا اس اسمبلی کی عمارت میں پہنچ جانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش کر دی گئی ہے ۔ لہذا اس اعتبار سے میری یہ تحریک التوا بالکل درست ہے کہ وہ رپورٹ ابھی تک اسمبلی کے سامنے پیش نہیں کی گئی اور جب تک وہ پیش نہ کی جائے میری یہ تحریک infructuous نہیں ہوتی ۔

Mr. Speaker : Article 29 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan says :—

> (1) The principles set out in this Chapter shall be known as the Princi-

ples of Policy, and it is the responsibility of each organ and authority of the State, and of each person performing functions on behalf of an organ or authority of the State, to act in accordance with those Principles in so far as they relate to the functions of the organ or authority.

(2) In so far as the observance of any particular Principles of Policy may be dependent upon resources being available for the purpose, the Principle shall be regarded as being subject to the availability of resources.

(3) In respet of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each Province in relation to the affairs of his Province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implemention of the Principles of Policy, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report.

So far as the Governor of Punjab is concerned, his obligation is to prepare the report and have it laid before the Provincial Assembly. That is being well looked after. It will be laid before this House.

Haji Muhammad Saifullah Khan : The point involved is that unless the report is laid before the House, can it be treated to be received in the Assembly ?

Mr. Speaker : Yes, received by the Speaker of the Provincial Assembly.

Haji Muhammad Saifullah Khan : How ? It is to be laid by the Governor before the Assembly. The Assembly means when it is meeting in the Chamber. It has not to be sent to the Speaker or to the Secretary or to the Assembly Secretariat. It is to be laid before the Assembly.

Mr. Speaker : It is being looked after. It will be laid before the Assembly on the next working day.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Not by the Secretary but by the Government, Sir. The Article says"......shall cause to be laid ....". Now, a Member has submitted a privilege motion as he has no knowledge of its receipt. The receipt of the report by the Assembly is no receipt under this Constitution unless it is laid before the House. Now, a motion has been given. It should have been brought to the notice of the Assembly and the Government should have stated that they are laying down this report on the table of the House, then it becomes infructuous. How can a motion become infructuous when the Principles of Policy for which the motion has been moved have not been laid before the House ? This is the question involved.

Mr. Speaker : I hope the member knows that before an item comes in the House, the Speaker is informed of the same and he has the information that it is coming a particular day. Therefore, this knowledge of the Speaker is sufficient to enable him to pass an order.

حاجی محمد سیف اللہ خاں : جناب! اگر وہ موشن lay ہی نہیں کرے تو آپ مجبور کر سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker : If it does not come on that day, your objection may be valid.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! جب تک وہ موشن ایوان میں پیش نہ ہو آپ اسے infructuous کیسے قرار دے سکتے ہیں؟

Mr. Speaker : There can be another motion.

Haji Muhammad Saifuullah Khan : How can it be ?

وزیر مواصلات : جناب والا! وزیر قانون صاحب ایک ضروری کام میں مشغول ہیں اس لیے اسے تھوڑی دیر کے لیے ملتوی کر دیں -

مسٹر سپیکر : یہ ملتوی ہونے والی بات نہیں ہے -

سید تابش الوری : جناب والا! مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ پیش نہیں کی گئی اور استحقاق پہلے ہی مجروح ہو چکا ہے - اسے پہلے پیش ہونا چاہیے تھا -

Mr. Speaker : You have not been able to make out a case that it should have been presented earlier.

سید تابش الوری : یہ ایک سال کی پابندی ہے - تو وہ سال ختم ہو چکا ہے -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے وہ سال ختم ہو چکا ہے مگر سال ختم ہونے تک رپورٹ آ جانی چاہیے تھی -

سید تابش الوری : اس کے فوراً بعد دو سیشن ہو چکے ہیں اور جناب وزیر اعلیٰ نے یقین دھانی کرائی تھی کہ جو سیشن پہلے ہو چکا ہے اس کے خاتمے سے پہلے یہ رپورٹ پیش کر دی جائے گی - یہ پیش نہیں کی گئی تو اس سے استحقاق پہلے ہی مجروح ہو چکا ہے -

Mr. Speaker : I don't agree with that. I have to give them a reasonable time. Aftar all it is a document which has to be prepared after a year is over, it has to be printed and all these things have to be taken care of It is not a document in which only an opinion is to be formed. All the facts of the year and all the actions of the year have to be

put it some shape and then a document has to be prepared. Therefore, reasoable time has to be given to them and I have a notice of a definite motion that it is coming on the next working day. If I have the knowledge that a particular thing is coming up for discussion on a particular date or with in a reasonable time then what I did was the proper course.

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے آپ سے اتفاق ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ وقت مقررہ میعاد سے زیادہ لیا جا چکا ہے اور مرکزی حکومت بہت پہلے پورے سال کے متعلق یہ رپورٹ قومی اسمبلی میں پیش کر چکی ہے اور اس پر بحث بھی ہو چکی ہے - میں نہیں سمجھ سکتا کہ اتنا طویل کام جو مرکزی حکومت نے کرنا تھا وہ تو کر لے اور صوبائی حکومت صوبے کی حد تک اس کام کو مکمل نہ کر سکے - یہ بنیادی اصولوں کے متعلق نہایت اہم رپورٹ ہے اور یہ صوبائی حکومت کی ذمہداری ہے کہ وہ اسلامی اصولوں اور روایات کی پابندی اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور دوسرے مسائل کے سلسلے میں جو دستوری تقاضے ہیں ان کی تکمیل کے لیے اقدامات کرے اور رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش کرے - تو یہ دستور سے قطعی انحراف ہے بلکہ یہ دستور کی خلاف ورزی ہے اور یہ بڑا سنگین جرم ہے -

Mr. Speaker : I don't agree with that. I have already made my observations.

تحاریک التوائے کار

اکبری منڈی لاہور میں ایک تاجر محمد سلیم کی دوکان پر ڈاکہ

مسٹر سپیکر : مرزا افضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ

روزنامہ ''سیاست'' مورخہ 7 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق آج سہ پہر تین ڈاکو اکبری منڈی میں داخل ہو گئے اور ایک تاجر محمد سلیم کی دوکان پر جا کر تمام دن کی آمدنی سمیٹ اچانک اس کو نرغے میں لے لیا اور ساری رقم حوالے کرنے کا مطالبہ کیا ۔ ایک ڈاکو جو پستول سے مسلح تھا دکان سے باہر کھڑا ہو گیا ۔ باقی دو نے دکاندار پر خنجر تان لیے ۔ سلیم دکان‌دار نے مزاحمت کی تو ڈاکو حملہ آور ہو گئے ۔ تاجر کی چیخ و پکار سن کر ارد گرد کے کچھ دکان دار اور گاہک آ گئے مگر باہر کھڑے ہوئے ڈاکو نے انہیں گولی مارنے کی دھمکی دے کر بھگا دیا اور پانچ ہزار روپے چھین کر فرار ہو گئے ۔ اکبری منڈی میں خوف و ہراس پھیل گیا ۔ دکاندار ڈر کے مارے دکانیں بند کر کے اندر بیٹھ گئے اور تمام اکبری منڈی چند لمحوں میں خالی ہو گئی ۔ گاہک دکانوں میں چھپ گئے ۔ اس خبر سے تاجروں اور عوام میں خوف و ہراس پھیل گیا اور مایوسی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا! یہ واقعہ دو اشخاص کی دیرینہ رنجش کی بنا پر پیش آیا ۔ واقعات اس طرح ہیں کہ مورخہ 4 دسمبر کو محمد اعظم اکبری منڈی میں محمد سلیم کی دکان کے سامنے سے گزرا اور وہاں ان کی آپس میں گالی گلوچ ہوئی جس پر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی ۔ لیکن بیچ بچاؤ کرانے کے بعد ان کو اپنے اپنے گھروں کو بھیج دیا گیا ۔ مگر 6 دسمبر کو شام کے تقریباً ساڑھے پانچ بجے دوبارہ وہی محمد اعظم اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ محمد سلیم پر حملہ آور ہوا اور اس کو خنجر سے ضربات پہنچائیں اور اس کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس پر تھانہ یکی گیٹ میں مقدمہ زیر دفعہ 458،307 ۔ تعزیرات پاکستان ملزموں کے خلاف درج کیا گیا اور اس کو فوری طور پر گرفتار بھی کیا گیا ۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وہاں کوئی ایسی ڈکیتی ہوئی یا دکان‌دار کی کوئی رقم زبردستی چھین کر ملزمان لے گئے ہیں ۔ یہ واقعہ خالصتاً دو فریقوں کی دیرینہ رنجش کی بنا پر پیش آیا اور اس میں کسی طرح کی ڈکیتی ملوث نہیں ۔

مرزا فضل حق : میں اس پر زور نہیں دیتا ۔

مسٹر سپیکر : منسٹر صاحب کے بیان کے پیش نظر یہ تحریک التوا پریس نہیں کی جا رہی ہے ۔

لاہور میں بناسپتی گھی ۔ سگریٹ ۔ مٹی کا تیل اور پیاز کی قلت اور ان کی قیمتوں میں اضافہ

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور ، مورخہ 6 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں بناسپتی گھی کی ایک بار پھر قلت پیدا ہو گئی ہے ۔ اعلیٰ قسم کے سگریٹ بلیک میں فروخت ہو رہے ہیں ۔ مٹی کا تیل ابھی تک نایاب ہے اور ایک روپیہ بوتل کے حساب سے فروخت ہو رہا ہے ۔ پیاز کی قیمت میں دوبارہ اضافہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے شہریوں کو شدید دقت کا سامنا ہے ۔ اطلاع ملی ہے کہ بناسپتی گھی کی سپلائی کم ہو گئی ہے ۔ پرچون فروشوں نے الزام لگایا ہے کہ ان کی یومیہ سپلائی کم کر دی گئی ہے ۔ اور مٹی کے تیل کے بحران کو ابھی تک حل نہیں کیا جا سکا ۔ لکڑی اور کوئلے کے نرخوں میں بدستور اضافہ ہے ۔ اس خبر سے صوبے کے عوام میں بددلی اور مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر صنعت : جناب والا ! فاضل محرک نے چار آئیٹمز کا ذکر کیا ہے ۔ میں ہر ایک پر عرض کرتا ہوں ۔ بناسپتی گھی کی پیداوار اب کوئی 415 ٹن روز ہے جب کہ 2 ستمبر کو 267 ٹن تھی اور پنجاب کے شہروں کا کوٹہ بالکل ان کی ضرورتوں کے مطابق ہے ۔ لیکن پچھلے دنوں یہ ہو رہا تھا کہ خصوصاً لاہور اور راولپنڈی سے بناسپتی گھی خرید کر صوبہ سرحد میں لے جایا جا رہا تھا ۔ اس صوبے کی اپنی جو ایک فیکٹری ہے اس میں اتنی

پیداوار نہیں ہوتی کہ اس کی ضروریات پوری کر سکے - اب ہم نے ان کی ضروریات کا اچھی طرح سے اندازہ لگا لیا ہے - فرنٹیر کو جتنی ضرورت ہے ، وہ اب ہم براہ راست پنجاب حکومت سے فرنٹیر حکومت کو دیں گے اور اس وجہ سے اب ہمیں یقین ہے کہ شہروں کے کوٹے میں سے جو خرید کر لے جایا جاتا تھا وہ اب نہیں ہوگا - میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ گھی بہت پیدا ہوتا ہے ہم ہر شہر کو مناسب کوٹہ دے رہے ہیں - جو کمی پیدا ہو گئی تھی ، وہ اب نہیں ہو گی - اس لیے کہ ہم صوبہ سرحد کو براہ راست ایک ہزار ٹن گھی ماہوار سپلائی کریں گے - اس پر میں فاضل محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ اب قلت محسوس نہیں ہو گی لاہور شہر میں بھی اور پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی - بہر حال اس پر ہم متواتر نظر رکھے ہوئے ہیں - اس کی تقسیم کا نظام اس وقت سختی سے ڈپٹی کمشنر کے کنٹرول میں ہے - اس میں بھی ہم تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ جو کہ اب وجود میں آ چکا ہے ، وہ اس کا انتظام کرے گا- ہم اس پر متواتر نگاہ رکھیں گے - جہاں جہاں بھی کمی پیدا ہوگی ہم فوراً وہاں گھی پہنچائیں گے -

دوسری آئیٹم میں فاضل محرک نے سگریٹ اور خصوصاً اعلیٰ سگریٹ کا ذکر کیا ہے- اس میں گزارش ہے کہ گولڈ لیف اور کیپسٹن جو کراچی سے آتے ہیں ، وہاں فیکٹری میں کافی دنوں سے go slow strike ہے - یہ بنیادی وجہ ہے کہ سگریٹ پیدا ہی کم ہو رہے ہیں ، اس لیے کم آتے ہیں ، پنجاب میں بھی اور دوسری جگہوں پر بھی - ویسے میں نے پانچ دن ہوئے ، وزیر صنعت سندھ سے خصوصی درخواست کی تھی کہ ہمیں کچھ سگریٹ بھیجیں - انہوں نے پانچ لاکھ سگریٹ گولڈ لیف کے آج سے پانچ روز پہلے پنجاب کے لیے روانہ کیے تھے - وہ بھی یا تو آج پہنچ گئے ہوں گے ، یا پہنچنے والے ہوں گے - اس سے کچھ حد تک کمی دور ہوگی - لیکن جب تک وہ بنیاد یعنی go slow strike ٹھیک نہیں ہو گی ، جس پر حکومت سندھ پوری محنت کر رہی ہے کہ مزدوروں کی شکایات دور کی جا سکیں اور یہ ہڑتال ختم

ہو ، جب تک وہ رہے گی ، سپلائی ناکافی ہوگی - لیکن میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ میں نے خاص درخواست کی تھی اور انہوں نے پانچ لاکھ سگریٹ بھیجے - اس طرح سے میں اور ان سے درخواست کروں گا تاکہ ہمارے صوبے میں اس کی کافی سپلائی آ سکے -

اس کے بعد مٹی کے تیل کا فاضل محرک نے ذکر کیا ہے - میں نے آج سے دس پندرہ روز پہلے بھی اس ایوان میں گزارش کی تھی کہ اس سال سیلاب کے دوران پی - او - ایل پروڈکٹس کے جتنے سٹور تھے ، وہ سارے ختم ہو گئے - پاکستان میں ویگنز کی carrying capacity محدود ہے - اس کے لیے ہم موسمی ضرورت کے مطابق ایک priority مقرر کرتے رہتے ہیں - چونکہ ربیع کی بیجائی کے لیے ضروری تھا کہ ایچ - ایس - ڈی کافی مقدار میں آتا ، اس لیے ایچ - ایس - ڈی کو پہلے top priority دی گئی - اس سے ظاہر ہے کہ مٹی کے تیل کو top priority نہ ملی اور اس کی کمی واقع ہو گئی - پھر ہم نے ایک میٹنگ کی اور اب مٹی کے تیل کو top priority دی گئی ہے - اب پنجاب میں مٹی کا تیل اس کی ضروریات کے تقریباً تقریباً برابر پہنچ رہا ہے - بلکہ اب لاہور میں تو یہ حالت ہے کہ یہاں پر جتنی ٹینک سٹوریج کیپسٹی مٹی کے تیل کی تھی ، وہ پوری بھر چکی ہے - اب لاہور شہر میں مٹی کے تیل کا کوئی مسئلہ نہیں - دوسرے اضلاع میں یہاں سے ٹینک ویگن اور ٹرک ویگن میں لے جانے میں تھوڑی سی مشکلات ہیں - لیکن اب ہم نے ٹرانسپورٹ کا ریٹ پندرہ فی صد بڑھا دیا ہے - اب مجھے یقین ہے کہ باقی شہروں میں بھی مٹی کے تیل کی کمی نہیں رہے گی -

فاضل رکن نے چوتھا ذکر پیاز کی قلت کا کیا ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ کافی دیر سے اس کی قلت ہے - اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ کچھ پیاز اس سال ایکسپورٹ کر دیا گیا اور اس وقت یہ خیال نہ رکھا گیا ، یا پتہ نہ چل سکا کہ ہماری اپنی ضرورت کتنی ہے - اب چونکہ پیاز کے موسم کا اخیر ہے - اس لیے اس کی طلب کے مقابلے میں اس کی سپلائی کم ہے - لیکن اب تازہ پیاز آ جائے گا اور میرا خیال ہے کہ اس کی قلت دور ہو جائے گی - شکریہ -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! بیشتر اس کے کہ فاضل محرک اس کے متعلق اپنا بیان دیں ، میں دو گزارشات پیش کرنی چاہتا ہوں تاکہ حکومت اس پر غور کر سکے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حکومت نے بین الصوبجاتی غذائی اجناس کی نقل و حرکت پر پابندی ختم کردی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی صحیح نہیں ہے ۔ اس لیے کہ ہمیشہ جہاں تک صوبے کا مسئلہ ہوتا ہے ، سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا صوبہ فلاں چیز میں خود کفیل ہے surplus ہے ، deficit ہے ، کم پیداوار ہے یا زیادہ پیداوار ہے ۔ آیا ہم دوسروں کو دے سکتے ہیں یا نہیں ۔ وہ حکومت کی اجازت سے ہونی چاہیے تھی ۔ میری اطلاع کے مطابق یہاں سے غذائی اجناس سندھ منتقل ہوتی ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہاں ہندو بھی ہیں اور دوسرے بااثر افراد بھی جو کہ محض پیسہ کمانے کے لیے اور اپنی ذاتی ضرورتوں کے لیے ملک کی اجتماعی صورت حال کو سامنے نہیں رکھنے اور نفع نقصان کو بھی سامنے نہیں رکھتے ۔ **جناب والا!** میری اطلاع یہ ہے کہ سندھ سے بہت سی غذائی اجناس تھرپار کر کے راستے سے انڈیا سمگل ہو جاتی ہیں ۔ اس طرح گھی بھی جو رحیم یارخان میں بنتا ہے وہ فیروز پور میں ، امرتسر میں اور دلی میں لاکھوں کی تعداد میں وہ ٹن جو ہیں فروخت کئے جاتے ہیں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک سیگریٹوں کا تعلق ہے اور جو کچھ انہوں نے اس کے متعلق فرمایا ہے ۔ وہ بالکل صحیح ہے کہ جب تک پروڈکشن صحیح نہیں ہوگی وہاں سے مال نہیں آئے گا اور چونکہ یہاں کوئی فیکٹری موجود نہیں ہے اس لیے اس کی قلت رہے گی ۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی ۔ جناب والا کے علم میں ہوگا کہ کل یا پرسوں جو یہاں کے سیگریٹ کے بہت بڑے ڈیلر ہیں الیاس اینڈ سنز ان کو اس سلسلے میں گرفتار کیا گیا ہے کہ ذخیرہ اندوزی تھی اور ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے ان کی دوکان بھی سیل کردی گئی ہے ۔ تو یہ کہنا درست نہیں ہے کہ سیگریٹ وہاں سے چونکہ مہیا نہیں ہوتے اس لیے یہاں ان کی کمی پیش آ رہی ہے ۔ یہاں بھی حکومت

کا انتظام صحیح نہیں ہے اور انتظام صحیح نہ ہونے کی وجہ سے یہ قلت پیش آتی ہے ۔

ان دو معاملوں پر براہ راست حکومت کو غور کرنا چاہیے اور میری گزارش یہ ہوگی کہ بین الصوبائی جو نقل و حرکت ہے ۔ غذائی اجناس کی اس پر بھی ضرور پابندی لگانی چاہیے تاکہ حکومت پنجاب کو یہ معلوم ہوسکے کہ اس کے پاس کون سی چیز زائد ہے اور کتنی وہ دوسرے صوبے کے لیے ایثار کر سکتی ہے ۔

مرزا فضل حق : جناب والا! جہاں تک گھی کے متعلق وزیر موصوف کی وضاحت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ گھی کی سپلائی پہلے سے کچھ بہتر ہو رہی ہے اس لیے میں اس پر زور نہیں دیتا ۔ لیکن سیگریٹوں کے متعلق یہ ہے کہ ابھی پرسوں ہی ڈاکٹر غلام حسین صاحب مشیر وزیر اعلیٰ نے یہاں کی ایک بہت بڑی فرم پر چھاپہ مارا اور اس میں انہوں نے کچھ گھپلا پایا اور کچھ زائد سٹاک ان کے پاس موجود تھا ۔ جس کے بارے میں انہوں نے بیان دیا ہے کہ یہ زائد سٹاک جو ہے یہ ڈیلر اٹھا کر نہیں لے گئے جب کہ بازار میں چیز موجود نہیں ہے اور مہنگے داموں فروخت ہو رہی ہے ، بلیک ہو رہی ہے تو اس کا سبب کیا ہے کہ ڈیلر جو ہیں وہ وہاں سے اٹھانے سے انکار کر رہے ہیں ۔ یہ چیز سمجھ میں نہیں آتی ۔

نمبر دو یہ بات ہے ، جناب والا! کہ مٹی کا تیل جو ہے وہ inter-linked ہے لکڑی ، بالن اور کوئلے وغیرہ سے ۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مٹی کا تیل جو ہے اس کی سپلائی پہلے سے کچھ بہتر ہوگئی ہے ، لیکن لکڑی بالن اور کوئلہ کے ریٹ بڑھ رہے ہیں اگر مٹی کے تیل کی سپلائی بہتر ہو اور وہ کم تر نرخوں پر دستیاب ہو سکے تو میرا یہ خیال ہے کہ ان کے ریٹوں میں بھی کچھ فرق پڑ سکتا ہے ۔ اگر ان کے ریٹوں میں فرق نہ پڑا تو مجھے یہ شک ہے کہ مٹی کے تیل کے صارفین تک مٹی کا تیل ٹھیک طریقے سے نہیں پہنچتا ۔ اس کے علاوہ جہاں تک پیاز کا تعلق ہے یہ

تو روز کا معمول بن گیا ہے باورچی خانے کا ، جو شادی شدہ لوگ ہیں ان کا آپس میں جھگڑا ہوتا ہی رہتا ہے - ابھی کل ہی میرا نوکر کہہ رہا تھا کہ پیاز بارہ آنے پاؤ میں لایا ہوں -

مسٹر سپیکر : مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب پوچھ رہے ہیں کہ آپ کس category میں آتے ہیں -

(قہقہہ)

علامہ رحمت اللہ ارشد : ان کا نوکر کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے -

(قہقہہ)

مرزا فضل حق : جناب والا ! پیاز پر خاصی توجہ ہونی چاہیے - یہ نہیں کہ سیزن ختم ہو رہا ہے اس لیے اس کے ساتھ ہی پیاز بھی ختم ہو رہا ہے - پیاز دن بدن مہنگا ہو رہا ہے - جناب والا ! ایک ایک دن میں اس کا ریٹ چار چار آنے چھ چھ آنے کے حساب سے بڑھ رہا ہے -

مسٹر سپیکر : کیا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس سلسلے میں فاضل رکن کو کوئی یقین دہانی کراتے ہیں ؟

مرزا فضل حق : جناب والا ! ایک آخری گزارش یہ ہے کہ سیزن کے لیے جو انتظار کرنے کا مژدہ وزیر موصوف نے سنایا ہے ، میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کب آنے والا ہے تاکہ اس وقت تک انتظار کیا جائے اور پیاز کھانا کچھ کم کر دیا جائے -

میاں خورشید انور : جناب والا ! میری بھی تحریک التواء ہے ، سگریٹوں کے متعلق ، اگر اجازت ہو تو کچھ اس موقعے پر عرض کر دوں -

مسٹر سپیکر : کس کے متعلق ہے ؟

میاں خورشید انور : سیگریٹوں کے متعلق ہے ، تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے - جناب والا ! کہ یہ جو سٹاک پکڑا گیا ہے - جس کی دوکان سیل کی گئی ہے یا جس کو گرفتار کیا گیا ہے تو وہ سٹاک تو کم از کم باہر آنا چاہیے اور چھوٹے چھوٹے پرچون فروشوں کو ملنا چاہیے - میرا تو

خیال ہے اور میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر واقعی اس نے بلیک کی ہے تو وہ تمام مال ضبط کر کے چھوٹے ڈیلروں کو دیا جائے تا کہ لوگوں کو جو اس وقت پریشانی ہے وہ دور ہو سکے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! جناب کی اجازت سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ابھی جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ پیاز کی قلت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے پیاز کو ایکسپورٹ کرنا شروع کر دیا تھا اور اس پر معلوم ہوتا ہے وہ خود بھی نادم ہیں ۔ تو یہ یقین دہانی کرائیں کہ انہوں نے آئندہ سے پیاز کو ایکسپورٹ کرنے سے توبہ کر لی ہے ، تاکہ اس ملک میں جو گرانی ہے وہ ختم ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ! نہ ہی ایکسپورٹ کے متعلق اور نہ ہی امپورٹ کے متعلق وہ آپ کی کچھ مدد کر سکتے ہیں ۔ کسی نیشنل اسمبلی کے فاضل رکن کو مشورہ دیجیے تو شاید وہ آپ کی مدد کر سکے ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تو اس سلسلے میں آپ کی امداد نہیں کر سکیں گے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! شاید سردار صاحب نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ پیاز ایک ایسی آئٹم ہے جس کو ہمیشہ کے لیے سٹور نہیں کیا جا سکتا ۔ پنجاب میں جو پیاز پیدا ہوتا ہے وہ تین چار ماہ تک ہی سٹور کیا جا سکتا ہے ، جس وقت تک بارشیں شروع نہ ہوں اور جب بارشیں شروع ہو جائیں تو اس کے بعد وہ پیاز جو ہے اس قابل نہیں رہتا کہ اس کو استعمال کیا جا سکے ۔ البتہ اس موسم میں خاص طور پر پیاز بلوچستان سے آیا کرتا تھا جو پنجاب کی ضروریات پوری کرتا تھا اور وہ پیاز اب بھی آ رہا ہے ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ transportation اور دوسرے مسائل درپیش آنے کی وجہ سے یا دوسری طرف مانگ زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ یہاں سپلائی نہیں ہو سکا ۔ اب چونکہ سبز پیاز اس وقت اس موسم میں پنجاب میں ہو جاتا ہے اس لیے اس کی قیمتیں خود بخود کم ہو جاتی ہیں ۔ لیکن یہ کہنا کہ پیاز چونکہ

ایکسپورٹ کیا گیا ہے اس لیے اس کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں ، یا پیاز سٹور کیا جا سکتا ہے میرا خیال ہے یہ حقائق کے مطابق نہیں ہے -

میاں خورشید انور : جناب والا ! آپ کے پاس بڑے بڑے کولڈ سٹوریج ہیں ان میں پیاز سٹور کیا جا سکتا ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : شاید آپ کو علم نہیں کہ کولڈ سٹوریج میں پیاز سٹور نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ زمیندار ہیں اور اگر آپ گھر میں بھی پیاز رکھتے ہیں تو آپ کو اس بات کا علم ہوگا کہ پیاز کو زیادہ دیر تک سٹور نہیں کیا جا سکتا -

میاں خورشید انور : جناب والا ! دوسری سبزیاں سٹور کی جا سکتی ہیں تو اس کو بھی سٹور کیا جا سکتا ہے -

Mr. Speaker : I am not an expert in that.
مگر اب کون اس کا فیصلہ کرے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ نے فرمایا ہے کہ کسی نیشنل اسمبلی کے ممبر کو ایکسپورٹ کے معاملے میں متوجہ کرانا چاہیے - تو میری اس ضمن میں گذارش یہ ہے کہ صوبے کی حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے صوبے کے کوائف کو سامنے رکھتے ہوئے ، حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اور دیکھتے ہوئے وہ مرکز سے یہ کہہ سکتی ہے ، اپنی سفارش بھیج سکتی ہے - یہ صوبے کی حکومت کا بھی فرض ہے صرف یہ بات نہیں ہے کہ ایکسپورٹ کرنا یا امپورٹ کرنا چونکہ central subject ہے - اس لیے صوبہ اس کے متعلق کلیتہً بے اختیار بنا دیا گیا ہے - یہ بات نہیں ہے جناب والا !

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر سے specifically پوچھا گیا ہے کہ جو مال برآمد ہوا ہے اس کا کیا کیا جائے گا ؟

وزیر صنعت : وہ تقسیم کیا جائے گا ۔ فاضل رکن نے کہا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ڈیلروں نے لفٹ نہیں کیا ۔ اگر ہم نے ان کی اس

بات کا یقین کیا ہوتا تو پھر ان کا چالان کیوں ہوتا - صاف ظاہر ہے کہ ہم ان کی اس دلیل سے متفق نہیں - باقی جو ان کا سٹاک ہے وہ تقسیم کیا جائے گا اور آپ تک پہنچے گا -

دوسری بات جناب والا! جو فاضل قائد حزب اختلاف محترم نے فرمائی ہے - بین الصوبائی نقل و حمل کے متعلق اس میں میں خود ان سے مل کر بھی یہ عرض کر سکوں گا اور شاید میں اتنے الفاظ میں سمجھا نہیں سکا ہوں یہاں پر - جناب والا! جو آئینی تقاضے ہیں ان میں بھی ایک صوبے سے دوسرے صوبے کے درمیان کسی قسم کی ٹریڈ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جا سکتی - ایک تو یہ بات ہے - دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا! فرض کیا کہ اگر پنجاب زیادہ گھی پیدا کرتا ہے اور ہم یہ کہیں کہ ہم تو خوب کھائیں گے اور دوسرے صوبے جن میں بالکل نہیں ہوتا ان کو نہیں دیں گے تو پھر وہ صوبے بھی ہم سے بہت سے سوال پوچھتے ہیں کہ کیا ہم ایک ہی ملک کے صوبے ہیں - اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بھی ایک دوسرے پر حقوق ہیں تو اس لیے اس ملک میں چوکمیاں ہوں گی -

We will all share. Then it is the question of sharing the shortage of whole of Pakistan.

اگر سرحد میں یا بلوچستان میں کمی ہے تو ہم اس کو share کریں گے - ان کے ساتھ پنجابی بھی اس کمی میں حصہ لیں گے -

اس کے علاوہ جو فاضل قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ چیزیں ہندوستان جا رہی ہیں - اس میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں لیکن تمام حکومتوں کی اس پر inter-provincial میٹنگیں ہوئی ہیں اور تمام حکومتیں سختی سے سمگلنگ کو روک رہی ہیں اور اس میں کافی کامیابی ہوئی ہے - تمام صوبائی حکومتوں نے اس پر سختی سے کنٹرول کیا ہوا ہے اور میں پھر یقین دلاتا ہوں کہ جب کبھی اس کے بعد بھی کوئی میٹنگ ہوئی تو ہم اس میں یہ ذکر پھر کریں گے کہ ہماری اسمبلی

میں اس قسم کے خدشات کا اظہار کیا گیا ہے اور میں یقین دلاتا ہوں پیاز کے سلسلے میں ہم پہلے ہی مرکزی حکومت سے اس قسم کی گذارش کر چکے ہیں تو جتنے فاضل اراکین نے بشمول قائد حزب اختلاف جو خیالات فرمائے ہیں ، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں جہاں بھی پہنچانے ہوں گے ہم پہنچائیں گے اور پہنچا چکے ہیں اور ان کی جو قیمتی رائے ہے اس کا ہم خیال رکھیں گے ۔ جہاں پر distribution میں کوتاھیاں ہیں ان کو ہم دور کریں گے اور پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کا کام یہ ہے کہ وہ تمام قسم کی چیزوں کی سپلائی اور ڈیمانڈ پر نظر رکھیں اور جو صارفین کو چیزیں معقول میں اور معقول مقدار نرخوں پر مہیا کی جائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! آپ کی اجازت سے میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے پوری وضاحت کر دی ہے لیکن میں ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا کہ آئین کی کوئی ایسی پابندی ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ کوئی صوبہ اپنی متعلقہ ٹریڈ پر پابندی عائد نہیں کر سکتا ۔ مجھے کسی آئین کی اس کلاز کا علم نہیں ہے ۔ اور آئین میں زیادہ سے زیادہ صوبائی خودمختاری دی ہے ۔ یہ ہر روز دفعہ 144 لگا کر یہ کہتے ہیں کہ فلاں چیز پر پابندی ہے ۔ فلاں چیز پر پابندی ہے اور دو۔دو مہینے کے لیے پابندی ہے اور یہ دفعہ 144 ہر روز لگاتے ہیں بغیر کسی وجہ کے لگاتے ہیں اور ضرورت کے بغیر عائد کرتے ہیں ۔ تو یہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ اس وقت پیاز پر اور دوسری غذائی اشیاء پر دفعہ 144 لگا کر پابندی عائد کریں ۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ جو کچھ پنجاب کماتا ہے یا بناتا ہے اس کا پنجاب ہی مستحق ہو ۔ صوبہ سرحد ہو ۔ صوبہ بلوچستان ہو ۔ صوبہ سندھ ہو وہ ہمارے بھائی ہیں ۔ ہم چار قومیتوں کی بات نہیں کرتے ، ہم تو لعنت بھیجتے ہیں اس آدمی پر جو چار قومیتوں کی بات کرتا ہے ۔ ہم ایک قوم ہیں ۔ ان کا ویسا ہی حق پنجاب پر ہے جیسا کہ پنجاب کا ہے ۔ لیکن وہ جو کہا گیا ہے کہ ''کہ اول خویش بعد درویش'' تو اس پر ضرور نظر ہو گی ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں پر انحصار

کرتے کرتے جناب یہاں تک نوبت پہنچ جائے کہ یہاں بقول مرزا صاحب کے میاں بیوی کی پیاز پر لڑائی ہو جائے اور یہاں یہ کہتے ہیں کہ constitution کے تحت کوئی پابندی نہیں لگائی جا سکتی -

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق صاحب کیا آپ اسے press کر رہے ہیں یا withdraw کر رہے ہیں؟

مرزا فضل حق : جناب والا! ان کی اس واضح یقین دہانی کے بعد میں اسے press نہیں کرتا -

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

یونیفارم - طبی اور رہائشی سہولتیں نہ ملنے پر
پاگل خانے کے ملازمین کی ہڑتال

مسٹر سپیکر : میاں مصطفیٰ ظفر قریشی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" لاہور مورخہ 7 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق لاہور پاگل خانے کے تقریباً چار سو ملازمین نے جن میں عورتیں بھی شامل ہیں ، دو گھنٹے ہڑتال کی اور مطالبہ کیا کہ ان کو قواعد کے مطابق یونیفارم - طبی اور رہائشی سہولتیں دی جائیں - ملازمین کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کی جائیں - یونین کے جنرل سیکرٹری نے مینٹل ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر اور ہیڈ کلرک پر سنگین الزامات لگائے ہیں اور مطالبہ کیا ہے کہ دماغی امراض کے مریضوں کی دیکھ بھال کرنے والے ملازمین کو 40 روپے ماہوار الاؤنس بحال کیا جائے - اس خبر سے مزدور برادری میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا! یہ خبر جو مشرق اخبار مورخہ 7 دسمبر 1973ء کو شائع ہوئی ہے اس میں تین قسم کے الزامات

لگائے گئے ہیں : ایک تو ہے یونیفارم—طبی—اور رہائشی سہولتوں کے متعلق — دوسرا ملازمین کے خلاف انتقامی کارروائی کے متعلق — اور تیسرا دماغی امراض کے مریضوں کی دیکھ بھال کرنے والے ملازمین کے 40 روپے ماہوار الاؤنس کی بحالی کے متعلق —

واقعات جناب والا! اس طرح ہیں کہ قواعد کے مطابق ملازمین کو ہر سالی سال میں یونیفارم دی جاتی ہے اور رولز کے مطابق اس دفعہ بھی ملازمین کو یونیفارم مہیا کی گئی ہیں جن کی لسٹ میرے خیال میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہو گی -

Mr. Speaker: The statement will be accepted unless some body challenges it.

وزیر لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود : جناب والا! دوسرے الاؤنس کے متعلق الزام لگایا گیا ہے - اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ دماغی امراض کے مریضوں کی دیکھ بھال کرنے والے ملازمین کو نہ تو پہلے کبھی ماہانہ الاؤنس ملتا تھا اور نہ اس وقت تک کوئی ایسا مطالبہ دفتر میں ملازمین کی طرف سے موصول ہوا ہے -

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بحالی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا -

وزیر لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ گورنمنٹ مینٹل ہسپتال کے تمام ملازمین کو قواعد کی رو سے مفت رہائش کا حق حاصل ہے لیکن عملے کے کچھ افراد ایسے ہیں جن کو تا حال رہائش مہیا نہیں کی جا سکی - اس کے لیے پوری کوشش کی جا رہی ہے اور جلد از جلد ان کے لیے بھی رہائش کا بندوبست کر دیا جائے گا -

جہاں تک جناب والا! انتقامی کارروائیوں کا تعلق ہے اس سلسلہ میں میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے صرف اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ مینٹل ہسپتال کے ملازمین کی ذمہ داریاں دوسرے ہسپتال کے ملازمین سے

کچھ زیادہ ہوتی ہیں اس لیئے کہ دماغی امراض کے مریض بھاگ بھی سکتے ہیں ۔ چوٹیں بھی ان کو آ سکتی ہیں اور مینٹل ہسپتال کے ملازمین کو ان پر کڑی نظر رکھنی پڑتی ہے ۔ ان کو زیادہ دیکھ بھال کرنا پڑتی ہے اور جو ملازمین اپنے فرائض میں کوتاہی کریں ، ان کی مناسب دیکھ بھال نہ کریں یا جن کی ذمہ داری ہو کہ وہ ان کی حفاظت کریں کہ ان کو چوٹیں نہ آئیں یا وہ بھاگ نہ سکیں ۔ اپنے فرائض میں کوتاہی کریں تو ان کے خلاف لازمی طور پر disciplinary action لیا جاتا ہے ۔ اس سلسلہ میں جس کسی ملازم کے خلاف اس قسم کا ایکشن لیا گیا اس کا یہ کہنا کہ انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے یہ مناسب نہیں ہے ۔ ہمارے پاس کوئی ایسی شکایت ابھی تک نہیں آئی کہ کسی مینٹل ہسپتال کے ملازم کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کی گئی ہے ماسوائے اس کے کہ اگر کسی ملازم نے اپنے فرائض سے کوتاہی برتی ہے ، اس کے خلاف لازمی طور پر مناسب کارروائی کی گئی ہے اور یہ مینٹل ہسپتال کے انتظام کو بہتر بنانے کے لیے ہی کی گئی ہے البتہ یہ کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس قسم کا کوئی واقعہ اگر آپ کے نوٹس میں لایا جائے تو کیا آپ اس کے خلاف ایکشن لیں گے ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود : اگر کوئی ایسا واقعہ فاضل ممبر میرے نوٹس میں لائیں کہ وہاں مینٹل ہسپتال میں کسی ملازم کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کی گئی ہے تو اس کی انکوائری کرائی جائے گی ۔ اس کا فوری تدارک کیا جائے گا ۔

بیگم آباد احمد خان : میں چوہدری طالب حسین صاحب کی تعریف کرتی ہوں ۔ میں ہسپتال کی کمیٹی میں ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ ملازمین مریضوں کو دیکھنے میں لاپرواہی کرتے ہیں ۔ انہیں توجہ دینی چاہیے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! وزیر موصوف نے جو assurance دلائی ہے یہ درست ہے لیکن یہ آخری بات غالباً انہوں نے غور سے نہیں

دیکھی ہے ۔ اس میں یونین کے جنرل سیکریٹری کی طرف سے یہ الزام عائد کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ مجھے واقعہ بتائیں میں انکوائری کراؤں گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! وہ جنرل بات کر رہے ہیں ۔ وہ صرف اتنا فرما دیں کہ اس کی انکوائری کروائی جائے گی ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود : ان پر جو بھی الزامات انتقامی کارروائی کے یا دوسرے لگائے گئے ہیں ان کی انکوائری کروائی جائے گی ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the motion is not pressed.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تحریک التوا نمبر 51 ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج لیاقت پور میں طلباء نے کلاسوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے ۔ کیونکہ وہاں کافی عرصہ سے تین لیکچرار اکنامکس ، ہسٹری اور بیالوجی کے موجود نہیں ہیں ۔

Mr. Speaker : Minister for Education is not present, so I will take it up on the next working day. Now we go on to the next item.

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہے ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1973

(مسودہ قانون نمبر 71 بابت 1973)

مسٹر سپیکر : چوہدری طالب حسین ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ دی میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ دی میونسپل ایڈ منسٹریشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

Syed Tabish Alwari
Haji Muhammad Saifullah Khan } Opposed.
Mian Khurshed Anwar

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan to move his amendment please.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے کو 15 مارچ 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے کو 15 مارچ 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That the Municipal Administration (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Local Government & Social Welfare and Auqaf be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 15th Feburary, 1974 :—

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Mian Khurshid Anwar.
3. Syed Tabish Alwari.
4. Miss Nasra Khokhar.
5. Chaudhri Kalim Ullah.
6. Mian Muhammad Islam.
7. Malik Allah Ditta.
8. Syed Nazim Hussain Shah.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the Municipal Administration (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recomended by the standing Committee on Local Government & Social Welfare

and Auqaf be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th February, 1974 :—

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Mian Khurshid Anwar.
3. Syed Tabish Alwari.
4. Miss Nasra Khokhar.
5. Chaudhri Kalim Ullah.
6. Mian Muhammad Islam.
7. Malik Allah Ditta.
8. Syed Nazim Hussain Shah.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

Minister for Local Government : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! وقت بچانے کے لیے مجھے اجازت دیں گے کہ میں ان دونوں تحریکوں کو اکٹھا ہی لے لوں ۔ جناب والا! میری یہ ترمیمات جن میں میں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ موجودہ ترمیمی بل جو میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل کے نام سے موسوم ہو کر اس ایوان میں پاس کروانے کے لیے پیش کیا گیا ہے کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے ۔ یا ایسے ان ارکان جن کے نام میری تحریک میں موجود ہیں پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کے سپرد کیا جائے کہ وہ اپنی رپورٹ اس ترمیمی بل کے متعلق پوری چھان بین ، پورے غور و خوض اور پوری دیکھ بھال کے بعد اس ایوان میں منظور کرنے کے لیے پیش کریں ۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہوگا ۔ یہ لوکل گورنمنٹ کے ادارے جسے ہم شہروں میں میونسپل ایڈمنسٹریشن کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ اور اس آرڈیننس اس ایکٹ کے تحت قائم کردہ اداروں کو ہم میونسپل کمیٹیوں کا نام

دیا کرتے ہیں کے متعلق ہر شخص اتفاق کرے گا کہ یہ جمہوریت کی بقا جمہوریت کے قیام کے لیے ریڑھ کی ھڈی ہوا کرتے ہیں - جناب والا! یہی وہ ادارے ہوا کرتے ہیں یہی وہ institutions ہیں جن سے عوام کی جمہوری تربیت ہوا کرتی ہے ، جن سے جمہوریت پروان چڑھتی ہے اور پھلتی پھولتی ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین جناب شیخ عزیز احمد صاحب
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! آپ یقین فرمائیں گے کہ اس ایوان کا ہر رکن یہ اعتراف کرے گا کہ اس ملک میں جمہوریت کی بحالی میں ناکامی - جمہوریت کے فروغ میں ناکامی اور جمہوریت کشی محض اس لیے ہوئی کہ ہم نے ان اداروں کی طرف آج تک خاطر خواہ توجہ نہیں دی - جو بھی حکومت آئی ہے ، جو بھی برسر اقتدار طبقہ آیا ہے اس نے اس قسم کے اداروں کی طرف کسی قسم کی خصوصی توجہ دینے کی بجائے ہمیشہ اپنی سیاسی توجہ مرکوز کی - یہی وجہ ہے کہ یہ ادارے تباہی کا باعث بنے - اور جب کسی نے عنان حکومت سنبھالا ہے ، اس نے بجائے اس کے کہ ان اداروں کو زیادہ پروان چڑھائے - ان اداروں کو تقویت پہنچائے - ان اداروں کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرے - اور ان اداروں کے اندر فوری انتخابات کرا کر ان اداروں کو جمہوری ادارے بنائے جو کہ جمہوریت کے لیے ایک لازمی جزو اور ایک بنیادی حصہ کی حیثیت رکھتے ہیں - ہمیشہ ہر حکومت نے ان اداروں کی طرف سے غفلت برتی ہے - یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں جمہوریت ہمیشہ نا کام ہوتی رہی ہے - اور یہ جمہوریت ہی کی ناکامی ہے کہ ہم اپنے ملک کے ایک حصہ سے کٹ چکے ہیں - اور اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ہم نے اسے دشمنوں کے حوالے کر دیا ہے - جس کو کہا یہ جاتا ہے کہ وہ انہیں لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے - مگر وہ دوسروں کے ہاتھ میں بک کر - دوسروں کے ہاتھ میں پھنس کر اور محض اس لیے کہ ہماری جمہوری تربیت نہیں تھی - ہم نے اپنے آپ پر بھروسہ نہیں کیا - ہمیں اپنا

پتا نہیں تھا ۔ اس وجہ سے ہم نے جمہوریت کو اس ملک میں پنپنے نہیں دیا ۔ ہمیں امید تھی ۔ ہمیں یقین واثق تھا کہ موجودہ حکومت جو کہ عوامی نمائندگی کا دعویٰ کرتی ہے ۔ جو عوامی ووٹوں سے آئی ہے ۔ جو عوام کی طرف سے منتخب ہو کر آئی ہے ۔ یہ اب جمہوریت کی بقا کے لیے کام کرے گی ۔ اب ان اداروں کو فروغ دے گی جو کہ جمہوریت کی بقا کے لیے لازمی جزو ہوا کرتے ہیں جناب والا ! ہمیں یقین تھا ۔ ہمیں امید واثق تھی ۔ کہ یہ حکومت ان میونسپل اداروں کو ان جمہوری اداروں کو فروغ دینے کے لیے ۔ اور ان کے ازسر نوقیام کے لیے ہمیں ایک نیا ایکٹ دے گی ۔ ہمیں ایک نیا بل دے گی نیا قانون دے گی اور وہ نیا طریقہ وضع کرے گی جن سے ہم ان اداروں کو پروان چڑھا سکیں گے ۔ مگر افسوس ہے کہ دو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اس ایوان میں اگر پیش بھی کیا گیا ہے ۔ تو اس میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس کو جو ہر لحاظ سے ناکام ہو چکا ہے ۔ جو ہر لحاظ سے اس ملک میں شہروں کی تباہی کا باعث بن چکا ہے ۔ پھر بھی اگر اس ایوان میں کوئی بل منظوری کے لیے آیا ہے ۔ تو اسی میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس کی ایک ترمیم کا ایک چھوٹی سی ترمیم کا ۔ جناب والا ! ایک بل آیا ہے ۔ جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ حکومت کو اختیار ہوگا کہ وہ شہروں کی حدود میں تبدیلی کرے ۔ جس وقت چاہے ان میں ایزاد کرے ان کے اندر ان کی حدود کو curtail کرے ، کم کرے جو چاہے ۔ اپنی منشا کے مطابق کرے اور اس ترمیم کے آنے سے پہلے جو Provisions اس آرڈیننس میں موجود تھیں ۔ وہ یہ تھیں ۔ کہ Subject to the provisions of section 57 of Electoral College Act, 1957 جس کے تحت جناب والا ! یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ Electoral College Act کے تحت جو یونٹ بنائے جاتے تھے ۔ جو وارڈ بنائے جاتے تھے ۔ ان اداروں پر مشتمل ایک میونسپل کمیٹی یا اس قسم کا ادارہ قائم کیا جاتا تھا ۔ اور اگر حکومت کسی وقت ان میں ترمیم کرنا چاہے ۔ کسی وقت تنسیخ کرنا چاہے ۔ کسی حدود کو بڑھانا چاہے ۔ یا کسی حدود کو کم کرنا چاہے ۔ تو وہ unitary basis پر کر

سکتی تھی - یعنی وہ سالم یونٹ کو شامل کر سکتی تھی - یا سالم یونٹ کو اس میونسپل کمیٹی سے توڑ سکتی تھی - اور اس امنڈمنٹ کے ذریعہ سے ، موجودہ بل کے ذریعہ سے جس کو قانون بنوانا مقصود ہے - یہ قرار دیا جا رہا ہے - اور یہ پاس کرایا جا رہا ہے - کہ چونکہ اب Electoral College Act repeal ہو چکا ہے - وہ ختم ہو چکا ہے - لہذا اس کے تحت جو شرط لگائی گئی تھی ، وہ شرط بھی ختم کی جائے - جناب والا! اس امر سے مجھے قطعاً اختلاف نہیں ہے کہ جب واقعی ایک ایکٹ repeal ہو چکا ہے - جس کا نام اب اس صوبہ میں اب اس ملک میں باقی نہیں رہا ہے تو اب پھر اس کی قید اور اس شرط کا اس آرڈیننس میں رہنا واقعی غلط ہے - میں اس چیز سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہ نکال دی جاوے - مگر یہ ضرورت اس وقت پیدا ہوتی ہے - یہ ضرورت اسوقت لاحق ہوتی ہے - جب ہمیں یہ بتایا جاوے کہ حکومت ان شہری اداروں میں حکومت میونسپل کمیٹی میں کسی قسم کی اصلاح کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے - حکومت اس آرڈیننس کو اپنانا چاہتی ہے - حکومت اس آرڈیننس کو باقی رکھنا چاہتی ہے - یہ میونسپل ایڈ منسٹریشن آرڈیننس وہی ہے جس کے متعلق بارہا یہ کہا گیا ہے کہ یہ موجودہ نظام جو لوکل گورنمنٹ کا اس صوبہ میں رائج رہا ہے - اس نے اس صوبہ کی کوئی خدمت نہیں کی ہے - بلکہ یہ اس صوبہ کے شہری علاقوں کے لیے تباہی کا موجب بنا ہے - ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ صاحب ہم لوکل گورنمنٹ کا نیا نظام اس ملک میں اس صوبہ میں نافذ کریں گے - اور اس کے لیے ہم بہت جلد ایک قانون پیش کریں گے اور اس جلد کی انتظار کرتے کرتے ہمیں ضرورت اس امر کی تھی کہ آج ایک واضح اور جامع قانون - جامع بل - شہری اور دیہاتی اداروں کو منظم کرنے لیے لوکل گورنمنٹ کا صحیح نظام - جمہوری نظام - اس صوبہ میں قائم کرنے کے لیے کوئی قانون لایا جائے - بجائے اس کے جناب والا! حکومت اگر لائی ہے - تو وہی میونسپل ایڈ منسٹریشن آرڈیننس جس کے اثرات جس کے فوائد - جس کے نقصانات ہم 13 سال سے دیکھ رہے

ہیں ۔ اس کو پھر بھی باقی رکھنے کے لیے ۔ اس کا پھر بھی تحفظ کرنے کے لیے اس میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس کو استعمال کرنے سے زیادہ اختیارات حاصل کیے ہیں ۔ چہ‌جائیکہ اس میں کوئی کمی واقع ہوتی ۔ یا ان کی اصلاح کے لیے کوئی قانون آتا ۔ یا ان کی از سرنو تنظیم کے لیے کوئی قانون آتا ۔ ایسی کوئی بات نہیں لائی گئی ۔ اور یہ ترمیم لے آنے سے یہ تاثرات اب واضح ہوگئے ہیں ۔ یہ یقین کی حد تک جناب والا بدل گئے ہیں ۔ کہ حکومت اس میونسپل ایڈ منسٹریشن آرڈیننس کو اس صوبہ کے اندر باقی رکھنا چاہتی ہے ۔ اور وہ نعرے اور وہ دعوے جو انہوں نے کیے تھے کہ ہم ایک نیا بل لائیں گے ۔ نیا قانون لائیں گے جس سے ہم از سرنو ان لوکل باڈیز کے اداروں کی تنظیم کریں گے ۔ وہ ہمیں وعدۂ فردا نظر آرہا ہے ۔ اور وہ ایک فریب کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے ۔ ایک طرف تو ہمیں یہ کہا جاتا ہے ۔ اور دوسری طرف پھر اس آرڈیننس کی تطہیر شروع ہو جاتی ہے ۔ اس میں سے چند الفاظ کے ہیر پھیر سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اور عوام کو باور کرایا جا رہا ہے کہ ہم نے یہ امنڈمنٹ اس لیے کی ہے کہ اس کے بعد میونسپل ایڈ منسٹریشن آرڈیننس بالکل واضح اور مکمل ہو جائے گا ۔ درست ہو جائے گا ۔ اس کی اصلاح ہو جائے گی ۔ اور اس کے تحت قائم ہوئے ہوئے ادارے جمہوری بن جاویں گے ۔

جناب والا مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے محض یہ اختیارات حاصل کرنے کے لیے یہ امنڈمنٹ اس ایوان میں پیش کی ہے کہ حکومت جس وقت چاہے۔ اپنی صوابدید کے تحت ۔ اپنی مرضی کے تحت اپنی منشا کے تحت جس علاقہ کو جس میونسپل حدود میں شامل کر دے اور جس علاقہ کو چاہے میونسپل حدود سے کاٹ دے ۔ ہمارے پاس جناب والا ! یہ تو مثالیں موجود ہیں کہ آج تک میونسپل حدود میں توسیع تو کی جاتی ہے ۔ Provisions میں بھی موجود ہے ۔ میونسپل حدود سے کوئی علاقے نکالے نہیں گئے ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میونسپل حدود سے یہ علاقے نکالے جاویں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج تک جتنے بھی یہ اختیارات حکومت نے استعمال کیے ہیں ۔

کسی دیہاتی علاقے کو شہری علاقے قرار دینے میں اس علاقے کو جس کو شامل کیا گیا ہے ۔ کتنا مفاد پہنچا ہے ۔ کیا موجودہ حکومت ایسے علاقہ کی مثال دے سکتی ہے کہ ایسے علاقے کو میونسپل حدود کے اندر شامل کیا گیا ہو جو غیر ترقی یافتہ ہو ۔ اور جس کو محض اس لیے اس شہری علاقہ میں شامل کیا جاوے کہ ہم اس کے اندر اصلاح پیدا کریں گے ۔ ہم اس کے اندر سڑکیں بنائیں گے ۔ ہم اس علاقہ کے اندر نالیاں بنائیں گے ۔ ہم انہیں واٹر سپلائی کی نعمتوں سے نوازیں گے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ Electoral College Act ختم ہو چکا ہے ۔ اس کی پروویژن کو صرف حذف کرنا ہے ۔ آپ تو Subject to the provisions of section 57 of Electoral College Act 1957 کو discuss کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔

That is not under consideration, Sir

جہاں وہ ایکٹ ختم ہو چکا ہے ۔ یہ بھی آپ تسلیم کریں گے ۔ کہ یہ جو Subject to the provisions of Sec : 57 of the Electrol College Act کے الفاظ اس آرڈیننس میں لکھے ہوئے ہیں ، یہ از خود ختم نہیں ہو جائینگے ۔ تاوقتیکہ ان کو delete نہ کیا جائے ۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے جناب والا کہ اس کو delete کرنے کے بعد حکومت کے پاس کون سے اختیارات باقی رہ جاتے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : حاجی صاحب کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ delete نہ ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں میں یہی چاہتا تھا اس لیے میں اس چیز کو اپنی conclusion میں لوں گا ۔

مسٹر چیئرمین : اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اسی پر آ رہا ہوں کہ اگر ان الفاظ کو

delete کر دیا جائے تو حکومت کے پاس یہ اختیارات رہ جاتے ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ ایکٹ repeal ہو چکا ہے لیکن ابھی تک وہ یونٹ باقی ہے ۔ وہ یونین کونسلیں باقی ہیں ۔ وارڈ باقی ہیں یونین کمیٹیاں باقی ہیں اور وہ میونسپل کمیٹیاں باقی ہیں ۔تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب تک پھر بھی یہ پابندی ہے کہ حکومت اگر کسی علاقے کو شامل کرے گی تو وہ ایک سالم یونٹ کو لے گی ۔ اور ہوتا کیا ہے ؟ تجربے سے جناب والا ہمیں ظاہر ہوا ہے کہ حکومت کن علاقوں کو لیتی ہے ۔ اگر کسی دیہاتی علاقے میں کارخانہ لگ جائے اگر وہاں کوئی مل لگ جائے ۔ کوئی انڈسٹری لگ جائے تو اس وقت حکومت کو ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ اس علاقہ ۔ اس مل ۔ اس صنعت کو نکال کر شہری علاقے میں شامل کر دیں اور جتنی بھی حکومت نے میونسپل کمیٹیوں کی حدود بڑھائی ہیں وہ محض اس نیت سے کہ ان کارخانوں پر محصول چونگی عاید کیا جائے اور ان شہروں کی آمدنیاں بڑھائی جائیں اور اس علاقے کی اس دیہات کی جس کی وہ رونق بنا ہوا ہے اس کی فلاح و بہبود کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے ۔ اب تک پھر بھی ایک پابندی تھی کہ اگر کسی وارڈ یا یونٹ میں کوئی مل کوئی انڈسٹری کوئی کارخانہ اگر قائم ہے اور حکومت لینا چاہتی ہے تو اس انڈسٹری کے ساتھ ساتھ اس سارے یونٹ کو اس سارے علاقے کو اس سارے دیہات کو حکومت کے لیے لینا لازمی تھا ۔ حکومت کسی ایک خاص جزو کسی خاص مستطیل یا ractangle کو لینے کا اختیار نہیں رکھتی تھی بلکہ اسے ایک سالم یونٹ لینا پڑتا تھا اورگو ہوتا ایسا نہیں تھا مگر احتمال ہوتا تھا ۔ اس علاقے کے لوگوں کی امیدیں وابستہ ہو جایا کرتی تھیں ۔ ان کا ایک حق پیدا ہو جایا کرتا تھا کہ صاحب ! جب آپ نے ہماری یونٹ کو ہماری بستی کو ہمارے علاقہ کو میونسپل حدود میں شامل کیا ہے تو آپ ہماری ڈیویلپمنٹ بھی کیجئے ۔ گو نہیں ہوتی تھی اور نہ ہوگی مگر انہیں ایک right create ہوتا تھا وہ اس سے ایک آواز بلند کر لیا کرتے تھے اور بعض بعض جگہوں پر اگر ان کو

اتنا زیادہ اثر ہوتا تھا تو وہ اپنی بات منوا بھی لیتے تھے - اب کیا ہوگا۔ جناب والا! یہ بھی اختیار دیا جا رہا ہے کہ بھلے سارے علاقے کے - اس سارے موضع - اس سارے یونٹ کے جس میں وہ مل ہو وہ انڈسٹری موجود ہے - حکومت جب بھی چاہے لے سکتی ہے اور یہ ہوتا رہا ہے اور یہ پہلوا تجربہ ہے کہ محض آمدنی بڑھانے کے لیے حدود کی توسیع ہوتی رہی ہے - محض محصول چونگی حاصل کرنے کے لیے حدود کی توسیع ہوتی رہی ہے - جناب والا! میں ایسے آرڈیننس - ایسے نوٹیفیکیشن اور ایسے گزٹ بھی اس ایوان میں پیش کر سکتا ہوں کہ جو میونسپل حدود میں توسیعات ہوئی ہیں ان میں واضح طور پر آمدنی بڑھانے کی گنجائش رکھی گئی ہے -

Mr. Chairman : Have you read Section 57?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes, I have read it.

Mr. Chairman : Subject to the provisions of Section 57.
اس میں ممبرز کے متعلق ہے کہ ممبرز کا مشورہ لیا جائے گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ سیکشن 57 ہے جناب والا! کہ حکومت electoral unit پر مشتمل یا جتنی یونٹس پر مشتمل وہ چاہے میونسپل کمیٹیاں یا ٹاؤن کمیٹیاں - یونین کونسلیں ، یونین کمیٹیاں قائم کر دے - یا ان کو constitute کر دے - یہ اختیار ہے -

Mr. Chairman : With the consent of the members of that Committee.

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب والا! consent کی ضرورت نہیں ر ہے - پہلے یہ ہوتا تھا کہ Electoral College Act کے تحت یونٹ بنتے تھے - ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ ممبرز کو ووٹ دیتے تھے اور صدر کو بھی ووٹ دیتے تھے - جب ان کی فنکشن ختم ہو جاتی تھی تو پھر ان یونٹوں کو حکومت مشتہر کرتی تھی - وہ گزٹ میں دیتی تھی کہ فلاں فلاں یونٹ میونسپل کمیٹی ہوں گی - فلاں فلاں یونٹیں یونین کمیٹیاں ہوں

گی تو اس طرح سے وہ کر دیتے تھے اور سیکشن 57 صرف یہی ہے کہ حکومت جن یونٹوں پہ مشتمل چاہے میونسپل کمیٹیاں یونین کمیٹیاں— یونین کونسلیں ڈسٹرکٹ کونسلیں قائم کر دے ۔ تو جناب والا! یہ سیکشن 57 تھا ۔ اب وہی چیز آ رہی ہے کہ اس میں بھی حکومت اختیار حاصل کرنا چاہتی ہے کہ وہ جس علاقے کو چاہے شامل کر دے ۔ اس پابندی کے علاوہ جو پہلے سے موجود ہے کہ اگر شامل حکومت کرے گی تو سالم یونٹ کرے گی تو پھر انہیں ہم کو بتلانا چاہیے تھا کہ اس سے قبل اس غرض کے لیے کتنی inclusions کی گئیں ۔ کتنی حدود کی توسیع محض اس لیے کی گئی کہ اس علاقے کو ہم نے ڈیولیپ کرنا ہے ۔ اس کو ہم نے ترقی دینی ہے اور اگر کوئی توسیع حدود میں ہوتی بھی رہی ہے ۔ کسی قسم کا اضافہ حدود میں کیا بھی جاتا رہا ہے تو گزٹ میں لکھ دیا جاتا رہا ہے کہ فلاں میونسپل کمیٹی کی آمدنی کو بڑھانے کے لیے ، فلاں مل کو سرکاری تحویل میں لینے کے لیے ۔ فلاں ادارے کو حاصل کرنے کے لیے یہ امرضروری ہے کہ اس کی ترقی کی جائے اور اس وجہ سے حکومت حدود میں توسیع کرنا چاہتی ہے ۔

The Government intends to extend the limits of so and so Municipal Committee.

جناب والا! آپ مجھے بتائیں کہ کیا حکومت تجارت کرنے کے لیے ہوا کرتی ہے ۔ کیا حکومت صرف ٹیکس وصول کے لیے ہوا کرتی ہے ؟ ہوتا کیا ہے کہ وہ مل وہ ادارہ وہ انڈسٹری جو حدود بڑھا کر میونسپل کمیٹی میں شامل کر دیے جاتے ہیں اس کے بعد حکومت اس سے ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیتی ہے اور اس طرح لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہو جاتی ہے اور اس شہر کی آمدنی اس قدر بڑھ جاتی ہے لیکن اس خطے کا اس دیہات کا ۔ اس اس گاؤں کا ۔ اس قصبہ کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا جس کی وجہ سے لاکھوں روپیہ کی آمدنی اس شہر کی ہوتی ہے ۔ یقین جانئے جناب والا! کہ اب ان میونسپل کمیٹیوں کا کام صرف ٹیکس وصول کرنا باقی رہ گیا ہے ۔

پبلک کی بقا ۔ پبلک کی بہبود اور اس کی فلاح اب یہ کام ان کے ذمہ نہیں رہا ۔ اب صرف ٹیکس ہی وصول ہوتے ہیں اور وہ ان کے خون پسینے کی کمائی سے لیے جاتے ہیں اور ان کو اس برے انداز سے تباہ کیا جاتا ہے ۔

Sardar Saghir Ahmad : Point of order. The learned member is irrelevant. He is discussing the role of the Municipal Committee. He may be asked to argue about the particular amendment.

مسٹر چیئرمین : میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ آپ اس چیز کو وہاں تک محدود رکھیں جہاں تک کہ بل کا سکوپ ہے ۔ توسیع کے متعلق تو حکومت کو پہلے ہی اختیار ہے ۔

but that was subject to the provisions of section 57.

تو اب وہ شرط اگر ہٹا دی جائے تو پاور تو ان کے پاس رہ جاتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے بھی ایک حق اس علاقے کا پیدا ہوتا تھا کہ اگر اس علاقے سے کوئی انڈسٹری لیتے تھے تو assets کے ساتھ ساتھ اس علاقے کی تمام liabilities بھی لے لیتے تھے ۔

مسٹر چیئرمین : حاجی صاحب یہ تو کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ انڈسٹری جہاں لگے گی اس میں ردو بدل کر دیں ۔ وہ تو پاور alter کرنے کے لیے آپ پہلے ہی تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کو delete کرنا ضروری ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : گزارش یہ ہے کہ پاور لی جاتی ہے اور حکومت یہ لے رہی ہے ۔ پاور لینے کے ساتھ ایک مقصد ہوتا ہے جس کے لیے وہ لی جاتی ہے ۔ اگر مقصد نہیں ہے تو پھر پاور لینے کا کچھ فائدہ نہیں ہے اور جس مقصد کے لیے پاورز لی جاتی ہے وہ استعمال ہوتی ہیں ۔ تو ہم نے اس چیز کو ڈسکس کرنا ہے اور اس کو ہم پرنسپل کہہ سکتے ہیں ۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس کے لیے ان کو کیا ضرورت لاحق ہوئی کہ وہ اس میں ترمیم لائیں اور یہ ترمیم کرا کر وہی اختیارات حاصل کریں جو انہیں

پہلے ہی ایک یونٹ کی حیثیت میں حاصل ہوتے تھے کہ وہ ان کو جس طرح چاہیں کر لیں یا لے لیں ۔ اس میں کیا چیز کارفرما ہے ۔ ہم نے اس کے پس‌منظر کو دیکھنا ہے اور اسی کو ہم یہاں ڈسکس کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ بالکل متعلقہ بات ہے ۔

مسٹر چیئرمین : پہلے پاور تھی سیکشن 57 کے تحت ۔ اس کے بعد پاور ڈائریکٹ حکومت کے پاس آ گئی ہے ۔ اب اس میں یہ چیز زیر بحث لائی جا سکتی ہے کہ سیکشن 57 کو رہنے دیا جائے ۔ یہ بات ڈسکس ہو سکتی ہے سیکشن 57 کے تحت ۔ آپ ڈسکشن کو محدود بھی کر سکتے ہیں کہ علاوہ دینے سے کیا فرق پڑے گا اور اس کے بعد کیا ہوگا ۔ اس چیز کے ارد گرد آپ اپنی بحث محدود کر سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہی میں کہہ رہا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : مگر آپ ان کی تفصیلات میں نہ جائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! اگر میں details نہ جاؤں تو وہی سارا پڑھتا رہوں ؟

مسٹر چیئرمین : آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو اڑانے سے یونین کمیٹی اور یونین کونسل کی پاورز ختم کی جا رہی ہیں اور گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے ۔ بس یہی اس پر آپ بحث کر سکتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس موجودہ ترمیمی بل میں صرف ان الفاظ یعنی الیکٹورل کالج ایکٹ 1957 کے تحت اور شرائط کے تابع حکومت کو حدود گھٹانے اور بڑھانے کا اختیار حاصل تھا ۔ اور انہیں الفاظ یعنی الیکٹورل کالج ایکٹ 1957 کے تحت شرائط کے تابع کو اڑا دیا جائے اور حکومت کو لامحدود اختیارات دے دیے جائیں ۔ جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر یہ ضرورت لاحق کیوں ہوئی ۔ اس کے پیچھے کون سی نیت کارفرما ہے اور کونسا ارادہ کارفرما ہے ۔ آپ ایک

بار نہیں کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ہم میونسپل کمیٹی کو از سر نو ترتیب دیں گے - ہم میونسپل کمیٹی کے نظام کو از سر نو پیش کریں گے - ہم اس کی تطہیر کریں گے - ہم اس موجودہ میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس کو ایک اچھی شکل میں اس ایوان میں پیش کریں گے - جب تک آپ وہ نہیں پیش کرتے اور دو سال میں آپ کو پیش کرنے کی توفیق نہیں ہوئی -

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! فاضل ممبر اپنے دلائل کو دہرا رہے ہیں - اور اپنی یہ بات انہوں نے ہاؤس میں کم از کم پچاس دفعہ کہی ہے - اگر وہ کوئی نیا پوائنٹ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں ورنہ اس وقت ایوان کے وقت کی قدر کریں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سردار صاحب آپ ان کو سننے کے لیے تھوڑا سا liberal رہیں -

چوہدری محمد انور سمه : جناب والا ! یہ ہر پوائنٹ آف آرڈر کے بعد ساری تقریر پھر repeat کرتے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اور آپ انہیں وقفہ دے دیتے ہیں تا کہ وہ دوبارہ repeat کر سکیں -

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! ان کی تمام تقریر تو محض اس لیے ہے کہ یونٹ سالم لینا چاہیے اور اگر اس میں کوئی انڈسٹری ہے تو اس کو بھی ساتھ لینا چاہیے اس کے علاوہ اور کوئی پوائنٹ نہیں نکلتا - انہوں نے بار بار اس کو repeat کیا ہے - وہ ہاؤس کے وقت اور اس کے حق کا بھی خیال رکھیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حاجی صاحب قانون سازی کا کام بہت زیادہ ہے -
You will have lot of time to discuss other bills

Haji Mohammad Saifullah Khan : Sir, I fully agree with what you say but the House is not in quorum.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - - - کورم نہیں ہے گھنٹی بجائی جائے - - گھنٹی بجائی گئی - - ایوان میں کورم نہیں تھا -

Then the House is adjourned for 15 mintutes to meet again at 11-45.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

قرارداد

اسمبلی کے اجلاس کا اسمبلی چیمبر کے علاوہ کسی دوسری عمارت میں انعقاد

مسٹر سپیکر : حاجی سیف اللہ صاحب ۔ آپ تقریر فرما رہے تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ۔

وزیر ہاوسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا! پیشتر اس کے کہ حاجی صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں میں ایک اہم ریزولیوشن آپ کی اجازت سے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! میں قرادار پیش کرتا ہوں :

> کہ اسلامک سمٹ (Islamic Summit) جو مستقبل قریب میں اس ایوان میں منعقد ہو رہی ہے کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس کسی اور عمارت میں منعقد کرنا کسی وقت بھی ضروری ہو سکتا ہے ۔ لہذا یہ ایوان جناب سپیکر کو اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی اسمبلی ہذا کا اجلاس کسی اور عمارت میں منعقد کرنے کا فیصلہ اور اعلان فرمائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! جہاں تک اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس کا تعلق ہے ، میں اور اس ملک کا ہر ایک شہری یہ بات اچھی طرح محسوس کرتا ہے کہ یہ ہمارے ملک کے لیے ایک نہایت ہی قابل عزت مقام ہے جو ہمیں حاصل ہوگا ۔ اس لیے میں اس ریزولیوشن کی تائید کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر: قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اسلامک سمٹ (Islamic Summit) جو مستقبل قریب میں اس ایوان میں منعقد ہو رہی ہے کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس کسی اور عمارت میں منعقد کرنا کسی وقت بھی ضروری ہو سکتا ہے ۔ لہذا یہ ایوان جناب سپیکر کو اختیار دیتا ہے کہ کسی وقت بھی اسمبلی ہذا کا اجلاس کسی اور عمارت میں منعقد کرنے کا فیصلہ اور اعلان فرمائیں ۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر: اس قرارداد کی منظوری کے بعد میں اس ایوان کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آئندہ اجلاس پیر کے دن صبح ساڑھے آٹھ بجے ٹاؤن ہال لاہور میں منعقد ہوگا ۔ کل اجلاس نہیں ہو رہا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان !

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء

(بحث جاری)

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو موجودہ ترمیم اس ایوان میں منظوری کے لیے پیش کی گئی ہے ، اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ نہ تو مناسب وقت ہے اور نہ اس ترمیم کے پیش کرنے کی ضرورت ہے اس یقین دہانی کے پیش نظر ، جو حکومت بار بار کرا رہی ہے اور جس کی تکمیل ابھی تک نہیں ہو رہی ہے کہ ہم لوکل گورنمنٹ کے نظام کے لیے نیا قانون لائیں گے ۔ اگر فی‌الواقعی وہ نیا قانون لانا چاہتے ہیں اور اس صوبے کے اندر صحیح لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ اختیار حاصل کرنے کا فائدہ کیا ہے اور اس کی ضرورت کیا باقی رہ

جاتی ہے؟ اس پرویزن کے تحت تو انہیں سالم کا سالم علاقہ ، سالم کا سالم وارڈ ، سالم کا سالم یونٹ لینا پڑتا ہے ، اگر وہ کسی میونسپل کمیٹی کی حدود میں ترمیم و توسیع کرنا چاہیں - یہ ترمیم اگر آج منظور ہو گئی ، یہ موجودہ قانون اگر آج پاس ہو گیا تو اس سے حکومت کو ایک ایسا اختیار حاصل ہو جائے گا کہ وہ اس علاقے کو تو چھوڑ دے ، اس کی فلاح و بہبود پر تو توجہ نہ دے ، اس کو تو وہ اپنی ذمہ داریوں سے نکال دے جس میں وہ ادارہ موجود ہے جس کے لیے وہ حدود کو بڑھانا چاہتی ہے محض محصول حاصل کرنے کے لیے ، اور ٹیکس وصول کرنے کے لیے ، اس علاقے کی طرف کوئی دھیان نہ دے - یہ جمہوری فعل ہے اور نہ ہی انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہے - میں پھر ان سے یہ پر زور استدعا کروں گا کہ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی ترمیمیں لانے ، اور اس طریقے سے اس معزز ایوان کا وقت صرف کرنے اور قوم کا سرمایہ خرچ کرنے کی بجائے بہتر ہے کہ آپ جو بھی قانون لائیں ، اگر آپ لوکل گورنمنٹ کا نظام اس صوبے ، اس علاقے میں قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ جامع قانون ہونا چاہئے - پھر وہ تمام تقاضے پورے کرنے چاہئیں جو ایک جمہوری ملک کی خاص ضرورت ہوا کرتی ہے - اس ضرورت کے تابع قانون بنا کر اس ایوان میں پیش کیا جانا چاہئے - چہ جائیکہ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی ترمیمات پیش کی جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل ہوتے جائیں ، اختیارات کا استعمال زیادہ سے زیادہ ان کے پاس آتا جائے اور اختیارات کو استعمال کرنے کے بعد جو فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں ان پر کوئی توجہ نہ دی جائے - یہ کوئی احسن اور اچھا فعل نہیں - اس لیے میں استدعا کروں گا کہ وہ اس بل کی منظوری پر زور نہ دیں - اس ترمیم سے اس صوبے کے عوام کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا - اگر وہ فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں تو نیا نظام ، نیا قانون لائیں ، نیا بل لائیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس ایوان میں یہ یقین دہانی کرائیں کہ وہ ان لامحدود اختیارات کا ، جو کہ وہ اس ترمیم کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں ، بے جا استعمال نہیں کریں گے - ساتھ ہی وہ یہ بھی اس ایوان

کو یقین دلائیں ۔ اگر واقعی آن کی نیت نیک ہے اور وہ صحیح معنوں میں اس اختیار کو حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ جس ادارے کو ، جس حدود کو میونسپل حدود میں شامل کریں گے ، اس کی فلاح و بہبود اور اس کی ترقی اس میونسپل کونسل ، اس کمیٹی کے ذمے ہوگی اور سب سے پہلے اس کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جائے گا ۔ کیونکہ اس علاقے کو خاص طور پر کسی خاص مقصد کے لیے حکومت حاصل کرتی ہے اور اگر اس کا حصول صرف ٹیکسوں کے لیے اور اس کے یونٹس کا بڑھانا صرف محصول چنگی لگانے کے لیے ہے تو پھر نہ تو اس سے علاقے کے عوام کو کوئی فائدہ پہنچے گا اور نہ ہی حکومت اس سے کوئی نیک نامی حاصل کرے گی ۔ بہر حال ان معروضات کے ساتھ میں اس بل کی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اگر حکومت اس سلسلے میں عوام کی رائے معلوم کر لے تو اسے احساس ہو جائے گا کہ اس میونسپل ایڈمنسٹریشن کے متعلق عوام کے احساسات کیا ہیں اور تأثرات کیا ہیں ۔ وہ آپ سے کس قسم کا قانون چاہتے ۔ وہ اس کی تائید کرتے ہیں یا نہیں ۔ اگر آپ یہ پروسیجر لمبا سمجھتے ہیں تو پھر اسے آپ مجلس منتخبہ کے پاس بھیجیں تاکہ وہ اس کی پوری چھان بین کر کے آپ کو ایک جامع رپورٹ پیش کر سکے ۔ اگر یہ دونوں باتیں آپ نہ کرنا چاہتے ہوں تو پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ اس بل کو پیش کرنے ، اس کو منظور کرانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ۔ مجھے امید ہے کہ اگر حکومت صحیح معنوں میں لوکل سیلف گورنمنٹ کا نظام نافذ کرنا چاہتی ہے تو وہ میری گزارشات کے پیش نظر اس کی منظوری پر اصرار نہیں کرے گی اور اسے واپس لے گی ۔

مسٹر سپیکر : وزیر لوکل گورنمنٹ ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے یہ کوئی ایسی بنیادی ترمیم میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس میں نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ یہ کوئی بنیادی تبدیلی اس میں لائی جا رہی ہے ۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ میونسپل ایڈمنسٹریشن

آرڈیننس میں الیکٹورل کالج ایکٹ 1964ء کے متعلق ایک فقرہ درج تھا جس کو پہلے ہی repeal کیا جا چکا ہے - قانون دانوں کی رائے اس سے مختلف ہے - ایک رائے یہ بھی ہے کہ جب کوئی آرڈیننس یا کوئی قانون repeal ہو جائے اور اس کا ذکر اگر کسی دوسرے قانون میں موجود ہو تو وہ خود بخود repeal تصور کیا جاتا ہے - لیکن دوسری طرف ماہرین کی رائے یہ بھی ہے کہ اس کا دوسرے قانون سے دوبارہ repeal کیا جانا ضروری ہے - اس لیے اس کی ضرورت پیش آئی - یہ پاورز گورنمنٹ کے پاس اس میونسپل آرڈیننس میں پہلے ہی موجود تھیں کہ وہ میونسپل حدود میں ترمیم و توسیع کر سکتی ہے ، یا آن کو کم کر سکتی ہے - اس بل یا اس ترمیم کے ذریعے گورنمنٹ کوئی نئی پاورز حاصل نہیں کر رہی ، بلکہ ایک قانون میں موجود ایک repeal شدہ قانون کے حوالے کی وجہ سے جو چند مشکلات درپیش تھیں ان کا وہاں سے دور کیا جانا ضروری تھا - چونکہ حاجی سیف اللہ صاحب نے اصولی طور پر اس ترمیم کی مخالف نہیں کی ، بلکہ انہوں نے اپنی تقریر کی ابتدا میں ہی یہ کہا تھا کہ وہ یہ درست سمجھتے ہیں کہ قانون جو کہ repeal ہو چکا ہے اس کا حوالہ اگر کسی دوسرے قانون میں موجود ہے اور وہ اس قانون کی implementation میں کسی قسم کی رکاوٹ بنتا ہے تو اس کا دور کیا جانا نہایت مناسب ہے - اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے لمبی چوڑی تقریر کرکے اس ایوان کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں - الفاظی طور پر تو انہوں نے اس بل کی مخالفت کی ہے اور وہ فرماتے رہے ہیں کہ اس سے گورنمنٹ زیادہ اختیارات حاصل کرنا چاہتی ہے ، حالانکہ اس ترمیم میں کوئی ایسی چیز نہیں لائی جا رہی جس سے گورنمنٹ پہلے اختیارات سے زیادہ حاصل کرنا چاہتی ہو - رہا آن کا دوسرا اعتراض کہ میونسپل کمیٹیوں میں توسیع اس لیے حکومت کر رہی ہے کہ لوگوں سے ٹیکس وصول کیا جائے اور ان کی فلاح و بہبود کا خیال نہ رکھا جائے - اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے مجھ سے اس بات کی یقین دہانی مانگی ہے کہ جو نئے علاقے میونسپل ایریا میں شامل کئے جائیں گے -

میونسپل حدود میں جہاں کہیں توسیع کی جائے گی وہاں ان لوگوں کی فلاح و بہبود کا پورا خیال رکھا جائے گا ۔ تو میری اس سلسلے میں انتہائی مختصر سی گزارش یہ ہے کہ حکومت کا پہلے ہی یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے اور گورنمنٹ پہلے ہی اس بات کی پوری کوشش کر رہی ہے کہ جہاں کہیں میونسپل حدود میں توسیع کی جاتی ہے یا جہاں کہیں نئے علاقے میونسپل حدود میں شامل کئے جاتے ہیں وہاں کے لوگوں کی فلاح و بہبود کا بھی خیال رکھا جائے ۔ ان کے لیے سڑکیں، گلیاں اور سیوریج سسٹم مہیا کیا جاتا ہے ۔ لیکن جیسا کہ میرے دوست کو اس بات کا علم ہے کہ اس میں فوری طور پر اگر آج کسی علاقے کو کسی میونسپل ایریا میں شامل کیا جائے تو یہ ممکن نہیں کہ دوسرے روز ہی اس علاقے میں تمام وہ ضروریات مہیا کر دی جائیں جو کہ شہری حلقوں میں پہلے موجود تھیں ۔ اس کے لیے ایک وقت درکار ہوتا ہے ۔ کچھ منصوبہ بندی کرنا ہوتی ہے اور اس کے لیے محدود وسائل کے اندر رہ کر منصوبہ بندی کر کے اس کی ترقی کرنا حکومت کا فرض ہے اور ان کو سہولیات بہم پہنچانا حکومت کی ذمہ داری ہے تو اس سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ حکومت پوری طرح عہدہ برا ہو گی اور ان علاقوں کی جو میونسپل حدود میں شامل کئے جائیں گے فلاح و بہبود کے لیے حکومت پوری کوشش کرے گی ۔ حکومت اس چیز سے پوری طرح آگاہ ہے اور اسی بنا پر ان علاقوں کو میونسپل حدود میں شامل کیا جائے گا ۔ haphazardly یا کسی سے ٹیکس وصول کرنے کی خاطر یا محض آمدن کو بڑھانے کے لیے ہمارا یہ قطعاً ارادہ نہیں ہے کہ کسی علاقے کو میونسپل حدود میں شامل کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That the Municipal Administration (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Local Government & Social Welfare and Auqaf be circulated for the purpose

of eliciting opinion thereon by 15th March, 1974.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That the Municipal Administration (Punjab Amendment) Bill 1973, as recommended by the Standing Committee on Local Government & Social Welfare and Auqaf be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th February, 1974 :—

1. Allama Rehmatullah Arshad
2. Mian Khurshid Anwar.
3. Syed Tabish Alwari.
4. Miss Nasra Khokhar.
5. Chaudhri Kalim Ullah.
6. Mian Muhammad Islam.
7. Malik Allah Ditta.
8. Syed Nazim Hussain Shah.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover)

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ حکومت جن بلدیات کی حدود میں ردو بدل کرے گی وہاں کے عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبے بنائے جائیں گے اور ان پر عمل ہوگا ۔ جناب والا ! میں ان سے یہ استدعا کروں گا کہ اس امر کا کون فیصلہ کرے گا کہ وہاں کون سے کام عوام کی بہتری کے ہیں اور کون سے کام پیسہ

ضائع کرنے کے مترادف ہوں گے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس قسم کے اختیارات لینے سے پہلے صوبے کی تمام بلدیات کے باقاعدہ انتخابات کرائے جائیں اور منتخب ممبر بلدیات کے وہ فیصلہ کریں کہ وہاں عوام کی خواہشات کیا ہیں اور ان کی ضروریات کیا ہیں اور اس کے علاوہ ترقی کے لیے وہ کن علاقوں کو وہاں شامل کرنا چاہتے ہیں یا باہر نکالنا چاہتے ہیں ۔

جناب والا! موجودہ حکومت انتخابات کی خاصی حد تک ماہر ہوچکی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تین سال سے جب سے یہ اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے ہیں یہ مطالبہ ہوتا رہا ہے ۔ بار بار تقاضا کیا جاتا رہا ہے اور برسراقتدار لوگ بھی گاہے بگاہے یہ اعلان فرماتے رہے ہیں کہ وہ بلدیات کے انتخابات جلد کرانا چاہتے ہیں مگر ابھی تک انتخابات نہیں ہوئے ۔ جناب والا! اس وقت صوبے کی بلدیات میں جو بد نظمی ہے ۔ افراتفری ہے ، گڑ بڑ ہے کوئی ترقیاتی کام پوری طرح نہیں ہو رہا اور نوکر شاہی پوری طرح مسلط ہو چکی ہے ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام صوبے میں بلدیاتی انتخابات فوراً کرائے جائیں اور وہی لوگ جو منتخب ہو کر آئیں گے ان امور کا فیصلہ کر سکیں گے ۔ جناب والا! آج چاہیے تو یہ تھا کہ وزیر صاحب اس سلسلے میں اپنی پارٹی کے بنائے گئے ایک بل کو یہاں پیش کرتے جو کہ سابق وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی محنت کے ساتھ تیار کیا تھا اور باقاعدہ ایک کتابچے کی صورت میں یہاں تقسیم بھی ہوا تھا ۔ آج چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر عملدرآمد کے لیے اس سکیم کو پورا کرنے کے لیے اس بل کو یہاں پیش کیا جاتا ۔ پہلے جو ایک قانون یہاں پیش کیا گیاتھا جس کے متعلق انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہ خود بخود ہی ختم ہو چکا ہے اسے پوری طرح ختم کر کے حکومت اور زیادہ اختیارات حاصل کرنا چاہتی ہے اور اپنے اختیارات میں اضافہ کر رہی ہے اور ان اختیارات کو موجودہ ایڈمنسٹریٹر جو ہیں کمیٹیوں کے یا نامزد چیرمین جو ہیں وہ ان کو غلط طور پر استعمال کریں گے ۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ وزیر صاحب ان تمام اختیارات کو اپنے پاس لینے کی

بجائے یا اپنی نوکر شاہی کے کل پرزوں کو دینے کی بجائے وہاں انتخابات کا اہتمام فرمائیں -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل اگرچہ انتہائی مختصر ہے لیکن حالات و واقعات کے پیش منظر میں اس کی بنیادی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا - جناب والا ! بلدیات ایک ایسا سنگ میل ہیں جہاں سے جمہوریت کی حقیقی منزل کی طرف صحیح طور پر قدم اٹھایا جا سکتا ہے - یہ ایک ایسا زینہ ہے جس کے ذریعہ ہم عوامیت و جمہوریت کی معراج کمال تک پہنچ سکتے ہیں - اور یہ ایک ایسی بنیاد ہے جس پر حقیقی جمہوریت کا قصر معلیٰ تعمیر ہو سکتا ہے - جناب والا ! یہ بلدیات ایسے اساس بنیادی اداروں کی حیثیت رکھتے ہیں اور ایسے سیاسی اداروں کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں جمہوریت و عوامیت کی بنیادی تربیت کا کام سونپا جاتا ہے - جہاں عوامی نمائندوں کو یہ مواقع فراہم کیے جاتے ہیں کہ وہ جمہوری اقدار اور پارلیمانی روایات کو تابندہ کرنے کے لیے ابتدائی طور پر اپنے عوام سے قریبی رابطہ رکھتے ہوئے تربیت کے مواقع زیادہ سے زیادہ حاصل کریں اور انہیں اداروں کے سپرد یہ کام بھی ہوتا ہے کہ وہ پورے صوبے اور ملک کو ایسی سیاسی قیادت فراہم کریں جو آگے چل کر ہمارے اجتماعی مفادات کا تحفظ کر سکے -

جناب والا ! ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان اداروں کو ابھی تک مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے اور یہی پالیسی ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے پارلیمانی نظام کو ناکامی اور رسوائی سے دوچار ہونا پڑا ہے - یہی وہ پالیسی ہے جس کے نتیجے میں ہم نے حقیقی جمہوریت کا خواب ابھی تک شرمندۂ تعبیر ہوتے نہیں دیکھا - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اب بھی ماضی کے ان تلخ تجربات سے فائدہ اٹھا کر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم اس ملک میں حقیقی بلدیاتی نظام رائج کریں گے تو ہم نہ صرف یہ کہ اس ملک میں سیاسی

قیادت کے خلا کو دور کر سکیں گے جس نے اس ملک میں ماضی میں متعدد سیاسی بحرانوں اور آمریتوں کو جنم دیا ہے۔ فوجی آمریتوں نے اس ملک میں جو گل کھلائے ہیں وہ صرف اس وجہ سے تھے کہ ہم نے بلدیاتی نظام کے ذریعہ صحیح سیاسی قیادت کو پنپنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔

جناب والا! ہمیں یہ خوشخبری سنائی گئی تھی۔ ہمیں یہ مژدہ سنایا گیا تھا کہ موجودہ عوامی حکومت اپنے دور حکومت میں ایک ایسا بلدیاتی نظام رائج کرے گی جو اس کو نئے سرے سے نہ صرف یہ کہ ترتیب دے گا بلکہ منظم کرنے کے بعد اسے عوامی فلاح کے منصوبوں کے لیے وقف کر دے گا۔

جناب والا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس سلسلہ میں مسلسل وعدوں کے باوجود کوئی ایک ادنیٰ قدم بھی نہیں اٹھایا گیا۔ ابھی تک یہ ادارے عوامی نمائندوں سے محروم چند ایڈمنسٹریٹروں کے رحم و کرم پر ہیں اور عوامی نمائندوں کی قیادت سے محروم نوکر شاہی اور افسر شاہی کے تسلط میں ان کی تباہی کے دن روز بروز قریب آتے جا رہے ہیں۔ جناب والا! ایڈمنسٹریٹروں کے ذریعے بلدیات کو چلانے کا تجربہ اصل میں فوجی آمریت کا تجربہ ہے جو کسی صورت میں بھی اس عوامی حکومت کے لیے شایان شان نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان میں اگر وزیر بلدیات یہ بل پیش کرتے کہ ہم اس پورے صوبہ میں نئے سرے سے بلدیات کو منظم کر کے ان کے انتخابات کرا کے ایک نئے دور کا آغاز کریں گے تو ہم سب اس سلسلہ میں ان کے رفیق ہوتے۔ ان کے معاون ہوتے۔ لیکن آج اس بل کے ذریعہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ لوگوں کے سامنے ایک دوسرا فریب برپا کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ جو ان کے حقیقی فرائض تھے ان سے گریز کرنے کی کوشش کا بھی ارتکاب کیا ہے۔

جناب والا۔ میونسپل کمیٹیوں کی حدود میں توسیع و ترقی یا اس کی ترمیم کا کام اصل میں عوامی نمائندوں کا کام ہوتا ہے کہ موجودہ صورت

میں یہ اختیار حکومت حاصل کر رہی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عوامی نمائندوں کے مشوروں کے بغیر جو حدود میں توسیع و ترمیم کی جائے گی تو وہ عوامی مفادات سے کسی طور پر بھی ہم آہنگ نہیں ہوگی۔ میں اس سلسلہ میں ایک واضح مثال دینا چاہتا ہوں کہ اس اختیار کی آڑ لے کر بہاولپور شہر میں کنٹونمنٹ کی حد بندی عوامی نمائندوں کی مرضی کے خلاف کر دی گئی اور پورا شہر تقسیم کر دیا گیا جس کے نتیجے میں میونسپل کمیٹی بہاولپور اب ایک دیوالیہ میونسپل کمیٹی کی حیثیت رکھتی ہے۔ آدھا شہر تقسیم کر کے کنٹونمنٹ کے حوالے کر دیا گیا ہے اور اس کے تمام assets اور اس کی تمام آمدنیوں کو کنٹونمنٹ کے لیے وقف کر کے ایک ایسا اختیار حاصل کر لیا ہے جو اگر عوامی نمائندوں کے ذریعہ حاصل کیا جاتا تو کسی صورت میں اس طور پر نہ ہوتا۔ جناب والا! اب بھی اگر اس قانون کے ذریعہ حکومت یہ اختیار لینا چاہتی ہے کہ وہ شہروں کو عوامی نمائندوں کی مرضی کے خلاف توسیع اور تبدیلی کے عمل سے دوچار کرے تو یہ کسی طور پر بھی مستحسن بات نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس سلسلہ میں از سر نو تمام احوال و کوائف اور عوامی خواہشات و جذبات کا جائزہ لے کر ایک ایسا مضبوط اور ایک ایسا تفصیلی بل پیش کرنا چاہیئے جو ہمارے ہاں بلدیاتی نظام کو انقلابی تبدیلیوں سے آشنا کر سکے اور انتخاب کے ذریعے یہاں نئے سرے سے ایک بلدیاتی سطح پر نئی سیاسی قیادت جنم لے سکے۔ میں سمجھتاہوں کہ موجودہ صورت میں یہ بل کسی طور پر بھی عوامی خواہشات و جذبات سے ہمکنار نہیں ہے۔ اس لیے میں اس کی پرزور مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے:

کہ دی میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف

نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز۔ 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کلاز 2 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز۔ 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصے بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز۔ 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1) زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کی Preamble زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا Long Title زیر غور ہے۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لیے طویل عنوان بل کا حصہ بنتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب اسنڈمنٹ)
بل 1973ء منظور کیا جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب اسنڈمنٹ)
بل 1973ء منظور کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! میں آپ سے ایک interpretation چاہتا ہوں - Long Title کس بل کا جناب والا ! یہ ہوا کرتا ہے جس طرح اس بل میں ہے جیسے

"The Municipal Administration (Punjab Amendment) Bill or Ordinance, 1973."

یہ ہے long title مگر جو ہمیں کاپی مہیا کی ہے جیسا کہ مجلس قائمہ نے اس کی سفارش کی ہے ، اس میں long title نہیں ہے - کیا اس کا ہونا ضروری ہے - long title سٹینڈنگ کمیٹی نے recommend نہیں کیا ہے - کیا اس کے بغیر بھی یہ آ سکتا ہے ؟

Mr. Speaker : "The committee unanimously recommended that the Bill may be passed."

تو یہ بل as it is ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جب ہمیں یہ بل introduce کرایا گیا تھا اس کا long title یہ دیا گیا تھا :

"The Municipal Administration (Punjab Amendment) Bill or Act, 1973."

وہ اب نہیں آیا -

Mr. Speaker . There is a long little that :

" This Act may be called the Municipal Administration (Punjab Amendment) Act, 1973."

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب والا ۔

مسودہ قانون (ترمیم) بہم رسانی و نکاسی آب
برائے عظیم تر لاہور مصدرہ 1973

(مسودہ قانون نمبر 72 بابت 1973ء)

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی گریٹر لاہور واٹر سپلائی ، سیوریج اینڈ ڈرینج (امنڈمنٹ) بل 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی گریٹر لاہور واٹر سپلائی ، سیوریج اینڈ ڈرینج (امنڈمنٹ) بل 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی صاحب آپ کلاز ۔ 2 میں ترمیم پیش کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں امنڈمنٹ نمبر 3 move کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم حمید الدین ۔

مخدوم حمید الدین : جناب سپیکر ! موجودہ آرڈی نینس جو اس وقت اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے ، اپنی مجوزہ ترمیمات کے لحاظ سے اور اپنی ضخامت کے لحاظ سے اگرچہ نہایت ہی مختصر ، مگر اپنے طریقۂ کار اور طریق واردات میں اور اُن کی خوابیدہ و پوشیدہ مصلحتوں کے لحاظ سے نہایت ہی مضر اور وسیع و عریض ہے ۔

جناب والا : یہ ٹرسٹ اس لیے معرض وجود میں آیا تھا کہ یہ شہر لاہور جو اپنی تاریخی اہمیت ۔ ثقافتی برتری ۔ علمی و ادبی فضیلت اور تحریک پاکستان کے مجموعی تصور میں منفرد مقام و کردار کا حامل ہے ۔ اور جو اپنے اسلامی تاریخی ورثہ کے امین ہونے کی حیثیت سے مسلم سربراہی کانفرنس کے انعقاد کا شرف و امتیاز حاصل کر رہا ہے ۔ کو جدید خطوط پر منزہ اور عصر حاضر کی تمام ضروریات و خصوصیات سے آراستہ و پیراستہ کیا جائے ۔ نکاسی و بہم رسانی آب اور حفظان صحت کی جملہ ضروریات سے متعلق اس کی کفالت کی جا رہی ہے ۔ غرضیکہ اس کی قدیم عظمت اور جدید فن کی آمیزش کو بحال و برقرار رکھا جائے ۔ جناب والا یہ تھے مقاصد ۔ یہ تھے وہ اغراض جن کی تکمیل کے لیے یہ ٹرسٹ معرض وجود میں آیا اور آپ کو یاد ہوگا کہ قومی خزانہ سے ایک خطیر رقم اس مقصد کی تکمیل کے لیے مختص کی گئی ہے ۔ مگر جناب والا ! جب ہم اس کی مجموعی کارگزاری ، اس کی مجموعی کارکردگی کا احاطہ کرتے ہیں ۔ اس کا جائزہ لیتے ہیں ۔ تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ٹرسٹ اپنی کارگزاری کے لحاظ سے اور دیگر ذرائع سے جب ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے ۔ اخبارات کی رائے کے ذریعہ سے یا اخبارات میں خطوط کے شائع ہونے سے اور دیگر معتبر ذرائع سے جب ہمیں اس کی کارگزاری کا پتا چلتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہ ادارہ ایک کرب ناک اور ہیجان انگیز حد تک اپنے فرائض کی تکمیل میں ناکام و نامراد رہا ہے ۔ جناب والا ! حالانکہ اس شہر کی تقدیس کا مطالبہ یہ تھا ۔ اور اہالیان لاہور کی خدمات کا تقاضا یہ تھا کہ

پوری دیانت داری اور پوری سپاس گزاری کے جذبات سے معمور ہو کر ہم اس شہر کی تعمیر و ترقی اور اس کی جدید خطوط پر تزئین کرتے مگر جناب والا! جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں اس ادارہ کی کارکردگی کے پیش نظر ہمیں کسی طور سے بھی کسی اچھی امید کا کوئی امکان نہیں رہا اور ہم اس سلسلے میں کوئی اچھی توقع اس سے وابستہ نہیں رکھ سکتے۔ جناب والا! جب کہ اس ادارہ کا پس منظر یہ ہو تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس ادارے کو حکومت کی طرف سے تجاہل عارفانہ کی بدولت مزید اختیارات سے نواز و سرفراز کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! جو کام یہ ادارہ قانون کے تابع رولز کے ذریعہ سے انجام دینے کا مستحق و مجاز نہیں ہے۔ اس کو وہ ریزولیوشن کے ذریعہ سے اپنے ہر کام کو اور ہر اقدام کو قانونی لبادہ پہنانے کا مجاز بنایا جا رہا ہے۔

جناب والا! آپ سے بہتر اس کا ادراک کون کر سکتا ہے کہ ہر فعل، ہر کام اور ہر قول کو substantive law کی بنیاد پر پرکھا جاتا ہے۔ اس کی legality کو اس کی jurisdiction کو اس کے مختلف عواقب و جوانب کو اور پھر اس کے تحت جو رولز بنائے جاتے ہیں اور گورنمنٹ کو جس کے تحت اختیار ہوتا ہے۔ ان کی بنیادوں پر کسی کام کو پرکھا جا سکتا ہے۔ اور یہی دو معروف طریقے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اس ادارے کی کار گزاری کو پرکھا جا سکتا ہے۔ یا چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ یا اسے کسی غلط کام کرنے سے روکا جا سکتا ہے۔ یا اس کے خلاف کسی legal right کو نافذ کیا جا سکتا ہے۔ مگر جناب والا! یہ اپنے بنیادی اور ابتدائی اختیارات سے بڑھ کر اپنے ہر سیاہ و سفید عمل کو ایک جدید قانون جس کو بنانے کا وہ تب مجاز ہوگا کے ذریعہ قانونی لبادہ پہنانے کی کوشش کر رہا ہے کہ یہ ادارہ جب مناسب سمجھے۔ یا جب اس کی مصلحت اس بات کی ضرورت کو سمجھے وہ اپنے ہر فعل کو ریگولیشن کے ذریعہ سے regulate کرتا رہے اور اس طرح وہ اپنے آپ کو عوامی محاسبہ کی گرفت سے اور قانون کے رد عمل سے آسودہ جان رکھے۔

Mr. Speaker : The time is extended by ten minutes.

مخدوم حمیدالدین : جناب والا! وقت کے پیش نظر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا جیسا کہ آپ کو علم ہے ۔ کہ میں نے ابھی اس بل کے اوپر ایک ترمیم draft کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے ۔ باوجودیکہ میرے پاس وقت نہ تھا اگرچہ میں نے اس کو substantive law کی شکل میں ابھی آپ کی خدمت میں تحریر کر کے پیش کیا ہے مگر اس اہتمام کے کے پیش نظر کہ شاید کہیں اس کو جناب والا سے کوئی پذیرائی حاصل نہ ہو اور مجھے اس کا موقع نہ مل سکے کہ میں اس کی تحریک کر سکوں اور اس کی تشریح میں کچھ معروضات پیش کر سکوں لہذا میں اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس کے متعلق مختصراً عرض کروں کہ جناب والا جو substantive law ہوتا ہے ۔ ہمیشہ یہ معزز ادارہ وہ قانون بناتا ہے اس کو عوامی تائید اور حمایت حاصل ہوتی ہے ۔ اور جو اس کے تابع رولز بنائے جاتے ہیں ان کا گورنمنٹ کو اور اس معزز ادارے کو یہ اختیار پہنچتا ہے ۔ کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس substantive law کی تشریحات اور ضروریات کے تابع رولز بنائے ۔ وہ بھی ایک ذمہ دار ادارہ ہے ۔ پوری Provincial Government پوری ذمہ داری کے ساتھ ضروریات کے پیش نظر تقاضوں کے پیش نظر وہ رولز کی formulation کرتی ہے ۔ جناب والا! ایک تیسرے قسم کا قانون بھی ہے جسے ریگولیشن کہا جاتا ہے یا جو عرف عام میں bye-laws کے مترادف بھی ہے۔ اس سے ان کی مماثلت ہوتی ہے ان دونوں قوانین کی catagories سے ہٹ کر اس ادارے اس کے چیئر مین بمع اس ادارے کے ممبران یا جو بھی ہو سکتا ہے ۔ کو اختیار ہے کہ پھر وہ اور کسی کارروائی کو بھی اسی ریگولیشن کے ذریعہ جاری و نافذ کر سکتا ہے ۔ اور اس کو وہ قانون کی protection دیتا ہے ۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ اس amendment کو پیش نظر رکھیں ۔ جس میں Regulation Making Powers یہ ادارہ یا اس کا چیئر مین حاصل کرتا ہے ۔ تو اندازہ فرمائیے کہ وہ کس نوعیت کے معاملات کے متعلق

اپنے لیے ریگولیشنز کے یہ اختیارات حاصل کر رہا ہے ۔ میں وزیر متعلقہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اندازہ فرمائیے ۔ کہ وہ ان معاملات کے متعلق قانون بنانے کا اختیار حاصل کر رہا ہے ۔ کون سے purchase of materials and stores. جناب والا! اگر اس total provisions کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر میکر : مخدوم حمید الدین صاحب میں آپ سے یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ اگر یہ ریگولیشنز نہ ہوں ۔ تو میٹیریل کا خریدنا یا سٹورز کا خریدنا یا میٹیریل کا جاری کرنا ۔ یا سٹورز کا جاری کرنا یا maintain کرنا یا system of accounts کا maintain کرنا ان کے احاطے میں نہیں تھا ۔ یا اب اس امنڈمنٹ کے ذریعہ اس کو امنڈ کیا جا رہا ہے ۔ اور اس کا control specify کیا جا رہا ہے کہ صرف ریگولیشنز کے ماتحت ہی یہ کیا جائے گا ۔ اگر تو وہ پہلے کر سکتے تھے ۔

Then actually the power is being curtailed, and what has been said by the honourable member was not very relavent. And if they could not do it, then what is being said is correct. My reading of the earlier Legislation is that the Trust has unlimited authority to do it. Now by the introduction of this clause the authority of the Trust is being controlled and regulated.

مخدوم حمید الدین : جناب والا! میں ابھی تو یہ آپ سے عرض کروں گا ۔ جناب بالکل صحیح کہتے ہیں اپنے تجربے سے میرے مفروضے کا مقصد یہی ہے ۔ چونکہ آپ نے اپنی considered opinion دے دی ہے ۔ تو میں آپ کی علمی فضیلت اور آپ کی بزرگی کے پیش نظر ایسے controvert کرنے کی جسارت نہیں کروں گا ۔

مسٹر میکر : بات یہ ہے کہ آپ کے سامنے دوسری لیجسلیشن نہیں ہوگی ۔

I have just given a general impressin. It may not be correct.

مخدوم حمید الدین : چونکہ ابھی میں نے اس کا افتتاحیہ بیان کیا ہے۔ جو پہلے جناب نے پندرہ منٹ کا حوالہ دیا ہے۔ یہ اس کا افتتاحیہ تھا۔ اور جہاں تک امنڈمنٹ کا تعلق ہے۔ تو اس پر میں نے اپنے معروضات پیش کرنی ہیں۔

مسٹر سپیکر : فرمائیے۔

مخدوم حمید الدین : اور وہ بھی اس احتمال کے پیش نظر کہ شاید جو ترمیم میں نے آج دی ہے اس کا نوٹس اور ٹائم پورا نہیں ہوتا۔ اور میری یہ ترمیم پذیرائی حاصل نہ کر سکے ، تو پھر اس شکل میں میں آپ کی undue favour یا جیسا بھی ہے ، وہ لیتے ہوئے اس کی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ اس کے اخیر میں کہتے ہیں کہ بہت سے اس کو اختیارات تھے۔ اور یہ curtail کر دیے گئے ہیں۔ مگر آپ اس کے item four کو دیکھیں۔ "And such other similar powers,, یعنی اندازہ فرمائیے کہ undefined powers ہیں۔

مسٹر سپیکر : نہیں۔ similar تو اس کو محدود کر دیتا ہے۔
But this is for the House to decide.

مخدوم حمید الدین : ہاں عرض یہ ہے کہ purchase of materials & stores کے متعلق میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس کی project cost پانچ کروڑ بھی ہو تو چار کروڑ کی تو purchases ہوں گی۔ اور وہ بذریعہ egulations، کریں گے۔نہ حکومت کے رولز کے تحت اور substantive laws کے تحت maintenance and issuance of materials کے متعلق عرض کروں گا کہ جناب والا! سارا گھپلا اسی میں ہو سکتا ہے۔ کروڑوں روپے کی تاریں واپڈا کی جناب والا! چوری ہوتی ہیں۔ وہ اگر ہو۔ تو اس کو write off کرنے اور system of accounts میں پانچ کروڑ

کی total project cost میں سے اگر چار کروڑ کی رقم غبن ہو جائے۔ تو اسے write off کرنے کے اختیارات بھی regulations کے ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اور جناب والا! اس کے بعد جو چوتھا آئٹم ہے۔ یہ ہے۔

Such other similar matters which are necessary to be determined by the regnlations to carry out the purposes of.........

یعنی اس نیلے آسمان کے نیچے ہر بات کا تعلق اور رابطہ پیدا کرتے ہوئے وہ regulations کے ذریعہ اسے وہ بہ حیثیت قانون کر سکتے ہیں نہ substantive law کی ان کو پرواہ ہے ۔ نہ گورنمنٹ کے rules جو بنے ہوئے ہیں ۔ ان کی پرواہ کریں ۔ تو اس لیے جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا ۔

دوسری بات جو آپ کی رائے ہے ۔ اس کے جواباً میں یہ عرض کروں گا کہ سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے بادی‌النظر میں جو اس کی such other powers ہیں اور اتنے important spheres میں یہ جو اختیارات حاصل کر رہے ہیں ، ان کے پیش‌نظر میں نے یہ argument قائم کی ہے البتہ اس کے رولز ظاہر ہے ۔ ان سب کو میں نے نہیں دیکھا ۔ مگر ایک بات جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ اگر فرض کیجیے کہ اس کو limitize کرنا بھی تھا ۔ کہ ان کے اختیارات جو ہیں وہ نہایت ہی وسیع و عریض ہیں ۔ تو جناب والا! رولز کی ترمیم کریں ۔ نہ کہ یہ ریگولیشنز کے ذریعہ ۔ یعنی گورنمنٹ کے پاس یہ اختیارات رہیں ۔ نہ کہ یہ کہ کسی ایک فرد کو ریگولیشنز کے ذریعہ یہ اختیار دیا جاوے۔ بلکہ rule making powers جو گورنمنٹ کے تابع ہیں ۔ اس میں یا اس کے sphere کو curtail کر کے رولز کی ترمیم کی جاوے ۔ نہ یہ کہ یہ جو اختیارات ہیں ۔ اس ادارے کو سونپے جائیں ۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا ۔ جو میں ابھی عرض کرنے والا تھا ۔ کہ معزز ایوان اس بات سے آگاہ ہوگا کہ اس صوبے میں جتنے قوانین نافذ ہیں ۔ ان کی sanction اور اتھارٹی اس معزز ایوان سے حاصل ہوتی ہے ۔ اور اگر جو رولز بنتے ہیں ۔ وہ

گورنمنٹ کے ہیں ۔ اور وہ بھی ایک ذمہ دار ادارہ ہے ۔ اور رولز جو ہیں ۔ وہ ایک ادارے کو اور اس کے چیئرمین کو تقریباً حاصل ہوتے ہیں ۔ تو میری گزارش اور درخواست وزیر متعلقہ سے یہ ہے کہ ایک تو اگر وہ اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہتے ہیں ۔ تو ہاؤس کے ذریعے substantive law میں امنڈمنٹ ہو ۔ کیونکہ موقع کی عظمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان کو اور عوامی نمائندوں کو جن کی بنیادی ذمہداری قانون سازی ہے ۔ اور جن کو عوام نے یہ ذمہداری سونپی ہے وہ substantive law میں اس کے متعلق مناسب امنڈمنٹ کریں ۔ اور اگر اس معزز ایوان کی عظمت کا اعتراف گورنمنٹ کو نہیں ہے ۔ اور وہ اسے درخوراعتنا نہیں سمجھتے اور اس کی اہمیت سے واقف نہیں ہیں ۔ اور اس کے معترف نہیں ہیں ۔ اور اس کی تقدیس کے ہمنوا نہیں ہیں ۔ تو پھر کم سے کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ یہ اختیارات خود اپنے پاس رکھ لیں ۔ بذریعہ رولز کے کیونکہ کم سے کم کسی trust سے صوبائی حکومت زیادہ ذمہدار ادارہ ہے ۔

Mr. Speaker : The time is extended by another ten minutes.

مخدوم حمید الدین : مگر اس کی بجائے یہ ریگولیشنز یہ اختیارات ایک ادارے کو ۔ اور اس کے چیئرمین کو تفویض کیے گئے ہیں ۔ تو میری گزارش اور درخواست یہ ہے کہ یہ معزز ایوان درخوراعتنا نہ سہی ۔ total خدارا یہ اختیارات جو ہیں ۔ آپ ایک فرد واحد کو نہ دیں کیونکہ آپ کے جتنے یہ ادارے ہیں ۔ ان کی کارکردگیوں کا میرے محترم دوست کو پورا علم ہے ۔ ان کی کارکردگی اور اس کے مضمرات کیا ہیں ۔ اس کے خوابیدہ اور پوشیدہ مضمرات کیا ہیں ۔ اور اس کی مصالح اور مصلحتیں کیا ہیں ۔ ان سے آپ بخوبی واقف ہیں ۔

جناب والا : میں آپ سے عرض کروں گا کہ اگر یہ اختیار ایسا ہے کہ جس کے ہم اہل نہیں ہیں تو اسے کم از کم آپ اپنے پاس رکھ لیں اس لیے کہ ہمیں آپ پر اعتماد زیادہ ہے بہ نسبت مینجنگ ڈائریکٹر کے ۔ اگر آپ

نے ایسا کیا تو اس معزز ایوان کے وقار کے عین مطابق ہوگا ۔ اس کے احترام کے مطابق ہوگا اور آپ کی ذمہ داریاں اس سے ہم آہنگ ہوں گی ۔ اور اگر ایسا نہیں کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹرسٹ جو کہ عوامی ٹرسٹ ہے وہ نتیجتاً ایک بہت بڑے mis-trust میں منتقل ہو کر رہ جائے گا ۔ اس لیے میں وزیر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اگر وہ میری ترمیم کو مناسب سمجھیں تو اسے شرف قبولیت بخشیں اور انہوں نے اگر ایسا کیا تو اس ادارے کی کارکردگی کو stream-line کرنے میں نہایت مددگار ثابت ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) بہم رسانی و نکاسی آب برائے عظیم تر لاہور مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

کہ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(نئی کلاز)

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move :

That after Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government & Social

Welfare and Auqaf, the following new Clause be added as Clause 3 and the existing Clause 3 be re-numbered as Clause 4, namely :—

3. In Sub-section (1) of Section 2 of the Greater Lahore Water Supply, Sewerage and Drainage Ordinance, 1967 (West Pakistan Ordinance No. II of 1967), after para (g), the following new para shall be added as para (h), namely :—

"(h) "Regulations" means regulations made under this ordinance."

Minister for Housing and Local Government : I accept the amendment.

Mr. Speaker : Motion moved and the question is:

That after Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government & Social Welfare and Auqaf, the following new Clause be added as Clause 3 and the existing Clause 3 be re-numbered as Clause 4, namely :—

3. In sub-section (1) of Section 2 of the Greater Lahore Water Supply, Sewerage and Drainage Ordinance, 1967 (West Pakistan Ordinance No. II of 1967), after para (g), the following new para shall be added as para (h), namely :—

'(h) "Regulations" means regulations made under this Ordinance."

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 3 ایوان میں زیر غوَر ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کی تمہید ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب طویل عنوان ایوان میں زیر غور ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی گریٹر لاہور واٹر سپلائی سیوریج اینڈ
ڈرینیج (امنڈمنٹ) بل 1973ء منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ دی گریٹر لاہور واٹر سپلائی اینڈ ڈرینیج
(امنڈمنٹ) بل 1973ء منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The House is adjourned to meet again on Monday, the 17th December, 1973, at 8-30 AM in the Town Hall, Lahore.

(اسمبلی کا اجلاس 17 دسمبر 1973ء بروز سوموار ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

سوموار ۔ 17 دسمبر 1973ء

(دوشنبہ ۔ 21 ذیقعد 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس ٹاؤن ہال لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ
اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ
ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ
كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰي فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ
لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

پ ۱۱ س ۱۰ رکوع ۱۲ آیات ۶۱ تا ۶۴

اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھ رہے ہوتے ہو۔ یا تم لوگ کوئی اور کام کر رہے ہوتے ہو۔ تو جب اس میں مصروف ہوتے ہو تو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی کوئی چیز اور نہ بڑی مگر وہ کتاب روشن میں درج ہے۔ خبردار رہو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمزدہ ہوں گے۔ یعنی جو ایمان لائے اور برائیوں سے بچتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے۔ اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتیں ہرگز نہیں بدلتیں۔ یہی وہ زبردست کامیابی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! کیا آپ نے ہماری اسمبلی کو اب میونسپل کارپوریشن کا درجہ بھی ساتھ ساتھ دے دیا ہے ۔کیونکہ یہ تاریخ میں میرا خیال ہے پہلا موقع ہے کہ روایتی قسم کی وہ تاریخی گھنٹی اجلاس شروع ہونے سے قبل نہیں بجی اور آپ نے غالباً یہ بڑی دیرینہ خواہش بھی پوری کر لی ہے ۔ حکمران پارٹی کی بڑے عرصے سے خواہش تھی کہ ان اسمبلیوں کو یونین کونسلوں اور کارپوریشنوں سے زیادہ آگے نہ جانے دیا جائے ۔ میرے خیال میں آپ نے بھی اسی خوشی میں آج گھنٹی بجانے کا انتظام بھی یہاں نہیں فرمایا ۔

مسٹر سپیکر : جہاں تک اس جگہ بیٹھنے کا تعلق ہے یہ فاضل ایوان کے فیصلے کے مطابق ہے اور معزز ممبران کی خواہش اور جذبات کے مطابق ہے کہ اسمبلی ہال میں اسلامی سربراہوں کی کانفرنس کے لیے مناسب انتظام کیا جائے ۔ جو قراردادیں اس ایوان نے منظور کی تھیں ان میں ایک قرارداد یہ تھی کہ اسمبلی کی بلڈنگ کو اسلامی سرابرہوں کی کانفرنس کے لیے مخصوص کر دیا جائے اور دوسری قرارداد یہ تھی کہ اسمبلی کے اجلاس کے لیے اگر سپیکر مناسب سمجھے تو اسمبلی سے باہر کسی دوسری جگہ پر متبادل انتظام کرے ۔ یہ انتظام اس فیصلے کے مطابق کیا گیا ہے اور میرے اعلان کے مطابق ہوا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو سہولتیں فاضل اراکین کو وہاں میسر تھیں اور جو انتظام اسمبلی کی اپنی بلڈنگ میں دستیاب تھا ، اسمبلی کے سٹاف اور لاہور میونسپل کارپوریشن کے سٹاف دونوں نے انتہائی قلیل وقت میں انتہائی کوشش کر کے اس ہال کو اس قابل بنایا ہے کہ فاضل اراکین یہاں آئیں ۔ روائتی گھنٹی تو یہاں نہیں آ سکی ۔ ایک متبادل انتظام کیا گیا ہے لیکن ہمارے کان ایک خاص قسم کی موسیقی سے شناسا اور واقف ہو چکے ہیں ۔ جو ہماری اسمبلی کی گھنٹی سے متعلق ہے مگر یہاں ایک ہلکی سی گھنٹی بجتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس امر سے تو

کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرارداد کے مطابق ہی یہاں پر اجلاس ہو رہا ہے۔ میں جناب سے وضاحت اس امر کی چاہوں گا کہ ممبرز پرولیجز ایکٹ کے تحت جو ممبران اور اس ہاؤس کو تحفظات حاصل ہیں اس میں اس عمارت اس کے لان اور اس کی پوری definition دی گئی ہے اس کے بارے میں جناب نے کیا انتظام فرمایا ہے اور وہ تحفظات جو فرائض کی انجام‌دہی کے سلسلے میں اسمبلی کے اندر ممبران کو حاصل ہیں اس کی کیا پوزیشن ہوگی ؟ موجودہ ہاؤس میں یا موجودہ ایوان میں ممبران کو وہ تحفظات کس طریقے سے حاصل ہوں گے ؟ کیا یہ ضروری نہیں ہوگا کہ عارضی طور پر جس طرح یہ اجلاس کیا گیا ہے اس کے تحت فوری طور پر پرولیجز ایکٹ کو amend کیا جائے تا کہ اس ہاؤس کو اور اس چار دیواری کو بھی وہی تحفظات حاصل ہو جائیں جو اسمبلی چیمبر کو اجلاس کے دوران حاصل ہیں۔

Mr. Speaker : Chaudhri Talib Hussain, would you like to explain.

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! سپیکر کو ہی یہ اختیار حاصل ہے۔

Mr. Speaker : This mather will be looked into.

میں آج ہی اگر اس کی ضرورت ہوئی تو چیف منسٹر صاحب اور گورنر صاحب سے اس سلسلہ میں بات کروں گا۔ اب لیجسلیشن تو یہ ایوان ہی کر سکے گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : لیکن یہ آرڈیننس تو ہو سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر : نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق میں ان سے بات کروں گا۔ عملی طور پر آرڈیننس یا کوئی لیجسلیشن نہ ہونے کے باوجود مجھے یہ یقین دلایا گیا ہے کہ اس ایوان کے اراکین کو اور اس premises کو وہ تمام حقوق اور مراعات حاصل ہوں گی جو کہ اسمبلی چیمبرز کو ہیں۔

چیف منسٹر صاحب نے اس بات کا مجھے یقین دلایا ہے ۔ لیکن اس میں اگر کوئی قانونی سقم ہے تو وہ بھی انشا اللہ جلد دور کر دیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب ہم قانون کی protections چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بالکل ٹھیک بات ہے

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں گزارش کروں گا ۔ اور مجھے امید ہے کہ میری یہ گذارش جناب محترم چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں پہنچا دی جائے گی ۔ جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ پارلیمانی زندگی میں قائد ایوان کا ایک خاص مرتبہ ہوتا ہے اور اس کا ایک خاص احترام ہوتا ہے ۔ اس لیے میں گذارش کروں گا جب قائد ایوان لاہور میں موجود ہوں تو وہ اسمبلی میں تشریف لایا کریں ۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خود قانون سازی کے مراحل ان کی آنکھوں کے سامنے سے گذریں گے ، دوسرا یہ کہ صوبے کے مسائل جو تحریک التوا کے ذریعہ سے پیش کیے جاتے ہیں ان سے وہ خود مطلع ہو جائیں گے ۔ اور اس بری روایات کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہیے کہ ڈپٹی لیڈر پر انحصار کیا جائے اور قائد ایوان ۔ ایوان میں تشریف نہ لائیں ۔ میری یہ گذارش کم از کم ان تک پہنچا دی جائے ۔

ارکان اسمبلی کی رخصت

حافظ علی اسد اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حافظ علی اسد اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 26 تا 30 نومبر
1973 بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔
رخصت منظور فرمائی جاوے ۔ اس سے پہلے بھی
درخواست دی جا چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد صادق

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد صادق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں 3 اور 4 دسمبر 1973ء کو
بوجہ بخار اسمبلی سیشن attend نہیں کر سکا ۔
رخصت عنائت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد صادق

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد صادق ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ مجھے 4 دسمبر کو بخار تھا ۔
اس لیے اگریکلچرل سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ جو
4-12-73 کو تھی حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت
عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I shall be grateful if you kindly grant me leave for two days (Friday and Saturday) 14th, and 15th, of December, 1973 from the meetings of the Provincial Assembly, Lahore.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ رولز کے مطابق سوالات کا وقفہ پہلے ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : آج چونکہ کوئی question mature نہیں ہوا ۔ اس لیے وہ آپ کے سامنے نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ کوئی question mature نہیں ہوا ۔ ہم نے تو نوٹس دے رکھے ہیں اور پچھلے اجلاس ختم ہونے سے پہلے ہم ان کی تجدید کروا کر گئے ہیں اور ہمیں نوٹس کی بھی اطلاع مل چکی ہے کہ آپ کے سوالات کی تجدید کر دی گئی ہے اور آئندہ اجلاس میں پیش کر دیے جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تجدید کر دی گئی ہے ۔ چونکہ آج کے دن کے لیے کوئی question mature نہیں ہوا لہذا question hour نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور : آپ کے آرڈر ہمارے پاس آچکے ہیں کہ question mature ہو چکے ہیں ۔ نوٹس کی تجدید ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب میں نے آپ کو بڑے حتمی طور پر بتایا ہے ۔ آپ میرے چیمبر میں آئیں میں سارے سوالات آپ کے سامنے رکھ دوں گا ۔ کوئی point out کر دیں تو ٹھیک ہے ۔

میاں خورشید انور : میرے پاس آپ کا حکم ہے ویسے وہ آپ کو پسند نہ آئے تو علیحدہ بات ہے ۔ (قہقہہ)

مسئلہ استحقاق

پنجاب سول سروسز آرڈیننس 1973 کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل اور فوری مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب آرڈیننس نمبر 19 آف 1973ء کی دفعہ 2 ضمن (الف) اور دفعہ 4 ضمن (الف) کے مندرجات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے پنجاب سول سروسز آرڈیننس 1973ء جاری کیا ہے مگر آرڈیننس مذکور تاحال آئین کی دفعہ 128 کے تحت اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا ۔ جبکہ آرڈیننس نمبر 19 جس میں پنجاب سول سروسز آرڈیننس 1973ء کا ذکر کیا گیا ہے ۔ مورخہ 30 نومبر 1973ء کا شائع و جاری کردہ ہے اور اسمبلی میں پیش کیا جا چکا ہے ۔ حکومت نے اس غیر قانونی عمل اور غیر ذمہ دار طریقہ سے آئین کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اس ایوان کے حقوق کو پامال کیا ہے ۔

وزیر پلاننگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! ایسا کوئی آرڈیننس

جاری نہیں کیا گیا - البتہ جس آرڈیننس کا حوالہ دیا گیا ہے تو وہ آرڈیننس ابھی تک اس ہاؤس کے زیرغور نہیں ہے - جب وہ اس ایوان کے زیرغور آئےگا اس وقت یہ بات سامنے لائی جا سکتی ہے یا اس میں ضروری ترمیم کی جا سکتی ہے - اب چونکہ وہ تاحال آرڈیننس جاری نہیں ہوا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس ضمن میں میں عرض کردوں کہ جہاں تک ان کا یہ فرمانا ہے کہ یہ آرڈیننس جس کے بارے میں میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے ابھی تک نافذ و جاری نہیں ہوا ، یہ بہتر سمجھ سکتے ہیں بہر حال ہمیں جو آرڈیننس نمبر 19

The Punjab Administrative Tribunals Ordinance, 1973.

دیا گیا ہے اس میں جناب والا! یہ واضح کر دیا گیا ہے

The Civil Servant has the same meaning as in the Punjab Civil Servants Ordinance, 1973.

اور اس کی دفعہ 4 (الف) میں بھی جناب والا! لکھ دیا گیا ہے -

> **"Where an appeal, review or representation to a departmental authority is provided under the Punjab Civil Servants Ordinance, 1973..."**

ہر دو میں ان کا حوالہ دیا گیا ہے اس کے بعد جس قانون میں اس آرڈیننس کے حوالے دیے گئے ہیں وہ آج کے ایجنڈے میں شامل ہے - اس کے بارے میں تحریک بھی پیش کی جاتی ہے کہ اسے زیرغور لایا جائے - یہ بل نہیں ہے جو اس ایوان میں آیا ہوا ہے بلکہ یہ ایک آرڈیننس ہے جو جاری ہو چکا ہے اور جس میں اس آرڈیننس کا حوالہ دیا جا چکا ہے - اگر بل بھی ہوتا تب بھی یہ tolerate کیا جا سکتا تھا کہ یہ ٹھیک ہوا ہوگا اور یہ اب move نہیں کریں گے - اس میں amend کر دیں گے جو آرڈیننس

انہوں نے 30 نومبر کو جاری کیا ہے اور اس میں اس آرڈیننس کے حوالے دیے ہیں ۔ اس کے متعلق ان کا اب یہ کہنا کہ ہم نے یہ جاری نہیں کیا یہ قطعاً نہیں مانا جا سکتا ۔ یہ privilege breach ہو چکی ہے یہ انکوائری طلب معمہ ہے ۔ اگر یہ جاری نہیں ہوا تو پھر اس آرڈیننس میں جو جاری ہو گیا ہے اس کا حوالہ کس طرح دیا جائے گا ۔

Mr. Speaker : I have no reason to disbelive the statement of the Minister who now acts for the Minister of Law and Parliamentary Affairs. If he says that no such ordinance has been issued then I cannot disbelieve him.

اب اس کا کسی آرڈیننس میں ذکر آیا ہے یہ غلطی ہے یا اس کو وہ قانونی طور پر justify کر سکیں گے جب وہ بل یہاں قانون سازی کے لیے پیش ہوگا اس وقت اس پر غور کیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اعتراض کسی خاص کلاز کے لیے نہیں ہے کسی قانون پر نہیں ہے ۔ میرا اعتراض تو واضح ہے کہ ایک طرف تو وہ بیان دیتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ میں dis-believe نہیں کر سکتا ۔ دوسری طرف وہ آرڈیننس پیش کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے وہ آرڈیننس پڑھا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! law defective ہو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے یہ آرڈیننس جاری کیا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جب یہ ایوان میں آئے گا ۔

The matter will be thrashed out.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ایک چیز کی تصدیق ایک قانون کرتا ہے اور ایک چیز کی تصدیق ایک وزیر صاحب کرتے ہیں ، آپ کسے فائق سمجھیں گے ۔ یہ مسئلہ انکوائری طلب ہے ۔

Mr Speaker : I would give due importance and respeot to the statement made on the floor of the House.

Haji Muhammad Saifullah Khan : And what about a law promulgated by the Governor in the Province Sir?

مسٹر سپیکر : وہ آپ کے پاس غور کے لیے آئے گا - ابھی یہاں پیش نہیں ہوا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے تو اس آرڈیننس کو نہیں چیلنج کیا -

مسٹر سپیکر : میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اگر کوئی غلط اندراج ہو گیا ہے تو -

حاجی محمد سیف اللہ خان : وجہ بتائیں جناب والا!

مسٹر سپیکر : وجہ اسی stage پر بتائیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان: پھر آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ کمیٹی اس پر غور کر سکے کہ یہ کیسے ہوا ہے -

Mr. Speaker : How did this happen in an Ordinance, the House is not directly concerned with that at this stage.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! وہ ہمارے پاس نہیں پہنچا جس کا حوالہ دیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ آرڈیننس promulgate نہیں ہوا ہے - میں وزیر موصوف کے بیان کو تسلیم کرتا ہوں حاجی صاحب اس میں تو کوئی بات نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! اس میں اب شبہ کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے -

Mr. Speaker : If the statement made on the floor of

the House by the Minister is incorrect, it would amount to the violation and breach of the privilege of the House.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب یہ کیسے پتہ چلے گا ؟

Mr. Speaker: The matter is being thrashed out. If the Minister had made an incorrect statement, the proper procedure will be followed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : If the statement of the Ministar is found in correct, my privilege motion will be revised. It would amount to the violation and breach of the privilege.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ اس ہاؤس میں ایک آرڈیننس lay کیا گیا ہے جو گورنر صاحب نے نافذ کیا ہے ۔ یہ غلط بیانی کی گئی ہے اور اس ہاؤس کو غلط اطلاع دی گئی ہے ۔

Mr. Speaker : When it comes, we shall consider it.

سید تابش الوری : یہ breach of privilege کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : : یہ breach of previlege نہیں ہے ۔ قبل از وقت فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! breach of privilege ہو سکتی ہے ۔ اگر ایک وزیر غلط statement دے ۔ یہاں گورنر کی طرف سے غلط آرڈیننس ہمیں پہنچایا گیا ہے جو سرکاری گزٹ میں چھپا ہے ۔ ہاؤس میں lay کیا گیا ہے اور آپ کہتے ہیں پرولیج breach نہیں ہوئی ۔

تحاریک التوائے کار

گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج ۔ کوپرروڈ لاہور کی پرنسپل کے الیکشن میں جانبدار رویہ پر طالبات کا احتجاجی مظاہرہ

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ 'جمہور' مورخہ 8 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق گورنمنٹ گرلز کالج کوپر روڈ کی طالبات نے پرنسپل کے جانبدار رویہ کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا ۔ اور الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا ۔ اس دوران کالج کی طالبات نے کالج کی عمارت کی کھڑکیاں ۔ شیشے اور گملے توڑ دیئے اور پرنسپل کے دفتر کا گھیراؤ کیا۔ پولیس نے کالج کی حدود میں گھس کر پردہ دار طالبات کی بے حرمتی کی ۔ پرنسپل نے کالج کی سات سینیئر پروفیسروں کو کالج کی حدود سے باہر نکال دیا ۔ کیونکہ انہوں نے پرنسپل کے اس جانبدارانہ رویہ پر احتجاج کیا تھا کہ پرنسپل نے اپنی منظور نظر لیکچراروں کو پولنگ میں بدعنوانی کرنے کے لیے پولنگ آفیسر مقرر کیا ہوا تھا ۔ صدارتی امیدوار شائستہ ممتاز اور ان کی حامی طالبات نے پرنسپل سے مطالبہ کیا کہ پولنگ بوتھ پر سینیئر لیکچرار مقرر کی جاویں اور ساتھ ساتھ ہمارے گروپ کی ایجنٹ کو بھی اجازت دی جاوے کہ وہ بیلٹ بکس اور ووٹروں کی نگرانی کر سکیں ۔ کیونکہ میرے مخالف امیدواروں کو یہ تمام سہولتیں دی گئی ہیں ۔ مگر پرنسپل نے جانبداری برتی ۔ کالج کا ماحول ہنگامہ کی نذر ہوگیا ۔ اس خبر سے طالب علم برادری میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔ اور والدین بھی فکر مند ہیں ۔

اسی قسم کی ایک تحریک التوا میاں مصطفیٰ ظفر قریشی کی بھی ہے ۔ دونوں اکٹھی ہو جائیں گی ۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! اس مسئلہ کا تعلق اس سیاست سے ہے جو کہ تعلیمی اداروں میں ٹیچر صاحبان کے مابین ہوتی ہے ۔ اس لیے پیشتر اس کے کہ میں یہ وضاحت کروں کہ ہم نے کیا اقدامات کیے ہیں ، یہ ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ بتا دوں۔ کہ یہ مسئلہ کئی تعلیم گاہوں میں ہے ۔ آپس میں ان کے تعلقات ٹھیک نہیں ہوتے ہیں ۔ in service promotion کا تعلق ہوتا ہے ، جس بنا پر یہ معاملات ایک شکل اختیار کر جاتے ہیں ، جو بالکل ناقابل قبول ہوتی ہے ۔

جب ہمیں اس واقعہ کی اطلاع ملی ، تو ہم نے اس کے لیے ایک تحقیقاتی کمیٹی بنائی اور اس کمیٹی کے قیام سے پہلے ہم نے اس پرنسپل صاحبہ جن کے خلاف یہ تمام تحریک تھی ، کا تبادلہ کیا ، اس کے بعد ان طلبا کو اطمینان دلایا گیا کہ ہم تحقیقات کے بعد مؤثر طریقہ سے الیکشن کا انتظام کریں گے ۔ اس کے بعد حال ہی میں پرسوں میں خود کالج میں گیا تھا ، وہاں مکمل امن و امان تھا ، میں نے وہاں پر طالبات سے بات چیت کی ، اور وہ بے چینی ، جس کا اس تحریک میں ذکر ہے ، وہ بالکل نہیں ہے ، اور اس کے کوئی اثرات میں نے نہیں دیکھے ، اور مجھے اُمید ہے کہ اب اس کالج میں پڑھائی اور تعلیم پورے اطمینان سے ہوگی ، اور وہاں جو بھی ایسے عناصر ہیں ، ایسے عناصر جو یہ معاملات پبلک میں لاتے ہیں ، جس سے طلبا کو واسطہ پڑا ہے ، ان کو بھی پوری طرح ٹھیک کرنے کے اقدامات کریں گے ۔ ان چند گزارشات کے بعد کہ حالات بالکل قابو میں ہیں اور طالبات خوش ہیں ، میں اُمید کرتا ہوں کہ اس تحریک کو واپس لیا جاوے گا ، یا اس پر زور نہیں دیا جاوے گا ۔

مرزا فضل حق : وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the motion is not pressed.

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 18 مرزا فضل حق کی ہے اور نمبر 24

میاں خورشید انور کی طرف سے ہے ۔ چونکہ میاں خورشید انور صاحب کی تحریک زیادہ واضح ہے ، اس لیے میں وہ پڑھ رہا ہوں ۔

تھانہ فیکٹری ایریا لائل پور کی پولیس کے بہیمانہ تشدد سے ایک نوجوان محمد سلیم کی ہلاکت

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جاوے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 9 دسمبر 1973ء کے مطابق تھانہ فیکٹری ایریا لائل پور کی پولیس کے بہیمانہ تشدد سے گزشتہ رزو محلہ پرچون پورہ کے ایک نوجوان محمد سلیم نے دم توڑ دیا ۔ خبر کے مطابق محمد سلیم اور اس کے ساتھی غلام رسول کو پولیس کا ایک اے ۔ ایس ۔ آئی اپنے ہمراہ تھانہ لے جانا چاہتا تھا ۔ مگر ان کی مزاحمت پر اے ۔ ایس ۔ آئی کو غصہ آ گیا ۔ اور اس کے ایما پر کانسٹیبلوں نے لاٹھیوں سے انہیں مارنا شروع کر دیا ۔ پھر اسے اٹھا کر چوکی جھنگ بازار لے گئے ۔ اور رات بھر انہیں زدو کوب کیا جاتا رہا ۔ جب وہ بے ہوش ہو جاتے ، تو ان کے منہ میں پانی ڈال کر پھر ان کی پٹائی شروع کر دی جاتی تھی ، دونوں مضروبین کو مخدوش حالت میں تھانہ فیکٹری ایریا میں لے جایا گیا ، وہاں بھی سلیم اور غلام رسول کو بری طرح پیٹا گیا ۔ صبح محلہ کے ایک سابق ٹھیکیدار نے منت سماجت کر کے مضروبین کی پولیس سے جان بخشی کرائی ۔ محمد سلیم نے گھر پہنچنے کے ایک گھنٹہ کے بعد دم توڑ دیا ۔ اور غلام رسول جو درد سے کراہ رہا تھا کو ڈسٹرکٹ ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مقامی پولیس متوفی کے والد اور اس کے بھائی کو دھمکیاں دے رہی ہے کہ اگر پولیس تشدد کا کسی سے ذکر کیا گیا تو انہیں کسی دیگر مقدمہ میں الجھا دیا جاوے گا ۔ اس سے عوام میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اس معاملہ کی پولیس سے تحقیقات کرائی گئی ہے - اور اس کے مطابق متوفی کے والد نے اس بات کی تائید نہیں کی ہے کہ اس کا لڑکا پولیس تشدد سے وفات پا گیا ہے - چنانچہ اس کے باوجود حکومت کو یہ تسلی نہ تھی کہ اس کی تحقیقات منصفانہ طریقہ پر کی گئی ہے - اور رپورٹ درست طریقہ پر کی گئی ہے - اس پر حکومت نے اس کی جوڈیشل انکوائری کا آرڈر کر دیا تھا - اور اس وقت اس کی جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے - جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ کے مطابق اس میں مزید کارروائی کی جاوے گی -

میاں خورشید انور : جناب والا! یہ بیان درست نہیں کہ متوفی کے والد نے پولیس پر یہ الزام نہیں لگایا ، اخبارات میں آ چکا ہے ، متوفی کے والد اور اس کے دیگر ورثا نے پولیس پر الزام لگایا ہے کہ متوفی کی موت پولیس تشدد سے واقع ہوئی ہے -

وزیر تعلیم : جناب! میں نے عرض کر دیا ہے ، اگر فاضل رکن نے میرا وہ بیان اچھی طرح سن لیا ہوتا تو شاید وہ اس کو repeat نہ کرتے - میں نے صرف یہ عرض کیا ہے کہ پولیس investigation کے مطابق متوفی کے والد نے یہ الزام نہیں لگایا ہے - لیکن حکومت نے اس بیان کو درست تسلیم نہیں کیا ہے ، اس پر ہی اس کی جوڈیشنل انکوائری کا آرڈر کیا گیا ہے اور جوڈیشل انکوائری اس مقدمہ میں ہو رہی ہے - اس کے والدین کے جو بھی بیانات جوڈیشنل انکوائری میں ہوں گے - ان کے مطابق ہم مزید کارروائی کریں گے ، لیکن اس کو اس لیے دھرانا کہ یہ بیان درست نہیں ہے ہم نے بھی اس کو درست تسلیم نہیں کیا ہے -

میاں خورشید انور : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جب تک پولیس کو کم از کم وہاں سے تبدیل نہیں کیا جاتا اس وقت تک تفتیش صحیح طور پر نہیں ہو سکتی - حکومت کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اے - ایس - آئی مذکور کو فوری طور پر معطل کر دیتی ، مگر وہ بدستور اس چوکی پر

تعینات ہے اور پولیس وہاں پر موجود ہے - میں نہیں سمجھتا کہ انکوائری کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے جب کہ پولیس وہاں پر موجود ہو - جناب والا! پولیس کی بڑھتی ہوئی دلیری آئے دن باعث تشویش ہو رہی ہے -

مسٹر سپیکر : میاں صاحب میں نے اس پر تقاریر کی اجازت نہیں دی ہے -

میاں خورشید انور : جناب والا! میرے خیال میں آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آپ کو پولیس کا نام سن کر گھبرانا نہیں چاہیے ، حکومت نے پولیس کو ویسے اتنی ڈھیل دے رکھی ہے کہ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے - اس سے پیشتر اسی ایوان میں پولیس کے رویہ کے خلاف بارہا احتجاج کیا گیا لیکن افسوس کہ اتنی یقین دہانیوں کے باوجود پولیس کا رویہ درست نہیں ہوا - میں مطالبہ کروں گا کہ ایسے پولیس کے اہلکاروں کو لائن حاضر کیا جائے اور اس کے بعد انکوائری کرائی جائے -

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that although, according to the police investigation, the father of the deceased did not implicate the police yet the Government is not satisfied with the inquiry by the police and that a judicial inquiry is being held, I cannot entertain the motion. It is, therefore, not entertained accordingly.

اب تحاریک التوا نمبر 23 ملک خالق داد خان بندیال کی ہے جو ایوان میں موجود نہیں ہیں -

---

تھانہ شاہ پور ضلع ساہیوال کے ایک نواحی گاؤں میں ایک لڑکی کا اغوا اور اس کی دو بہنوں کی گولی لگنے سے ہلاکت

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت

طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ، مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 9 دسمبر 73 کے مطابق تھانہ شاہ پور ضلع ساہیوال کے نواحی گاؤں کے ایک زمیندار نے ایک نوجوان لڑکی کو اغوا کر لیا اور اس کی دو بہنوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ۔ پولیس کسی ملزم کو گرفتار نہیں کر سکی جس سے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و بلدیات : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ اسے کل تک ملتوی کر دیا جائے ۔ کیونکہ میں اس ضمن میں پوری معلومات حاصل کرنے کے بعد کچھ عرض کروں گا ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر صاحب کل تک پولیس کے خلاف کوئی ایکشن لیں گے کیونکہ وہ ابھی تک کسی ملزم کو گرفتار نہیں کر سکی ۔ جناب والا ! افسوس کا مقام ہے کہ جب بھی پولیس خلاف کوئی تحریک آتی ہے اور وہ پیش ہوتی ہے تو بات کو ٹال دیا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب کل جب یہ بات ایوان میں پیش ہو گی تو پوزیشن واضح ہو جائے گی ۔

وزیر ہاؤسنگ و بلدیات : جناب والا ! اگر پولیس واقعی گناہ گار ثابت ہوئی تو پوری کارروائی ان کے خلاف کی جائے گی ۔

چوھدری بشیر احمد : پولیس اور ملزمان کے درمیان مقابلہ ہوا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ دو ایک ملزم پولیس کے مقابلہ میں مارے بھی گئے ہیں ، پولیس نے کچھ گرفتاریاں بھی کی ہیں اور امید ہے کہ باقی ماندہ ملزمان گرفتار ہو جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر اطلاع حاصل کرکے جواب دیں گے ۔

میاں خورشید انور : پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ

کچھ ملزمان پولیس کے مقابلہ میں مارے گئے ہیں ۔ اگر یہ بھی پولیس کو آپ نے اختیار دے دیا ہے تو بہت زیادتی ہوگی ۔ قصور کسی کا ہوگا اور پتہ نہیں وہ کس کو ماریں گے ۔

ضلع راولپنڈی میں اکثر نیشنلائزڈ سکولوں میں اساتذہ کی کمی اور فرنیچر وغیرہ کا خاطرخواہ بندوبست نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ ۸ دسمبر 73ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق ضلع راولپنڈی کے اکثر نیشنلائزڈ پرائمری ، مڈل ، ہائی سکولوں میں اساتذہ کی کمی بحرانی کیفیت اختیار کر گئی ہے ۔ ان سکولوں میں 58 سال سے زیادہ عمر کے تمام اساتذہ ریٹائرڈ کر دیے گئے ہیں ۔ ان اساتذہ کی جگہہ نئی تقرریاں ابھی تک نہیں کی گئیں جس کے نتیجے میں بعض سکولوں میں صرف دو دو اساتذہ رہ گئے ہیں ۔ اس کمی کی بنا پر طالبعلموں کی پڑھائی نہیں ہو رہی ہے ۔ نیشنلائزڈ سکولوں میں سائنس ڈرائینگ اور پی ٹی انسٹرکٹروں کی قلت کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے ۔ ان سکولوں کا فرنیچر ٹوٹ پھوٹ چکا ہے صفائی کا خاطرخواہ بندوبست نہیں ہے ۔ اکثر کلاس روم کے دروازے اور کھڑکیاں غائب ہیں ۔ جاڑے کے سبب بچے ٹھٹھرتے رہتے ہیں ۔ ان میں سے بعض سکولوں میں پرائیویٹ کلاسوں کا سلسلہ بھی جاری ہے ۔ اس خبر سے ضلع راولپنڈی کے عوام میں مایوسی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اس تحریک التواء کا جواب دینے سے قبل میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بنیادی چیز جو تعلیم کے متعلق اس ملک میں رائج ہے وہ میں عرض کردوں ۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے وسائل جو ہیں وہ کم ہیں

اور جب بھی یہ وسائل بڑھیں گے اور بڑھتے جا رہے ہیں تو ہم ان کو استعمال کر کے زیادہ سہولتیں اور فرنیچر و لیبارٹریاں اور کتابوں کا بندوبست کریں گے اور وہ بندوبست کیے جا رہے ہیں ۔

جہاں تک اس تحریک التواء کا تعلق ہے یہ درست ہے ۔ جب پرائیویٹ اداروں کو نیشنلائز کیا گیا تو اس وقت جو ٹیچرز 58 سال کی عمر کے تھے ان کو ریٹائر کر دیا گیا ہے ۔ ظاہر ہے کہ اسامیاں خالی ہوئی ہوں گی ۔ تو ان خالی اسامیوں پر کرنے کی ہدایت دی جا چکی ہیں اور امید ہے ایڈہاک تقرریوں کے اوپر اساتذہ جلد آ جائیں گے ۔ جہاں تک سائنس کے سامان کا تعلق ہے تو جب ہمارے وسائل بڑھیں گے ہم اس چیز کو ترجیح دیں گے کہ ہمارا ملک ترقی کرے اور ہم سائنسی سامان مہیا کریں ۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کرے بلکہ ہائی سکولوں کے لیے بھی اس ضمن میں رقوم مختص کی گئی ہیں اور ہدایات دی گئی ہیں کہ وافر گرانٹیں ان کو دی جائیں لیکن ہمیں ذرا صبر سے کام لینا پڑے گا ۔ جوں جوں ہمارے وسائل بڑھتے جائیں گے توں توں ہم تعلیمی اداروں کو زیادہ سے زیادہ رقوم دیں گے اور ان کے لیے یہ مختص کریں گے ۔ فرنیچر اور لیبارٹریوں کا معیار بھی بڑھایا جائے گا اور امید ہے کہ تقرریاں بھی جلد ہو جائیں گی ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! میں نے تین چیزوں کا ذکر کیا ہے ۔ ایک بلڈنگ کے متعلق دوسرے اساتذہ کی تقرریوں کے متعلق اور تیسرے سامان کے متعلق ۔ میں جانتا ہوں کہ وسائل کی کمی ہے اور اتنی جلدی تمام اشیاء تیار نہیں ہو سکتیں لیکن جو اساتذہ کی کمی ہے وہ سمجھ میں نہیں آتی ۔ ایجوکیشن کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جو ان کے انٹرویو بھی لیتی ہیں اور لے بھی چکی ہیں لیکن پھر بھی یہ چیز پینڈنگ چلی آ رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹیچروں کی تعداد اگر پوری ہو جائے تو بہت بہتر ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف نے یقین دہانی کرا دی ہے کہ بہت جلد اس کا انتظام کر دیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم : ہم نے ان کو کہا ہے کہ جلد از جلد عارضی طور پر تقرریاں کر دیں اور مستقل تقرریوں کے لیے بھی وہ ایک اسکیم تیار کریں ۔ پرائیویٹ کلاسز جاری ہیں اور وہ مزید نشاندہی کریں تا کہ ہم ان سب چیزوں کا تدراک کر سکیں ۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہم کر چکے ہیں اور ضروری اقدامات لیے جا چکے ہیں ۔

مرزا فضل حق : اس سے پیشتر جناب والا ! میں نے ایک تحریک التواء پیش کی تھی کہ گورنمنٹ کی ایک بلڈنگ ہے جو ایک آدمی کو الاٹ کر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ گورنمنٹ سکولوں پر چلے گئے ہیں ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! یہاں اسی قسم کی دھاندلیاں ہو رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ وزیر موصوف کے بیان سے مطمئن ہیں؟

مرزا فضل حق : مدت بتا دی جائے تو بہتر ہوگا ۔ پچھلے سال بھی اس کے متعلق بات ہوئی تھی ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کے مطابق اگلے اسمبلی سیشن سے پہلے کام ہو جائے گا ۔

مرزا فضل حق : تو پھر میں سردست اس کو واپس لے لیتا ہوں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the motion is withdrawn.

مشنری سکولوں میں فیسوں کا اضافہ

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز مورخہ 12 دسمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبائی دارلحکومت میں پرائیویٹ سکولوں میں مشنری سکول بھی شامل ہیں اور

ان کے منتظمین نے طلباء کی فیسوں میں اضافہ کر دیا ہے جس کے خلاف طلباء نے شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ تمام یورپین ٹائپ اور مشنری سکولوں کو سرکاری تحویل میں لینے کے اقدامات کریں تا کہ طلبا مالی مشکلات سے محفوظ رہیں ۔ ان سکولوں میں پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک 35 سے 40 روپے فیس وصول کی جاتی ہے ۔ اس طرح پرائیویٹ سکولوں کی انتظامیہ کو ہزاروں روپے ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے لیکن اساتذہ کو بہت قلیل تنخواہ دی جاتی ہے ۔ طلباء نے انتظامیہ کے اس اقدام کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان سکولوں کی آمدنی اور اخراجات کی چھان بین کے لیے ایک اعلیٰ اختیار کی کمیٹی تشکیل دی جائے ۔ اس خبر سے صوبے کے عوام میں مایوسی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! گذارش ہے کہ جب ان اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا تو ان کے مراحل تھے ۔ پہلی phase وہ تھی جس میں ہم نے ان اداروں کو جن کا ذکر کیا گیا ہے قومیانا نہیں تھا ۔ اور یہ ہائی کلاس فیس جہاں چارج کرتے تھے ان اداروں کو ہم نے قومی تحویل میں نہیں لیا تھا ۔ House is not in order, Sir. ۔

مسٹر سپیکر : The Houss is in order ۔ یہاں اسمبلی والی بات نہیں ہے ۔ وہاں فاضل اراکین آپس میں بات کرتے ہیں تو اس میں گونج پیدا نہیں ہوتی ہے وہاں آواز جذب ہو جاتی ہے ۔ لیکن اس ہال میں گونج پیدا ہو جاتی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ پہلی phase میں جن اداروں کا ذکر تحریک میں کیا گیا ہے ان کو ہم نے قومیایا نہیں تھا ۔ اب دوسرا جو phase آ رہا ہے ان کو قومیانے کے مسئلے کا آ رہا ہے اس کے متعلق ہم نے مرکزی حکومت کو reference کیا ہے اور اس کے متعلق جو فیصلہ ہوگا وہ ہم کریں گے ۔ جہاں تک چھان بین کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ

چھان بین ان اداروں کی ہوتی رہتی ہے جن کو گورنمنٹ گرانٹ دیتی ہے۔ چونکہ ان کو ہم گرانٹ نہیں دیتے اس لیے ان کی چھان بین اس وقت نہیں ہو سکتی۔ چھان بین اس وقت ہوگی جب ہم ان کو قومیا لیں گے۔

اس کے علاوہ تحریک التوا کا جو اہم حصہ ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے پہلے سے اپنی فیسیں بڑھا دی ہیں۔ ہم نے خاص طور پر کہا تھا کہ یہ فیسیں نہیں بڑھا سکتے۔ اگر کوئی ایسا خاص کیس ہے تو وہ میرے پاس لائیں میں ان کے خلاف کارروائی کروں گا۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! جہلم میں ایک سکول ہے جہاں میرا اپنا لڑکا پڑھتا ہے اس سے پہلے دس روپے فیس لیا کرتے تھے مگر اب انہوں نے فیس بڑھا دی ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ انہیں مطلع کر دیں وہ کارروائی کریں گے۔ مگر دس روپے اور پندرہ روپے فیس والے تمام کالج قومی تحویل میں لیے جا چکے ہیں۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! وہ سب لڑکوں یا لڑکیوں سے دس روپے فیس نہیں لیتے تھے بلکہ کچھ سے وہ چالیس روپے فیس لیتے تھے اور اب انہوں نے سب کی بڑھا دی ہے۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 51 خاص طور پر پچھلی دفعہ ایوان کی اجازت سے پیش کی گئی تھی۔ اب میں اس کو take up کرتا ہوں۔

گورنمنٹ انٹر کالج لیاقت پور میں پروفیسروں کی کمی کے باعث طلبہ کا کلاسوں سے بائیکاٹ

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

مورخہ 13 دسمبر 73ء کو گورنمنٹ انٹر کالج لیاقت پور کے طلبہ نے کلاسوں کا بائیکاٹ اور شہر میں جلوس کی شکل میں اس لیے مظاہرہ کیا کہ کالج مذکور میں کافی عرصہ سے اکنامکس ـ بیالوجی اور ہسٹری کے پروفیسر نہیں ہیں ـ طلباء نے کئی بار حکام متعلقہ کو اپنی اس جائز اور اہم فوری ضرورت سے آگاہ کیا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا ـ بالآخر انہیں یہ اقدام کرنا پڑا ـ حکام متعلقہ کی اس غفلت اور غیر ذمہداری سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ـ

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اسی موضوع کی میری ایک تحریک التوا نمبر 48 ہے اسے بھی پڑھ دیں ـ

وزیر تعلیم : جناب والا ! اسی موضوع کی نمبر 28 بھی ہے ـ

مسٹر سپیکر : میں تینوں پڑھ دیتا ہوں ـ

بہاول پور ڈویژن میں بیشتر زنانہ و مردانہ گورنمنٹ کالجوں میں لیکچراروں کی کمی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ـ مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے بیشتر زنانہ و مردانہ گورنمنٹ کالجوں میں مختلف مضامین کے لیکچراروں کی تبدیلی کے باعث تقریباً پچاس لیکچررز کی اسامیاں خالی ہو گئی ہیں ـ بعض شعبوں میں سرے سے کوئی لیکچرر ہی نہیں رہا ـ جب کہ دوسرے شعبوں میں لیکچرز کی شدید کمی واقع ہوگئی ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں طلباء کا وقت ضائع ہو رہا ہے اور تعلیمی معیار بھی بری طرح متاثر ہو رہا ہے ـ طلباء کے حلقوں میں اس صورت حال سے سخت اضطراب پیدا ہو گیا ہے ـ انہوں نے انتباہ کیا ہے کہ اگر لیکچراروں کی خالی آسامیوں کو فوری طور پر پر نہ کیا گیا تو وہ انتہائی اقدام پر مجبور ہو جائیں گے ـ

اس کے بعد تحریک التوا نمبر 28 میاں مصطفیٰ ظفر قریشی کی ہے ۔ یہ تحریک تعلیم محکمہ کے متعلق ہے اور یہ ہو چکی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ان تحاریک التوا کے متعلق گذارش یہ ہے کہ ان آسامیوں کو پر کرنے کے دو طریقے ہیں ۔ ایک طریقہ ایڈہاک کا ہے اور دوسرا پبلک سروس کمشن کا جو حکومت کی مشینری ہے اور غیر جانبدار ہے اس کے ذریعے آسامیاں پر کی جاتی ہیں ۔ ان تقرریوں کا تعلق ایڈہاک appointments کے ساتھ ہے ۔ اور ہمیں معلوم ہے ۔ ہمیں احساس ہے اور ہمیں تاریں بھی موصول ہوئی ہیں ۔ میں جب دوروں پر گیا تو مجھے وہاں یہ کوائف پیش کئے گئے ۔ ہمیں افسوس ہے ۔ تو جہاں بھی اساتذہ کی کمی ہے وہ ہم پوری کریں گے ۔ اور مجھے امید ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر ان کا فیصلہ ہو جائے گا ۔ اگر آسامیوں کے خلاف qualified candidates موجود ہیں تو اگلی ٹرن شروع ہونے سے پہلے زیادہ تر یہ تقرریاں پوری کر دی جائیں گی ۔ جہاں تک خاص طور پر لیاقت پور کا تعلق ہے اس کو میں زیادہ وضاحت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اس کے متعلق بھی اقدامات جلد از جلد کیے جائیں گے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : In view of the statement of the Minister I do not press it.

مسٹر سپیکر : تابش صاحب آپ کی بھی یہی پوزیشن ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ صورت حال یہ ہے کہ بہاولپور کے کالج میں خاص طور پر آسامیاں خالی ہیں اور اس کے نتیجہ میں اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے بعض شعبے اس طرح متاثر ہیں کہ وہاں سرے سے کوئی ٹیچر موجود ہی نہیں ہے ۔ جناب والا ! اب اس سلسلہ میں آج اس ایوان میں یقین دہانیاں کرائی جا رہی ہیں اور اس سے پہلے بھی ہمیں ذاتی طور پر یہ یقین دہانیاں کرائی گئی تھیں لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا گیا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے وقت کا تعین کر دیا ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر یہ مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ایک اور عرض کرنی تھی میرا خیال ہے کہ ان آسامیوں میں سے ایک آسامی اردو کی خالی ہے۔ جناب تابش الوری صاحب اتنی اچھی اردو بولتے ہیں اگر وہ اس کے لیے تیار ہوں تو میں کل ہی اس کا کوئی تدارک کرنے کے لیے تیار ہوں۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنی اچھی انگریزی اور اردو بولتے ہیں اگر وہ بھی کوئی ذمہ داری سنبھال لیں تو دو طرح کی ہماری مشکلات حل ہو جائیں گی۔

مسٹر سپیکر : ان کا اصل مضمون تو اکنامکس کا ہے جس کا آپ نے ذکر نہیں کیا۔

سید تابش الوری : وہ more-over ہے۔

جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ ایڈہاک appointments کے سلسلے میں اس سے پہلے انٹرویو ہو چکے ہیں اور اس میں یہ اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ appointments میں delay اس لیے ہو رہی ہے کہ اس سلسلے میں کچھ سیاسی وجوہ ان کے پیش نظر ہیں۔ تو اس لیے ہم یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ جب انٹرویو ہو چکے ہیں۔ فائنل لسٹ مرتب ہو گئی ہے merit کا طے ہو چکا ہے تو پھر اس سلسلے میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے ؟ اگر ان کو کوئی امیدوار مہیا نہیں ہے تو میں ان کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ خود بہاولپور ڈویژن میں طلباء اور طالبات میں ایسے امیدوار موجود ہیں جو آپ کے merit کے مطابق پورے اترتے ہیں۔ اب ریجنز بن چکے ہیں۔ آپ چاہیں تو ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن کو اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ ایڈہاک تقرریاں کر لیں ورنہ ہم یہ وضاحت چاہیں گے کہ ایڈہاک تقرریوں کے سلسلے میں جو merit list مرتب ہوئی ہے اس پر ابھی تک عملدرآمد کیوں نہیں ہوا ؟ اور وہ کیا سیاسی وجوہ ہیں جن کی وجہ سے یہ مسئلہ

pending ہے اور یہ مسئلہ کسی منسٹر صاحب کے پاس نہیں ہے بلکہ کسی اور جگہ ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں اس کی پرزور تردید کرتا ہوں ۔ کوئی سیاسی وجوہ نہیں ہیں ، جن کی وجہ سے یہ تقرریوں کا کام روکا گیا ہے ۔ میں سید تابش الوری صاحب کے خاص علم کے لیے اور ان کی انفارمیشن کے لیے یہ بتا رہا ہوں کہ اصل بات یہ ہے کہ درخواستیں جو تمام فرسٹ کلاس کی ہیں اتنی زیادہ تعداد میں ہیں کہ ہمیں ان کی سلیکشن بہت مشکل نظر آ رہی ہے ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ نہ صرف ڈائریکٹر صاحبان جو ریجنز میں ہیں وہ کام کریں بلکہ ہم خود دیکھیں کہ کہیں کسی کا حق نہ مارا جائے اور یہ کوشش کریں گے کہ کوئی ایسی مشینری بنائی جائے جس میں review۰ کا بندوبست ہو سکے کیونکہ مجھے امید ہے کہ تقرریوں کے بعد آپ کے پاس سینکڑوں لوگ آئیں گے ۔ جو کہیں گے کہ میری حق تلفی ہوئی ہے کیونکہ میں فرسٹ ڈویژن تھا ۔ مگر اس کو معلوم نہیں ہوگا کہ کتنے فرسٹ ڈویژن ہیں جو لیے گئے ہیں اس لیے یہ معاملہ غور طلب ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اسے پریس نہ کریں ۔ کیونکہ کسی سیاسی وجوہ کی بناء پر ان تقرریوں کو روکا نہیں گیا ۔ ہم جلد از جلد اس کا تقرر کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! میں اس سلسلے میں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں اس میں سب سے بڑی بات جو تابش صاحب نے کی تھی وہ یہ تھی کہ جو ڈائریکٹر مختلف ریجن میں تعینات کئے گئے ہیں ان کو اس بات کے اختیارات ہونے چاہئیں کہ وہ کسی کو ایڈہاک بنیاد پر لیکچرار یا پرنسپلز متعین کر لیں ۔ بہاولپور کے لیے خاص مشکل یہ ہے کہ میڈیکل کالج میں داخلے کے لیے دو چیزوں کے لیے انہیں merit دیکھنا پڑتا ہے ، جہاں دو دو سال تک لیکچرار اور پروفیسر موجود نہ ہوں تو ان سے کس طرح توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ

کالج کے طلبا کے ساتھ compete کر سکیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سیکنڈ ڈویژن رہ جاتے ہیں۔ یا اگر فسٹ ڈویژن ہوتے ہیں تو اتنے نمبر کم ہوتے ہیں کہ یا تو 511 یا 605 ان کا میڈیکل کالج یا دوسرے اداروں میں داخلہ نہیں ہو سکتا اور further education نہیں ہو سکتی۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ جناب وزیر محترم صاحب کو اس بات کے متعلق وضاحت فرمانی چاہئیے۔ جو ڈائریکٹر متعین کیے گیے ہیں انہیں اختیارات دیں کہ وہ مقامی طور پر ایڈہاک بنیاد پر لیکچرار یا پرنسپل متعین کر لیں، اور یہ دیکھ بھال اور چھان بین کا کام کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو یا کسی کی حق رسی ہوئی ہے اس کو وزیر صاحب آسانی سے کر سکتے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے۔

وزیر تعلیم : حضور والا! میں کسی سطح پر بھی چھان بین نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ جو مشینری حکومت کی ہے ہم اس کو استعمال کر سکیں، جہاں تک تقرریوں کی چھان بین کی بات ہے وہ سیکرٹری ایجوکیشن کی سطح تک رہیں، میں اس میں خود نہیں آنا چاہتا ہوں، میرا تو کام پالیسی متعلق کے ہے، اس لیے میں علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کو اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ ڈائریکٹر کو جو اختیارات ہیں وہ ان کو دئے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہم یہ بھی تسلی کریں گے کہ review کا level بھی انتظامیہ کی سطح پر ہو تو بہتر ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا! اس ہال میں سیٹوں کے نمبروں کے نظام کو تبدیل کیا گیا ہے اس میں کیا مصلحت رکھی گئی ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ میرے پاس تشریف لائیں میں بتا دوں گا۔

قطع کلامیاں

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا! ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ فرما لیں۔

مسٹر سپیکر : میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔

مسودہ قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

مسودہ قانون (بارڈر بلٹ میں تحویل میں رکھنے اور استعمال میں لانے کی ممانعت) برگ ہائے تیندو پنجاب مصدرہ 1973ء

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا! میں

The Punjab Tando Leaves (Prohibition on possession and use in the Border Belt) Bill 1973.

ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Tando Leaves (Prohibition on Possession and use to the Border Belt) Bill, 1973.

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد سے متعلق رپورٹ بابت 1972ء جو ایوان کی میز پر رکھی گئی

Minister for Housing and Local Government : Sir, I place on the table of the House Report on the observance and implementation of the principles of policy for the year 1972.

Mr. Speaker : The Report on the observance and implementation of the principles of policy for the year 1972 has been tabled in the House.

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 69 بابت 1973ء)

وزیر تعلیم : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسوده قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے:

که مسوده قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان :
میاں خورشید انور :
سید تابش الوری :
سردار امجد حمید خان دستی :

ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! آج چونکہ یہاں پر آئے ہوئے پہلا دن ہے اور ہمیں طریق کار کا بھی پتہ نہیں تھا ، اسٹامپ ایکٹ زیر غور آ چکا ہے اس کی موشن بھی آ چکی ہے مگر ہمیں اس وقت تک اس بل کی کاپی مہیا نہیں کی گئی ، باوجود تلاش کے اور کہنے کے وہ نہیں مل سکی اور نہ میں اس کو دیکھ سکا ہوں ، اس کی کاپی دلوا دیں ، یہاں پر لائبریری بھی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں مناسب انتظام کیا جائے کہ جب کسی ممبر

کو کتاب چاہیے اس کا فوری انتظام کیا جائے اور اس کو ہر وقت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اب بل کی کاپی مل گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حکم کی تعمیل ہوئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے 30 جنوری 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Stamp (Punjab Amendment) Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Revenue be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th January, 1974.

Minister for Revenue : I Oppose it Sir.

سید تابش الوری : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے 15 فروری 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Stamp (Punjab Amendment)

Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Revenue be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1974.

Minister for Revenue : I Oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ءجیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے۔ مندرجہ ذیل ارکان پرمشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدین ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں اپنی رپورٹ 15 جنوری 1974ء تک پیش کرے :—

(1) مخدوم حمید الدین

(2) سردار امجد حمید خان دستی

(3) سردار نذر محمد خان جتوئی

(4) مرزا فضل حق

(5) میاں خورشید انور

(6) چوہدری امان اللہ لک

(7) سید تابش الوری

(8) حاجی محمد سیف اللہ خان (محرک)

Mr. Speaker : The motion is :

That the Stamp (Punjab Amendment) Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Revenue be referred to a Select Committee consisting of the following members with the

instructions to report thereon by 15th January, 1974 :—

1. Makhdum Hamid ud Din.
2. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.
3. Sardar Nazar Muhammad Khan Jatoi.
4. Mirza Fazal Haq.
5. Mian Khurshid Anwar.
6. Chaudhry Amanullah Lak.
7. Syed Tabish Alwari.
8. Haji Muhammad Saifullah Khan. (the mover)

Minister for Education : I Oppose it.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! یہ موجودہ ترمیمی بل جو اس ایوان میں آج منظوری کے لیے پیش کیا گیا ہے بقول آپ کے واقعی ایک چھوٹا سا بل دکھائی دیتا ہے اور اگر اسے بنظر غائر نہ دیکھا جائے تو یہی تاثر لیا جائے گا کہ یہ ایک معمولی ترمیم ہے جو اس ایکٹ میں کی جا رہی ہے ۔ جناب والا! اگر اس ترمیم کو آپ غور سے دیکھیں اور اس کا اچھی طرح سے مطالعہ کریں تو آپ کو یہ ظاہر اور ثابت ہو جائے گا کہ یہ ترمیم نہ صرف یہ کہ کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچائے گی بلکہ کاروباری حلقے میں ایک اتنا عظیم بحران پیدا کر دے گی جس کا ازالہ کرنا اس حکومت کے بس میں نہیں ہوگا ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ کے لیے پہلے وہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ یہ اس ترمیم سے چاہتے کیا ہیں ۔ ان کا مقصد کیا ہے اور انہیں اسے پیش کرنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی ۔ ترمیم یہ ہے :

In the Stamp Act, 1899 (II of 1899) in its application to the province of the Punjab, in section 2, after clause (22),

the following new clauses shall be added :—

"(22-A) 'Public Office' includes a Government Office, a People's Local Council, a Local Authority, a Statutory Corporation or a similar body set up by the Central or Provincial Government, commercial or industrial concern whether singly owned or run through partnership, a body registered under the Companies Act, 1913, and a Co-operative Society ;

(22-B) 'Public Officer' includes an Officer-in-Charge of a Public Office;".

جناب والا! اگر یہ موجودہ ترمیم اس حد تک ہوتی :

'Public Office' includes a Government Office, a People's Local Council, a Local Authority, a Statutory Corporation or a similar body set up by the Central or Provincial Government

تو میں سمجھتا کہ اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا اور یہ متفقہ طور پر منظور ہو سکتی تھی ۔ اس میں جناب نے دیکھا ہوگا کہ پہلا تأثر یہ دیا گیا ہے کہ صرف سرکاری institutions سرکاری کونسلز ۔ کوآپریٹیو سوسائٹیز اور اسی قسم کے ادارے جو گورنمنٹ چلاتی ہے ان کو پبلک آفیسز میں شامل کرنے کے لیے یہ بل لایا جا رہا ہے اور بیچ میں ایک چھوٹی سی سطر جو انتہائی مہلک ہے وہ لکھ دی گئی ہے کہ ان پبلک آفسز میں کمرشل ادارے اور صنعتی ادارے بھی شامل ہیں ۔ اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس سارے قانون میں ان اداروں کی کوئی تعریف نہیں کی گئی ہے ۔ اس میں کھوکھے والا بھی ہو سکتا ہے ۔ اس میں پان فروش سگریٹ فروش بھی ہو سکتا ہے اور ان کو کھلی چھٹی دی گئی ہے کہ

اگر وہ چاہیں تو کسی آدمی کو سیکشن 73 کے تحت کلکٹر کے اختیارات دے دیں ۔ to inspect his shop, his business, his books, his registers. اور ایسے دسترس حاصل ہو جاتی ہے ۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ یا تو اس ترمیم کو دینے سے قبل سٹیمپ ایکٹ کا اچھی طرح مطالعہ نہیں کیا گیا یا یہ نہیں دیکھا گیا کہ اس بل کو نافذ کرنے کا مقصد کیا ہے ۔ یہ ڈیوٹی لگانے کا مقصد کیا ہے؟ یہ تعزیری نہیں ہوتی بلکہ لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے یہ ایکٹ پاس کیا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ۔ اپنے رائٹس کی پروٹیکشن کرنے کے لیے ۔ اپنے حقوق کو legal authentication دینے کے لیے جب تک کوئی شخص مخصوص سٹیمپ ڈیوٹی ادا نہ کرے اس وقت تک اس کے حقوق ۔ اس کی پراپرٹی ۔ اس کی کوئی چیز legally authenticate اور legally validate نہیں ہو سکتی ۔ یہ ہے سٹیمپ ایکٹ ۔ اور میں یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ انھوں نے یا تو وہ سزائیں ملاحظہ نہیں فرمائیں جو اس سٹیمپ ایکٹ میں ایسے شخص کے لیے تجویز کی گئی ہیں جوحکومت کے عائد کردہ محصولات چسپاں نہ کرے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اس پرووبزن کو نہیں دیکھا کہ وہ ایک لحاظ سے تعزیری نہیں ہے بلکہ حقوق کے لحاظ سے اتنی زیادہ fatal penalties اس قانون میں پہلے سے موجود ہیں کہ کوئی شخص جرأت بھی نہیں کر سکتا کہ اس سے بچ سکے اور اس قسم کی کوتاہی برت سکے ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں اور اس ایوان کے اراکین کی بیشتر تعداد وکلا پر مشتمل ہے ۔ وہ بھی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوئی بھی دستاویز جس پر سٹیمپ ایکٹ کے تحت کسی قسم کی ڈیوٹی دینا یا ٹکٹ چسپاں کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے اس دستاویز کی اور اس چیز کی قطعاً کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی جب تک اس پر وہ ڈیوٹی پورے طریقے پر ادا نہ کی جائے یا چسپاں نہ کی جائے ۔ اور اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص یہ سٹیمپس بروقت نہیں لگا سکا تو اس کے لیے بھی قانون میں یہ دفعہ واضح طور پر رکھ دی گئی ہے کہ یا تو وہ شخص کلکٹر سے مخصوص حالات بیان کر کے

exemption لے اور اگر وہ exemption نہیں لیتا اور اسے اپنے فائدے کے لیے کسی بھی وقت ۔ کسی بھی عدالت میں یا کسی بھی مقام پر کسی بھی ضرورت کے تحت استعمال کرنا چاہتا ہے تو پھر اسے impound کرایا جاتا ہے اور اس کے لیے ایک خاص penalty دینی پڑتی ہے جو 10 گناہ تک ہو سکتی ہے ۔ جناب والا! اس قسم کا جامع قانون اور جامع لوازمات ۔ اس قسم کی جامع پرووپژن جو پہلے ہی اس قانون میں موجود تھیں تو پھر اس قسم کی ترمیم لانے کی ضرورت بہرحال ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتی ۔ اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس میں محض کمرشل اور انڈسٹریل اداروں کو شامل کرنے کے لیے ۔ باقی اس کے ساتھ بیسیوں گورنمنٹ کے محکمہ جات بھی لکھ دیے گئے ہیں کہ وہ بھی پبلک آفیسز شمار ہوں گے اور ان کی انسپکشن بھی دفعہ 73 کے تحت کلکٹر کرا سکتا ہے ۔ جس وقت چاہے وہ ان پر دسترس حاصل کر سکتا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر واقعی نیک نیتی سے یہ کیا ہے اور واقعی آپ نے اس مقصد کے لیے کیا ہے کہ ہر شخص اپنی ڈیوٹی بروقت چسپاں کرے تو پھر اس کے لیے کیا سرکاری دفاتر آپ کی دسترس سے باہر تھے اور کیا ان پر کسی اور کا کنٹرول ہے کہ وہ ان کی بروقت تکمیل نہ کرتے اور آپ کو اس کی ضرورت لاحق ہوئی ہے ۔ اس سے یہ تاثر بھی پیدا ہوتا ہے کہ شائد آپ کا کنٹرول آپ کی اپنی قائم کردہ محکموں پر ۔ اپنی قائم کردہ کارپوریشنز پر ۔ لوکل کونسلز پر اور کوآپریٹو سوسائیٹیز پر نہیں ہے جس کے لیے آپ کو بطور خاص ایک ترمیم کے ذریعے۔ ایک بل کے ذریعے ۔ ایک آرڈیننس کے ذریعے اس کو نافذ کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی ہے ۔

جناب والا! آپ اندازہ لگائیں کہ وہ سیکشن 73 جس کے تحت اس امنڈمنٹ کے بعد اختیارات حاصل ہو جائیں گے ، کاروباری مراکز اور ان مراکز پہ جن کی کوئی تشریح نہیں ، جس میں ہر دکان ، ہر قسم کا کاروبار ، ہر قسم کا کارخانہ چھوٹا ہو یا بڑا ، نجی ہو یا حصہ داری پر ہو یا وہ لمیٹڈ کنسرن ہو ، اس پر ان کو دسترس حاصل ہو جائے گی ۔ وہ دسترس کس قسم کی

ہوگی۔ سیکشن 73 میں ہے جو اب ترمیم کر کے اس کا اطلاق ان اداروں پر لا رہے ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے :

> Section 73 : Every public officer having in his custody any registers, books, records, papers' documents or proceedings, the inspection whereof may tend to secure any duty, or to prove or lead to the discovery of any fraud or omission in relation to any duty, shall at all reasonable times permit any person authorised in writing by Collector to inspect for such purpose the registers, books, papers, documents and proceedings, and to take such notes and extracts as he may deem necessary, with out fee or charge.''

جناب والا! آپ اندازہ فرمائیں کہ یہ پروویژن پہلے ہی موجود ہے اور اس وقت تک اس پروویژن کا استعمال stamp vendors کے متعلق کیا جاتا رہا ہے ، کیونکہ گورنمنٹ انہیں blank tickets دیتی ہے ، انہیں بلینک ٹکٹیں اور بلینک سٹامپ ملتے ہیں اور ان کے لیے قواعد مقرر ہیں کہ کس طریقے سے انہیں فروخت کرنا ہے ، ان کا ریکارڈ maintain کرنا ہے اور کس طریقے سے ان کا اندراج کرنا ہے - یہ ساری چیزیں ان میں موجود ہیں - اب تک کلکٹر سیکشن 73 کو ان vendors کی انسپکشن کے لیے استعمال کیا کرتے تھے کہ وہ ان کی appropriation میں ، ان کی issuance میں اور ان کا ریکارڈ maintain کرنے میں کسی قسم کا فراڈ تو نہیں کر رہے ، کس قسم کی دھاندلی یا فردکاری تو نہیں کر رہے اور اس کے انسپکشنز ہوا کرتی تھیں ، اب جناب والا! اس موجودہ امنڈمنٹ کے ذریعے سے کلکٹر کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ جس ادارے میں چاہے ، جس دکان اور جس کارخانے میں چاہے ، اپنے آدمی بھیج سکتا ہے کہ جاؤ ،

اس کا رجسٹر اس کا ووچر چیک کرو، اس کی کتابوں کی پڑتال کرو اور جس طرح سے چاہے، اسے پریشان کر سکتا ہے ۔ جناب والا! میں اس چیز کے خلاف نہیں ہوں ۔ میں اس چیز کے حق میں ہوں کہ ہر شہری کو مقرر کردہ سٹیمپ ڈیوٹی ادا کرنی چاہئیے ، اسے چسپاں کرنی چاہئیے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اس چیز کا کسی قیمت پر روادار نہیں ہوں کہ آپ اس قسم کی پریشانیاں پیدا کریں ، کاروباری حلقے میں اس قسم کا تاثر پیدا کریں جن میں پہلے ہی بے یقینی کی کیفیت موجود ہے ۔ پھر آپ ایک نئی پرویژن لا کر ان کے اندر یہ غیر یقینی پیدا کریں ، کہ جس وقت بھی کوئی شخص چاہے گا ۔ جس وقت بھی کلکٹر چاہے گا وہ کسی بھی انسپکٹر کو یا کسی بھی اپنے آدمی کو authorise کر کے دکان کی مکمل تلاشی کر لے گا ۔ کس مقصد کے لیے؟ اس لیے نہیں کہ اس کے اندر کوئی سمگلنگ کا مال ہے ، اس لیے نہیں کہ اس نے کسی قسم کا کوئی اڈا خلاف قانون وہاں پر قائم کیا ہے ۔ وہ اس لیے جا کر اسے پریشان کرے گا اور اس کا کاروباری راز افشا کرے گا ، اس لیے اُس کے واوچرز ، کتابیں اور اُس کی دستاویزات اپنے قبضے میں لے گا کہ اُن پر سٹیمپ ڈیوٹی پوری لگی ہوئی ہے یا نہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آج کے دور میں کون سا ایسا بے وقوف آدمی ہے جو ایک لاکھ روپے کے واوچر پر چالیس پیسے کا سٹیمپ چسپاں نہ کرے اور اپنا ایک لاکھ روپیہ ضائع کر دے ۔ اکثر کاروباری اداروں میں یا انڈسٹریز میں جسے ہم قبض الوصول کہتے ہیں ، تنخواہوں کی چلت کا رجسٹر ، ان پہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ disbursement کے وقت سٹیمپ عاید کرے ، اس پر چسپاں کرے ۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں لیبر قوانین اور لیبر کورٹس موجود ہیں ہر شخص کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ جس وقت بھی چاہے ، لیبر کورٹ میں ایک سادہ کاغذ پر درخواست دے سکتا ہے کہ میرے فلاں مالک نے مجھے تنخواہ نہیں دی ۔ یہ بھی سٹیمپ ایکٹ میں واضح ہے کہ اگر کوئی واوچر ، کوئی دستاویز ، کسی کو کوئی چیلنج کرتا ہے اور وہ سٹیمپ ایکٹ کے تحت

duly stamped نہیں تو اس کو وہ پیش بھی نہیں کر سکتا ۔ اس کو impound بھی کرانا پڑے گا ، آسے پھر اس کے لیے بہت بڑی سزا بھی بھگتنی پڑے گی - جب ہمارے پاس remedies پہلے سے بہت ہیں ، جب یہ سٹیمپ ایکٹ کو زیادہ تر اختیاری نوعیت دی گئی ہے اور اس کا بیشتر حصہ آپ دیکھیں گے ۔ جہاں بھی پابندیاں عاید کی گئی ہیں کہ فلاں چیز پر اتنی سٹمپ لگے گی فلاں پر اتنی رقم لگائی جائے گی اور فلاں دستاویزات پر اتنی ڈیوٹی لگائی جائے گی بطور ڈیوٹی یا ٹکٹ تو اس کے لیے تعزیر کہیں نہیں لکھی گئی کہ اس کی فلاں تعزیر ہوگی ۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اگر کوئی شخص اس کی compliance in toto نہیں کرتا ۔ کوئی شخص اس کی پورے طور پر تعمیل نہیں کرتا تو وہ اپنے اس حق سے محروم ہو جائے گا جس کو حاصل کرنے کے لیے ، جن rights کو create کرنے کے لیے ، جو پروپرائیٹر شپ لینے کے لیے وہ اس دستاویز کو execute کرتا ہے کہ اس کی value قانون میں کوئی نہیں رہتی، اس سے بڑی سزا میں سمجھتا ہوں کہ اور کیا ہو سکتی ہے ، اور انہیں اس قسم کی پروویژنز کے ہوتے ہوئے یہ ضرورت لاحق ہوئی کہ خاص طور پر ایک ترمیم کی شکل میں لائیں۔ یہ تمام ادارے حکومت کے اپنے ادارے ہیں ، اس کی ایک اور لسٹ بھی اگر وہ دے دیں ، دس دفاتر اور بھی پبلک آفس میں شمار کر دیں ۔ وہ تو پہلے ہی پبلک دفاتر ہیں ۔ اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہیں آخر کمرشل اداروں اور انڈسٹریل اداروں کو پبلک قرار دینے میں اور ان کے ڈائرکٹروں ، یا ان کے منیجروں یا ان کے منیجنگ ڈائرکٹروں کو پبلک آفیسر قرار دینے میں ایسی کیا ضرورت لاحق ہوئی ۔ سوائے اس کے کہ آپ کی ڈیوٹی پھر بھی اسی طرح رہے گی ۔ جس طرح وہ اب دے رہے ہیں اسی طریقے سے دیں گے ۔ وہ آپ کے قانون کی منشا پوری کرنے کے لیے ڈیوٹی چسپاں نہیں کرتے بلکہ ہر شخص اپنے حق کو محفوظ کرنے کے لیے چسپاں کرتا ہے ۔ اگر اس کا نقصان ہوگا تو یہ ہوگا کہ ایک غیر یقینی فضا پیدا

ہو جائے گی ، کاروباری حلقوں میں خوف و ہراس پیدا ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کرپشن کے ، رشوت کے دروازے کھول دیں گے جس طرح اس قسم کے دوسرے انسدادی قوانین کے بارے میں ہے۔ Pure Food Act آپ نے نافذ کیا ہوا ہے ، لیکن اس میں کیا ہوتا ہے کہ سیمپل (نمونے) انہی کے لیے جاتے ہیں جو ماہواری رقم ، تنخواہ یا مشاہرہ ادا نہیں کرتے اور جو کاروباری حلقے باقاعدگی سے انہیں تنخواہ یا مشاہرہ ادا کرتے ہیں ان سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی ، ان کے سیمپل بھی نہیں لیے جاتے ، ان کے خلاف کارروائی بھی نہیں ہوتی ، کیونکہ اس امر کے لیے جو آفسر لگا ہوتا ہے ، وہ خود مطمئن ہو جاتا ہے ، اس کا اپنا گھر پورا ہو جاتا ہے ، اسے رشوت باقاعدگی سے مل جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے انسدادی قوانین پہلے ہی اس صوبے میں بے کار اور لامعنی ہو چکے ہیں ۔ اب آپ یہ نئی پرووپژن لائے ہیں جس کی آپ نے definition تک دینے کی کوئی ضرورت نہ سمجھی ۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ کمرشل ادارے کون سے ہوں گے جن پر اس دفعہ 73 کا اطلاق ہوگا ۔ ان کا کوئی معیار بھی ہوگا ، ان کی کوئی کسوٹی بھی ہوگی جس کو آپ کے کلکٹر نے انسپکشن کے لیے authorise کرنا ہے اس میں لکھا گیا ہے :

> **"Any commercial institution, or any industry whether owned singly or by partnership."**

بہر حال ہماری سمجھ میں نہیں آ سکا کہ آخر ان کی نیت ہے ؟ ان کا مقصد کیا ہے ۔ کاروبار پہلے ہی ختم ہو چکا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی پرویژن لا کر اب مزید یہ معاشی بحران پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ کاروباری حلقے میں مزید پریشانی کا سامان پیدا کرنا چاہتے ہیں ، جب کہ پہلے ہی قانون میں واضح اختیارات اور واضح تحفظات موجود ہیں ۔ بہر حال میں یہ سمجھنے سے قاصر رہا ہوں اور اب بھی میں ان سے یہ استدعا کروں گا کہ میرے نزدیک اس قسم کے بل کی اول تو ضرورت نہیں ہے اور اگر یہ ضرورت محسوس کرتے ہیں ، اگر واقعی انہیں اپنے اداروں پر دسترس نہیں ہے ۔ ان

اداروں پر ان کا کنٹرول نہیں ہے جو کہ ان ہی کے قائم کردہ ہیں ، بے شک انہی کی حد تک اس قانون کو رہنے دیں - اس ترمیم کو رہنے دیں اور اس میں سے نجی ادارے ، کمرشل ادارے دوکانیں ، کارخانے اور اس قسم کے ادارے جو چھوٹے چھوٹے اور معمولی ہوتے ہیں جن کو اس میں شامل کیا گیا ہے ، اگر اس میں سے وہ نکال دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا - اگر انہیں اس امر پر اصرار ہے اور یہ صوبے کے عوام کے لیے فائدہ مند سمجھتے ہیں ، اور ان کے نزدیک یہ ان کی ترمیم عوام کے فائدے اور بہتری کے لیے ہے ،عوام کی فلاح کے لیے ہے اور خزانے کے لیے مفید ہے تو پھر میں ان کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ آئیے اگر آپ کو یہی دعویٰ ہے - اگر آپ یہی باور کرتے ہیں - یہی سمجھتے ہیں تو پھر آپ اسے عوام کے ہی سپرد کر دیں اور اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے عوام کے پاس بھیج دیں اور اس کے بعد آپ کے پاس عوام کی جب رائے آئے گی تو پھر اس میں نہ کسی قسم کے کلام کرنے کا حق ہمیں ہوگا اور نہ پھر آپ کو اس قسم کے غلط دعویٰ کرنے کا حق ہوگا - اس وقت خود ہی ثابت ہو جائے گا کہ اس میں عوام اس کی تائید کرتے ہیں یا عوام اس کی مخالفت کرتے ہیں - اور اگر آپ اس کو عوام کے پاس بھیجنے سے بھی ڈرتے ہیں - کسی تلخ تجربہ کی بناء پر آپ ان کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہیں - آپ ان کی رائے لینے کی جرأت نہیں کر سکتے تو پھر میں نے دوسری تجویز بھی جناب والا پیش کر دی ہے کہ آپ اس ہاؤس کی ایک مجلس منتخبہ کے سپرد یہ قانون کر دیں جو میری ان معروضات کو پیش نظر رکھتے ہوئے - ان تمام قانونی پیچیدگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ، اس کی افادیت - اس کے نقصانات پر غور کرتے ہوئے اپنی ایک جامع اور مکمل رپورٹ دے - تا کہ جو تاثر اس قانون کے نفاذ سے پیدا ہو چکا ہے وہ ختم ہو جائے اور صحیح صورت حال سامنے آ جائے - اور اگر آپ یہ دونوں چیزیں کرنے کے لیے تیار نہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری گذارش کو مانتے ہوئے اس میں سے کمرشل انسٹیچیوشنز کو نکال دیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس

قانون کے پاس کرانے میں بھی اسی وقت پاس کرانے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور اگر آپ اس چیز کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور اس چیز پر مصر ہیں اور اگر آپ اسے question of prestige بنائے ہوئے ہیں ۔ اگر آپ عوام کی فلاح ، عوامی خواہشات کو نظر انداز کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو پھر میں جناب والا ! ببانگ دہل اس قانون کی پرزور مخالفت کروں گا اور اسے صوبے اور صوبے کے عوام کے لیے انتہائی مہلک ۔ خطر ناک اور مضر سمجھتے ہوئے اس کو نامنظور کرنے کی استدعا کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت جو ترمیمی قانون ہمارے سامنے ہے وہ اپنی نوعیت اور معنویت کے اعتبار سے اس بات کا مستحق ہے کہ یہ ایوان جو اس پورے صوبے کے عوام کی نمائندگی اور ان کے حقوق کے تحفظ کا علمبردار ہے نہایت سنجیدگی کے ساتھ نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ نہایت متانت کے ساتھ اس پر غور کرے اور اگر ہماری ان معروضات میں اور ہماری ان ترامیم میں عوام کی خواہشات کا عکس نظر آتا ہو تو نہایت فراخ دلی کے ساتھ انہیں منظور بھی کرے ۔ جناب والا ! اس ترمیمی قانون کے ذریعے ایسے اختیارات حاصل کئے جا رہے ہیں جو نہ صرف یہ کہ ہماری صنعت و تجارت کے شعبوں کو بڑے پیمانے پر متأثر کریں گے بلکہ ان کے نتیجے میں عمومی طور پر عوام کو بھی مختلف قسم کی نئی دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا ۔

جناب والا ! اس ایکٹ کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ اس کے تحت ایسی پابندیاں لگائی جائیں جن کے باعث عوام کی ایک بڑی تعداد نئے شکنجوں میں جکڑی جا سکے ۔ اس ایکٹ کے تحت کوئی دستاویز اس وقت تک قانونی طور پر معتبر نہیں ہوگی جب تک اس پر خاص قسم کی شرح کے ٹکٹ چسپاں نہیں کیے جائیں گے ۔ اسی قانون میں یہ بھی موجود ہے کہ اگر کوئی شخص ان ٹکٹوں کو چسپاں نہیں کرے گا ان ٹکٹوں کو چسپاں کرنے

سے گریز کرے گا یا انحراف کرے گا تو اُسے جرمانے اور قید کی سزائیں بھی دی جا سکیں گی - یہ واضح ہے کہ اس قانون پر فطری طور پر عمل کیا جا رہا ہے لیکن اب اس کی وسعت میں اس طور پر اضافہ کر دیا گیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ قانون غیر فطری اندیشوں سے دوچار ہو گیا ہے بلکہ ایسی صورت پیدا کر دی گئی ہے کہ آئندہ کے لیے کوئی بھی شخص کوئی بھی کاروبار کرتے وقت خدشات اور اندیشوں کے بغیر کوئی بھی کام شروع نہیں کر سکے گا - جناب والا ! اس ترمیمی بل کے ذریعے سرکاری محکموں کے ساتھ کارخانوں فیکٹریوں اور دوکانوں کو بھی سرکاری دفتر کی تعریف میں شامل کر لیا گیا ہے - سرکاری دفتر کی تعریف میں کسی دوکان یا کسی پرائیویٹ ادارے کو شامل کرنا خود اصطلاحاً اور قانوناً ہی محل نظر نہیں ہے بلکہ لغوی اعتبار سے بھی یہ فحش قسم کی غلطی ہے جس کی کسی قیمت پر بھی تائید نہیں کی جا سکتی اور اس کے لیے کسی وقت بھی کسی گنجائش یا جواز کی کوئی صورت پیدا نہیں کی جا سکتی -

جناب والا ! اسی طرح سے نہ صرف یہ کہ پرائیویٹ اداروں کو سرکاریت کا درجہ دیا جا رہا ہے بلکہ عوام کے لیے پریشانی ، دوکانداروں کے لیے ستم رانی اور عام فرموں اور سوسائٹیوں کے لیے حشرسامانی کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے - جناب والا ! آپ کو بہتر طور پر معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں ابھی تک تجارتی ادارے یا دوکاندار اس سطح پر اپنا کام شروع نہیں کر سکے ہیں یا سائنسی طور پر اپنے کاروبار کو نہیں چلا رہے ہیں جس طور پر دوسرے ممالک میں یہ کام کیا جاتا ہے - آپ جانتے ہیں کہ اب بھی بہت سے دوکاندار تعلیم سے محروم ہونے کے باعث تن تنہا خود دوکانوں پر کرتے ہیں اور ان سے یہ توقع کسی طور پر بھی نہیں کی جا سکتی کہ وہ ہر قسم کے واؤچرز پر ہر قسم کی رسیدوں پر اور مختلف قسم کے ہی کھاتوں پر اسی طرح سے عمل کریں جس طرح سے بڑے دوکاندار یا سرکاری ادارے یا سرکاری محکمے یا بڑے بڑے صنعتی ادارے کام کرتے

ہیں ۔ اب اس بات کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے کہ کوئی بھی انسپکٹر کوئی بھی افسر جسے اس سلسلے میں اختیار دیا جائے کسی بھی دوکاندار کے پاس جا کر اس کے روزانہ جاری کرنے والے واؤچرز ، ان کی رسید بکوں اور ان کے بہی کھاتوں کا معائنہ کر سکے گا اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کسی طور پر بھی عملاً ممکن نہیں ہے کہ ہر دوکاندار اپنے ساتھ ایک منشی رکھے یا اکاؤنٹنٹ رکھے جو اس سلسلے میں تمام قانونی لوازمات کے ساتھ سٹیمپ ڈیوٹی کے اس نئے قانون کی تکمیل کر سکے ۔

جناب والا ! اس قسم کی پابندیوں سے نہ صرف یہ کہ تجارت متأثر ہوتی ہے بلکہ آئندہ کے لیے وہ ترغیب اور جاذبیت ختم ہو جاتی ہے جو ایسے کاموں کے سلسلے میں لوگوں کے مختلف طبقوں کو ابھارتی ہے ۔ جناب والا ! آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے انسپکٹر ، اس قسم کے افسر جب دوکانوں اور چھوٹی چھوٹی فرموں تک اپنا دائرۂکار وسیع کر لیں گے تو اس کے نتائج کیا مرتب ہوں گے ۔ اس کا واضح نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ بدعنوانی ، رشوت اور ستمرانی کا ایک نیا دروازہ کھل جائے گا اور مختلف دوکاندار مختلف قسم کی پریشانیوں سے بچنے کے لیے ماہانہ نذرانے مقرر کرنے پر مجبور ہوں گے ۔ اب بھی مختلف قوانین کے تحت وہ اس ناگہانی مصیبت سے بچنے کے لیے ماہانہ دیتے ہیں اور اب اس ایکٹ کے ذریعے ان کے لیے ایک نئے ماہانہ کا اضافہ ہوگا ۔ ایک نئے نذرانے کا اضافہ ہوگا جو ان کے کاروبار کو بھی متأثر کرے گا اور ان کی روزمرہ کی زندگی کو بھی متأثر کرے گا ۔ اس کے علاوہ آئندہ کاروبار کرنے والوں کے لیے بھی بہت سے راستے بند کرے گا ۔ جناب والا ! آپ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صنعت و تجارت کے مختلف شعبوں کو اور مختلف کارخانوں کو سرکاری تحویل میں لینے کی کارروائی کی گئی ہے اور اس سلسلے میں بھی اس آنیشلائزیشن کے مختلف نتائج برآمد ہوئے ہیں جو کسی طور پر اس ملک کی معیشت کے لیے پسندیدہ اور خوشگوار نہیں ہیں ۔ اس سلسلے میں بھی صنعت وتجارت میں پہلے ہی احتجاج کی ایک رو جاری ہے اور اب اس

قسم کے نئے قانون کے ذریعے صنعت و تجارت کے مختلف اداروں کو سرکاریت کا ٹھپہ لگا کر انہیں ایک نئی پریشانی سے دوچار کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ! سرکاریت کا ٹھپہ لگانے کی یہ رسم نفسیاتی طور پر اس قدر خطرناک ہے کہ اس کے نتائج سے ہماری ملکی معیشت کسی طور پر بھی نہیں بچ سکے گی اور اس کے مختلف شعبوں میں بالخصوص تجارتی اور صنعتی شعبوں میں بے اعتمادی ، بے یقینی تذبذب اور پریشانی کی ایک ایسی فضا پیدا ہوگی جو ہمارے ملک میں تجارت اور صنعت کے مستقبل کو انتہائی اندیشوں سے دوچار کر دے گی ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ معاشی ، اقتصادی اور تجارتی ترقی روز بروز متاثر ہو رہی ہے ۔ سرمایہ‌کاری منجمد ہوتی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں حکومت کو یہ ضرورت پیش آ رہی ہے کہ وہ مختلف سطح پر لوگوں کو یہ یقین دھانیاں کرائے کہ وہ آئندہ کے لیے انہیں ہر قسم کے تحفظات دے گی ۔ مراعات دے گی اور پریشانیوں سے نجات دلائے گی ۔ لیکن جناب والا ! ہم صرف یہ بات قولاً کر رہے ہیں ۔ ہم یقین دھانیاں صرف زبانی حد تک کرا رہے ہیں ۔ ہمارے وزرائے کرام اس سلسلے میں جو کوششیں کر رہے ہیں ۔ جو تقریریں فرما رہے ہیں جو تشریحات کر رہے ہیں وہ صرف زبانی جمع خرچ کی حیثیت رکھتی ہے عملاً موجودہ حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے ۔ ایسی قانون سازی کر رہی ہے ۔

Mr. Speaker : Mr. Tabish, let us be a little more specific and let us not generalise this debate.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اس کے principles discuss کر رہا ہوں تاکہ آپ کو میری دوہری تقریر نہ سننی پڑے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر ہم واقعی اخلاص و دیانت کے ساتھ سرمایہ کاروں کو صنعتکاروں کو اور تاجروں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ انہیں تجارت اور صنعت کے شعبوں

میں کاروبار کی آزادی ہو گی اور انہیں واقعی ہر ممکن حقیقی سہولتیں میسر کی جائیں گی تو ہمیں عملاً ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جن کے باعث ان کا وہ اعتماد بحال ہو سکے جو بڑی تیزی سے ختم ہوتا جا رہا ہے اور لوگ کس بھی نئے adventure کے لیے تیار نہیں ہیں اور نہ صرف یہ کہ کسی تجارت میں نیا سرمایہ لگانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ اپنا پہلے سے لگایا ہوا سرمایہ برابر واپس لے رہے ہیں یا اسے مختصر کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ایسی صورتحال ہے جو کہ ہمارے لئے بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم اس سلسلہ میں ان چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے اقدامات کے ذریعے ایسی فضا پیدا کر رہے ہیں جو ہماری معیشت کو بہت سے خطرات سے دوچار ہی نہیں کر رہی بلکہ انہیں تباہ کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی ہماری یہ حکومت اس سلسلہ میں کوئی یقینی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور عملاً اعتماد کی فضا پیدا کرنا چاہتی ہے تو اسے صنعت و تجارت اور تجارت پیشہ لوگوں کے لیے نئی نئی پابندیوں کی زنجیریں تیار کرنے کی بجائے حقیقی سہولتیں اور مراعات کی راہ ہموار کرنی چاہیے اور وہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ جو کچھ ہم قولاً اظہار کرتے ہیں عملاً بھی اس کو ثابت کرکے دکھائیں اور ان کی قانون سازی کریں جن کے ذریعے ان کے لیے نئی سہولتیں اور فلاح و بہبود کے نئے راستے کھل سکیں۔

جناب والا! قول و فعل کے اس تضاد نے ہمیں اجتماعی طور پر بھی نقصان پہنچایا ہے اور انفرادی طور پر بھی انتہائی مہلک اثرات پیدا کیے ہیں۔ اب بھی ہم اس قسم کے تضاد سے دوچار ہیں۔ آج ہی میں ایک وزیر کی تقریر پڑھ رہا تھا جس میں انہوں نے اپیل کی ہے، واسطے دیئے ہیں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ سرمایہ لگا کر تجارت اور صنعت کو فروغ دیں ان کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔ لیکن آج ہی اس ایوان میں ایسا بل لایا جا رہا ہے جن سے ان کے لیے پریشانیوں، دقتوں اور بے اعتمادی کے نئے دروازے کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے اس پارٹی

نے عوام کے استحصال کے خاتمے کے نام پر ووٹ لیے تھے - لیکن اب وہ ایسی قانون سازی کر رہی ہے ، ایسے اقدامات کر رہی ہے جن سے وہ عوام کے استحصال ہی کی نہیں بلکہ عوام کے استیصال کی مرتکب ہو رہی ہے اور یہ ایسی صورتحال ہے - جو کسی طور پر بھی کسی حکومت کے لیے اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکتی آپ دیکھ رہے ہیں کہ برے نتائج نکلنے لگے ہیں - انتخابات کے حقیقی نتائج آپ کے سامنے ہیں - اور دوسرے شعبوں میں بھی لوگوں کی بیزاری پریشانی اور بے اعتمادی کے مظاہرے بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں - اگر اب بھی آپ کی آنکھیں نہیں کھلیں اگر اب بھی آپ نے اپنی روش تبدیل نہیں کی تو وہ وقت دور نہیں ہے - جب عوام کے احتساب کے سامنے آپ کو اپنی اکڑی ہوئی گردنیں جھکانا پڑیں گی اور جوابدہ ہونا پڑے گا کہ آپ نے عوام سے جو وعدے کئے تھے ان سے آپ نے نہ صرف انحراف کیا ہے بلکہ ان وعدوں کے برعکس ایسے اقدامات کئے ہیں جو کسی طور پر بھی ملک کی سلامتی اور قوم کی خوشحالی کے لیے خوش آئند نہیں ہو سکتے -

میں تجویز کرتا ہوں کہ اس صورتحال کی روشنی میں اس مسودۂ قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جانا چاہیے تا کہ آپ کو یہ معلوم ہو سکے کہ لوگ آپ کی قانون سازی کے متعلق اور اس مسودہ قانون کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں - مجھے یقین ہے کہ اگر یہ مسودہ قانون عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے تو وہ اسے حقارت سے ٹھکرا دیں گے کیونکہ وہ کسی طور پر بھی ایک آزاد معاشرے میں ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اس قسم کی ناروا پابندیوں کو گوارا نہیں کر سکتے جو تجارت اور صنعت کے شعبوں کے ترقیاتی بہاؤ کو منجمد کرکے رکھ دیں نئی نئی جکڑ بندیوں کے ذریعہ افسر شاہی کے لیے نت نئی ستم رانی کی راہیں ہموار ہو جائیں اور مختلف ملازمین کے لیے بد عنوانی اور رشوت ستانی کے مواقع فراہم کر دئے جائیں اس سلسلہ میں میں جناب والا! یہ بھی گذارش کرتا ہوں کہ اگر حکمران جماعت رائے عامہ کے خوف سے

اس بل کو مشتہر کرنے کے لیے تیار نہیں تو کم از کم یہ ایوان جو اس ملک کے غریب عوام کی نمائندگی کے لیے منتخب کیا گیا ہے ۔ اس کا یہ فرض ہے اور ان اراکین کی یہ ذمہداری ہے کہ وہ اس قسم کا کوئی قانون منظور نہ ہونے دیں جو عوام کا اور چھوٹے چھوٹے دوکان داروں کا استحصال کرنے کے لیے بنایا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس قانون کو آج منظور کر لیا گیا تو عوام کے حقوق اور مفادات بری طرح متاثر ہوں گے ۔ اور اراکین ایوان کو پوری قوم کے سامنے عوام کے سامنے اور اپنے حلقہ ہائے انتخاب کے سامنے جواب دینا پڑے گا ۔ اس سے پہلے کہ ہم اس سلسلہ میں عوامی احتساب اور انتقام کا شکار ہوں میں آپ کے سامنے ریکارڈ کے طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں حق کی ایک بلند آواز گونجی تھی اور اراکین کو یہ بتا دیا گیا تھا کہ اس قانون کی منظوری سے عوام کے لیے کیا کیا مشکلات پیدا ہوں گی ۔ اور پابندیوں کی کیسی آہنی زنجیریں ان کے پاؤں میں ڈال دی جائیں گی ۔ اس کے باوجود بھی اگر یہ اراکین اپنی ذمہ داریاں محسوس نہیں کرتے تو وہ اپنی ذمہ داری پر عوام کا سامنا کریں گے ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب سپیکر! عوام پہلے ہی حکومت کی غلط‌کاریوں کی وجہ سے انتہائی پریشان ہیں ۔ اب اس مسودۂ قانون کے ذریعے اس ترمیم کے ذریعے لاکھوں چھوٹے چھوٹے کاروباری لوگوں کو چھوٹے چھوٹے دوکان‌داروں کو چھوٹے چھوٹے فیکٹریوں کے مالکان کو آپ پریشانی میں مبتلا کر دیں گے ۔ جناب والا! کلکٹر صاحب کو اس قسم کے اختیارات دینا انتہائی زیادتی ہے ۔ کیونکہ وہ ان اختیارات کے تحت اپنی مرضی سے کسی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ اہلکار کو اس کام پر مامور کر سکتا ہے ۔ جناب والا! اس سے قبل شاپ انسپکٹر ۔ لیبر انسپکٹر ۔ انکم ٹیکس والے ۔ سیلز ٹیکس والے ان چھوٹے چھوٹے کاروباری لوگوں کی پریشانیوں کا پہلے ہی خاصی حد تک باعث بنے ہوئے ہیں ۔ اگر آپ نے یہ ترمیم قبول کر لی تو اور

بہت سے چھوٹے چھوٹے اہلکار بھی کاروباری لوگوں کو انتہائی پریشان کرنے کا موجب بنیں گے ۔ جناب والا! جب کوئی انسپکشن کے لیے اہلکار جائے گا لازمی طور پر وہاں کورپشن کا خدشہ بھی پیدا ہوگا ۔ اس سے پہلے اس قسم کا انسپکشن سٹاف جو ہے ، وہ اپنا ماہانہ مقرر کر لیتا ہے اور میں جناب کی وساطت سے اس معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی کاروباری آدمی چاہے وہ بڑا تاجر ہو ۔ چاہے چھوٹا دوکاندار ہو ۔ جب بھی وہ کسی چیز کی قیمت فروخت مقرر کرتا ہے ۔ تو تمام اخراجات اس کی قیمت میں شامل کرتا ہے ۔ اور اس کے منافع کے بعد وہ قیمت مقرر کرتا ہے ۔ جناب جب اس حد تک لوگوں کو رشوت دینی پڑے گی ان متعلقہ اہل کاروں کو خوش کرنے کے لیے تو لازمی طور پر ان چیزوں کے جو نرخ ہیں وہ بڑھیں گے اور ان چیزوں کا اثر براہ راست غریب عوام پر پڑے گا ۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس لیے مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس موجودہ قانون سے چھوٹے اور غریب طبقہ پر ناگوار اثر پڑے گا ۔ میں برسر اقتدار پارٹی سے درخواست کروں گا کہ وہ ہر مسئلہ کو اپنی prestige کا سوال نہ بنا لیا کرے یہ غلطی سے جو انہوں نے مسودہ پیش کیا ہے ، اگر اس کا احساس کرے اس کو واپس لے لے تو اس سے عوام کا بہت بھلا ہوگا ۔ جناب والا! اس سے چھوٹا کاروباری جو طبقہ ہے ۔ حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ناجائز مداخلت کی وجہ سے پہلے ہی پریشان ہے ۔ اور وہی لوگ ہیں جنھوں نے موجودہ برسر اقتدار پارٹی کو اس معزز ایوان تک لانے میں نمایاں حصہ لیا ہے ۔ اور مجھے افسوس ہے کہ اس پارٹی کے معزز ارکان اسمبلی انہیں کی گردن دبوچ رہے ہیں ۔ انہیں کا خون چوسنے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں کو تنگ اور پریشان کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا! میں ان سے التجا کروں گا کہ وہ اس مسودۂ قانون کے پس منظر پر اچھی طرح غور کریں اور اس سے مرتب ہونے والے نتائج جو ہیں ان پر غور کریں اور ان کی جو یہ ترمیم ہے اس کو واپس لے لیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی -

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! اس موضوع پر میرے فاضل پیشرو مقررین نے بڑی سیر حاصل بحث کی ہے اور انھوں نے اس کی وضاحت کی کہ کس طرح چھوٹے دوکانداروں کو صنعتی اور تجارتی اداروں کو مزید پریشان کر رہے ہیں - اور اس میں مزید دخل اندازی حاصل کرنے کے لیے مزید اس میں اپنا اثر ورسوخ پیدا کرنے کے لیے گورنمنٹ نے نہایت نازیبا طریقہ سے بے ہودہ طریقہ سے یہ ترمیم لانے کی کوشش کی ہے - میں بے ہودہ اور نازیبا اس لیے کہتا ہوں کہ جیسا کہ میرے فاضل دوست سید تابش صاحب نے فرمایا ہے ، پبلک آفس میں کسی لغوی لحاظ سے یہ کمرشل ادارے جو ہیں جن کو پرائیویٹ آدمی چلاتے ہیں - یہ اس کی تعریف میں قطعاً نہیں آتے اور یہ ایسا ہے جیسا کہ کالے کی تعریف میں یہ کہا جائے کہ اس میں سفید اور لال بھی شامل ہے - تو اس لحاظ سے بھی یہ بےکار سی قسم کی ترمیم ہے اور اس کو زبردستی کمرشل اور انڈسٹریل اداروں کے سر تھوپا گیا ہے - اسی میں سب سے قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس کی چیکنگ کے لیے پھر انہیں public servants اور public officer کو مامور کیا گیا ہے جن کے سر پر ہمیشہ گورنمنٹ کی تلوار لٹک رہی ہے اور پبلک سروسز کو اس طرح غیر محفوظ کر دیا گیا ہے کہ کسی محکمہ سے اب انصاف کے قاعدہ کے مطابق چلنے کی قطعاً کوئی توقع نہیں رہی- ابھی کل ہی کی بات ہے اس شہر لاہور میں الیکشن ہوئے تو پبلک سرونٹس نے ، پولنگ آفیسرز نے اس قسم کی دھاندلی کی کہ صحیح ووٹروں کو بھی استعمال کرنے سے روکا گیا -

Mr. Speaker : Has it any relavency ?

سردار امجد حمید خان دستی : یہ relavency اس بات کی ہے کہ پولنگ آفیسرز کو ان اداروں میں دخل اندازی کا موقعہ دیا جائے گا جو پہلے ہی بدنام زمانہ ہو چکے ہیں اور انھوں نے جس طرح اس ملک میں

behave کیا ہے ۔ اور جس جگہ بھی گورنمنٹ کا دخل اور اثر ہے ۔ اس نے ان اداروں کا بیڑا غرق کرکے رکھ دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ویسے مجھے آج تک معلوم نہیں تھا کہ الیکشن کمیشن جن آفیسرز کو مقرر کرتا ہے وہ گورنمنٹ کے ماتحت ہیں ۔ اور سارے فاضل اراکین اس لیے مشکور ہوں گے کہ اگر آپ نے الیکشن کمیشن کو گورنمنٹ کے ماتحت سمجھا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : اگر مجھے آپ تھوڑا سا موقع دیں تو ۔

Mr. Speaker : They are appointed by the Election Commission. I am sure that under the Constitution Government has no concern with the officers who are appointed to conduct the polling or to supervise it.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! پٹواریوں کو ٹیچروں کو پولنگ آفیسرز کو عارضی طور پر ڈیوٹی پر مامور کیا جاتا ہے اور مستقل طور پر وہ گورنمنٹ کے ملازم ہوتے ہیں اور ان کے سر پر ہمیشہ یہ تلوار لٹکتی رہتی ہے کہ کل ان کو فارغ کیا جا رہا ہے ۔ پرسوں کر دیا جائے گا ۔

Mr Speaker : Who-ever they be they are appointed by the Election Commission.

سردار امجد حمید خان دستی : میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک پبلک آفیسرز کی ڈیوٹی کا تعلق ہے I am in my right to criticise it.

Mr. Speaker : I cannot permit it. This House is not a forum to criticise the Election Commission or anything conducted by it.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I am within my right.

Mr. Speaker : There is a provision for the election petition.

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں جناب کی guidance چاہوں گا اس معاملہ پر کہ اگر الیکشن کمیشن میں کوئی دھاندلی ہوتی ہے تو اس ایوان میں کوئی تحریک التوا پیش ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

Mr. Speaker : Unless there is a specific allegation against a specific member, I cannot permit this vagae statement.

سردار امجد حمید خان دستی : جب آپ مجھے بحث کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتے تو میں ان حالات کے اندر یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ پر مزید گفتگو کرنا بے کار ہے اور میں احتجاجاً اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That the Stamp (Punjab Amendment) Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th January, 1974.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Stamp (Punjab Amendment) Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be cir culated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1974.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Stamp (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to a Select Committee consist-

ing of the following members with the instructions to report thereon by 15th January, 1974 :—

1. Makhdum Hamid-ud-Din.
2. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.
3. Sardar Nazar Muhammad Khan Jatoi.
4. Mirza Fazal Haq.
5. Mian Khurshid Anwar.
6. Chaudhry Amanullah Lak.
7. Syed Tabish Alwari.
8. Haji Muhammad Saifullah Khan (The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the Stamp (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(کلاز - 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان - میاں خورشید انور - اور سید تابش الوری -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ہم یہ ترمیم پیش نہیں کرتے -

مسٹر سپیکر : اب ترمیم نمبر 3 زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان - میاں خورشید انور اور سید تابش الوری -

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir I move :

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed Clause (22-A) to section 2 of the Stamp Act, 1899, the

> commas, words and figures, "commercial or industrial concern whether singly owned or run through partnership, a body registered under the Companies Act, 1913", occurring in lines 4-7, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed Clause (22-A) to section 2 of the Stamp Act, 1899, the commas, words and figures", "commercial or industrial concern whether singly owned or run through partnership, a body registered under the Companies Act, 1913," occurring in lines 4-7, be deleted.

Minister for Revenue : I oppose it Sir.

Sir, with your permission I would like to say that we have had discussion and agreement on certain things, and if you permit me I would like to make a statement.

Mr. Speaker : There are other amendments as well.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! گزارش یہ تھی ۔ کہ اگر وزیر موصوف اس ترمیم کو پیش کر دیتے ۔ تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ ممکن ہے ۔ اس طرح سے بہت سی ترمیمیں اکٹھی آ جائیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی ترمیم پیش کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میرے خیال میں صحیح پروسیجر یہی ہے کہ ہم نے ایک اسنڈمنٹ دی ہے ۔ اس کے جواب میں یہ جس قسم کی اسنڈمنٹ لانا چاہتے ہیں ، وہ فرما دیں کہ ہم اس طریقہ سے اس ترمیم کو امنڈ کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

That will be put in the House and that will be passed.

مسٹر سپیکر : کیا آپ ترمیم در ترمیم پیش کر رہے ہیں ؟

وزیر مال : جی ہاں -

مسٹر سپیکر : آپ ترمیم در ترمیم پیش کریں -

Minister For Revenue : Sir, I move amendment to amendment :

> That in the proposed Clause (22-A). of Section 2 of the Stamp Act, 1899, in line 6, after the word "partnership" the words "having more than twenty employees" be added.

Mr. Speaker : Haji Sahib do You agree to this amendment to your amendment ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب اس پر ہاں یا نہیں کہلوائیں گے -

مسٹر سپیکر : ابھی وہ stage نہیں آئی ہے - پہلے ساری ترمیمات پیش ہو جائیں -

Amendment to amendment moved is :

> That in the proposed Clause (22-A), of Section 2 of the Stamp Act, 1899, in line 6, after the word "partnership" the words "having more than twenty employees" be added.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کے بعد شاید ان کو move کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ ہو -

مسٹر سپیکر : وہ تو تمام ممبران کا اپنا outlook ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ اس لیے کہ ہم نے اس ضمن میں اپنی

گزارش کر دی ہے ۔ اور ہم نے زیادہ تر اعتراض اسی چیز پر کیا تھا کہ کمرشل اداروں کے سلسلہ میں ان کے پاس لامحدود اختیارات نہ ہوں ۔ اور اس سلسلہ میں فاضل وزیر موصوف نے یہ چیز مان لی ہے کہ اس کا اطلاق صرف ان کمرشل یا انڈسٹریل اداروں پر ہوگا جن کے بیس یا بیس سے زیادہ ملازمان ہوں گے جو کہ اب کچھ حد تک justified ہو گیا ہے اور وہ جو چھوٹے چھوٹے دکاندار ، اور وہ جو چھوٹے چھوٹے کمرشل ادارے ہیں ، جن کی کوئی بساط نہیں ہے ، وہ اس کی زد سے محفوظ ہو گئے ہیں ۔ اس لیے ہمیں اس ترمیم در ترمیم کو ماننے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اور اگر اس ترمیم در ترمیم کو ایوان پاس کر دے ۔ تو ہم اپنی امنڈمنٹ پر زور نہیں دیں گے ۔

Minister For Revenue : Sir, before you put the amendment for the vote of the House I may be permitted to make a statement.

Mr. Speaker : That is your privilege.

Minister For Revenue : Sir, I think this is the correct time to make a statement on the Stamp Act. I think there seems to be no difference of opinion because a Government is required not only to allocate resources but also to generate them. One of the ways, as Haji Saifullah Sahib has said, is to impose duty and one duty is the stamp duty, which is used for the validation of certain documents which were referred to by Haji Sahib and they relate to agreements, mortgage deeds, share transfers, partnership deeds, promisory notes, etc. This is what the Government is doing. In addition to that, Government is required to fulfil certain other obligations also. Industrial and commercial concerns, maintained individually or through partnership, are required to pay certain duties which are imposed by the Government and that is not being paid. For this, we had a specific instance. Sir, The Chashma Barrage Construction Company was not imposing stamp owing to which the Government had to suffer

a loss of revenues amounting to Rs. 63,000/-. Secondly, the Deputy Commissioner, Lyallpur, reported that industrial concerns in Lyallpur had also not fulfilled the obligations to impose stamps and through that particular source we had suffered a loss of duty worth Rs. 1,90,000/-.

Mr Speaker, Sir, these were the compulsions as a result of which we had to bring about this amendment. Sir, the critics had said that already too many provisions exist, but our experience, as I have indicated clearly, shows that losses are there, evasions are there and we have to play every source of evasion. This was the main concern before the Government in introducing this amendment to the Bill.

Secondly, I think, it was said that this will give, what is termed as, 'Khulli Chutti' to people to go and harass the industrial and commercial concerns. I want to assure the House that under Section 40 and 56 there are built-in provisions for providing protection to the injured parties. Section 56, to which I refer to and I am sure Haji Sahib has got a copy of it, provides for revisions by the Board of Revenue and Section 40 provides for the redress, adjudication at the level of the Deputy Collector. So, there should not be any concern about corruption coming into play.

The other concern expressed by the member was that by bringing in officers we are bringing in certain agencies which might be otherwise left free as they were before. I think what happens is that if we leave these officers as they are, they are acting without any control. We are bringing them under control under rules and regulations, as a result of which their way wardness and independence, which acts agaist public interest, will be properly controlled. I have, particularly, by accepting the amendment, shown the concern of this Government to see the end of exploitation, the end of corruption and the end of evasion of taxes because we need all the money we can have for the promotion of public works and

for the promotion of social and educational sector. At the same time, by accepting the amendment, we have said that we go alongwith you by saying that leave the small man alone because he is too small to raise any hue and cry against authoritarianism but I want to say this House that please go alongwith us. You say allocate resources for this task, allocate resources for more primary schools, allocate more resources for Medical Colleges ; we are willing to do so but please help us by generating as much resources, as much revenue as you can so that we build up this Province as a very strong one, and that happens only when we have these resources made available to us.

With these few submissions I sincerely hope that when we have shown accommodation, the learned members of the Opposition will also show accommodation and rise to cooperate with us and also help us thereby in going through this legislation quickly for saving time of this House.

Thank you very much.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! جناب وزیر محترم نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے ، میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک حکومت کے نقصان کا سوال ہے اگر اس کو بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ حقیقت میں عوام کا نقصان ہوتا ہے ، اگر لائلپور میں یا چشمہ بیراج میں نقصان ہوا تو حقیقت میں یہ عوام ہی کا نقصان ہوا. جب تک ہم وسائل مہیا نہیں کریں گے - ذرائع مہیا نہیں کریں گے تب تک ہم حکومت سے ان اداروں کے قائم ہونے کی نسبت مطالبہ بھی نہیں کر سکتے جو کہ اس ملک میں قائم ہونے چاہئیں یا اس صوبے میں قائم ہونے چاہئیں جو ترمیم در ترمیم دی گئی ہے اور بڑے چھوٹوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور زیر نکل چکا ہے تو اس لیے ہمیں یہ قابل قبول ہے اب سوال ایوان میں پیش کر دیں -

Mr. Speaker : I will now put the amendment to amendment. The question is :

That in the proposed Clause (22-A), of Section 2 of the Stamp Act, 1899, in line 6, after the word "partnership", the words "having more than twenty employees" be added.

Mr. Speaker : Next amendment by Haji Muhammad Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan : In view of the amendment accepted by the Treasury Benches, I don't wish to move any other amendment in the Bill.

مسٹر سپیکر : آپ کی ترمیم غیر مؤثر بھی ہو چکی ہے۔

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر سپیکر: اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اور یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر مال : جناب والا ! میں یہ تحریک کرتا ہوں :

کہ دی سٹیمپ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1973ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلے آئٹم پر جاتے ہیں ۔ نصف گھنٹہ کام کرلیں گے اور اس کے بعد ہاؤس adjourn ہو جائے گا ۔

وزیر مال : جناب والا ! ایک اہم کیبینٹ میٹنگ بھی ہے جو شروع ہونے والی ہے ۔ باقی کام کل کر لیں گے ۔ ویسے ایک بل ہے اگر وہ پیش کر دیا جائے تو بہتر ہوگا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس کی تحریک کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ۔ چائے کا وقفہ بھی ہو جانا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : اگر اس کی تحریک ہو جائے تو بہتر ہے ۔ وہ ایک منٹ میں move ہو جائے گا ۔

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1973)

وزیر مال : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ

برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور
لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل متحدہ
1973ء بجھنا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ
برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور
لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 18 دسمبر 1973ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

منگل ـ 18 دسمبر 1973ء

(سہ شنبہ ـ 22 ذیقعد 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس ٹاؤن ہال لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ
عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ ۚ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا كُنَّا
عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ أَوْ تَقُوْلُوْٓا إِنَّمَآ أَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً
مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

پ ۹ س ۷ رکوع ۱۱ آیات ۱۷۲ تا ۱۷۴

اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اُن کی پشتوں سے اُن کی اولاد پیدا کی۔ تو اُن سے خود اُن کے سامنے مقابلے میں اقرار کرا لیا تھا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ یہ اقرار اس لئے کرایا تھا، کہ قیامت کے دن کہیں ایسا نہ کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی۔ یا یہ نہ کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔ اور ہم تو اُن کی اولاد تھے۔ جو اُن کے بعد پیدا ہوئے تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اُس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔ اور اسی طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ یہ رجوع کریں۔

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلٰغُ ۔

سردار امجد حمید خان دستی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! کل اسلام آباد میں ایک افسوس ناک واقعہ ہوا ہے جس میں تین ایم این اے شدید زخمی ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : تین نہیں چار زخمی ہوئے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جی ہاں اور میں یہ بتا رہا ہوں کہ ان میں سے ایک آج چل بسے ہیں ۔ تو یہ اتنا افسوس ناک واقعہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اسمبلی کی کارروائی ختم کی جائے ۔ یہ اتنا بڑا واقعہ اور اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے کہ مزید کارروائی مناسب نہیں ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب سپیکر ! اس پر ہاؤس کی رائے لے لی جائے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا! اس واقعہ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا سب کو دلی طور پر صدمہ ہوا ہے اور خاص طور پر چوہدری اقبال صاحب جو وفات پا گئے ہیں اس سے اور بھی زیادہ صدمہ سب ممبران کو ہوا ہے ۔ ان کی لاش غالباً ابھی تک نہیں پہنچی اس کا ہم پتہ کر کے ممبران حضرات کو اطلاع کر دیں گے جو بھی جنازے میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ تشریف لے جا سکتے ہیں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنا مناسب نہیں ہوگا ۔ ہم سب کو دلی طور پر صدمہ ہے لیکن اسمبلی کے کام میں رکاوٹ نہیں آنی چاہیے ۔

بیگم آباد احمد خان : مرحوم کے لیے فاتحہ بھی پڑھنا ضروری ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب سپیکر! جہاں تک فاتحہ کا تعلق ہے ، پہلے بھی میں سپیکر صاحب سے یہ عرض کر چکا ہوں فاتحہ ان کے دفن ہونے کے بعد ہی پڑھی جا سکتی ہے اور جب تک وہ دفن نہ ہو جائیں یا جنازہ ان کا نہ ہو جائے اس وقت تک فاتحہ شرعی طور پر نہیں پڑھی جا سکتی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! جہاں تک جنازے میں

شریک ہونے کا تعلق ہے جناب وزیر موصوف کی اجازت کے بغیر بھی وہ لوگ جا سکتے ہیں جو جانا چاہتے ہیں ۔ انھوں نے اس میں کوئی خاص بات نہیں کی ۔ اگر واقعی اس ہاؤس کو صدمہ ہے اور یہ اس قسم کا واقعہ ہے کہ پہلے کبھی پیش نہیں آیا تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ آج کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : جو بھی ایوان کے جذبات ہیں اس میں تمام فاضل اراکین اس صدمے میں مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں اور یہ ایسا دکھ ہے کہ ہر فاضل رکن ہی کو نہیں بلکہ پاکستان کے تمام شہریوں کو بھی صدمہ پہنچا ہے ۔ قومی اسمبلی کے ہمارے ایک معزز رکن وفات پا گئے ہیں اور تین دوسرے اراکین زخمی ہوئے ہیں آج کی کارروائی ایک گھنٹہ پہلے ان کے ساتھ افسوس اور ہمدردی کا اظہار کرنے کے لیے ملتوی کر دینا مناسب ہوگی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! ہاؤس کی رائے لے لیں ۔ اس کے بعد پھر جیسے آپ مناسب سمجھیں کر لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جیسا کہ چوہدری طالب حسین صاحب نے اظہار افسوس کرنے کے لیے کہنے کی کوشش کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہونا چاہیے کہ آج کا کام اگر کل اجلاس ہونا ہے تو اس دن کر لیں گے ۔ بہر حال وزیر صاحب اس میں مصر نہ ہوں کیونکہ یہ حادثات جو ہیں یہ ایک قومی المیہ ہیں ۔ یہ زبانی کہنے سے میں سمجھتا ہوں کہ اظہار تعزیت نہیں ہو جاتا ۔ وزیر صاحب کو بھی اور بہت سے کام ہیں یہ اپنے کام نپٹا لیں گے ۔ ہمیں اس سوگوار واقعہ میں حصہ دار ہونا چاہیے ۔ اسمبلی کے اجلاس تو زندگی رہی ہوتے رہیں گے اور ہوں گے ۔ دو sittings کر لیں گے ۔ یہ کام کل پر اگر ملتوی کر دیا جائے تو مناسب رہے گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ فیصلہ معزز اراکین نے کرنا ہے ۔ میرے پاس کل اور آج صبح بھی کم و بیش بیس پچیس ممبر تشریف لا چکے ہیں جو یہ چاہتے

تھے کہ 20 تاریخ کو یعنی پرسوں اجلاس نہ ہو کیونکہ ان میں سے اکثر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانا چاہتے ہیں ۔ تاکہ وہ 20 تاریخ کو راولپنڈی پہنچ سکیں ۔ اس لیے کل تو دو اجلاس غالباً نہیں ہو سکیں گے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! جہاں تک چوہدری امان اللہ لک صاحب کا یہ فرمانا ہے کہ وزیر صاحب اس میں رکاوٹ پیدا نہ کریں ۔ غالباً ان کو یہ علم نہیں ہے کہ مرحوم میرے انتہائی گہرے ذاتی دوست تھے ۔ اس میں رکاوٹ پیدا کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ مجھے ان کی موت پر سب سے زیادہ صدمہ ہے ۔ لیکن سوال یہاں یہ ہے کہ ہمیں ان کی موت پر افسوس کا اظہار کس صورت میں کرنا چاہیے ۔ اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے اگر ہم کارروائی اجلاس کے وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ پہلے ختم کر دیں تو اس سے ہم اس جذبہ کا اظہار کر سکتے ہیں ۔ جس کا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے سے مقصود ہے ۔ ابھی تک ان کی میت بھی وہاں نہیں پہنچی اور اگر اجلاس ایک گھنٹہ پہلے ختم کر دیا جائے تو ہم میں سے اکثر وہاں ان کے جنازے میں شریک ہو سکتے ہیں اور ہم ان جذبات کا اظہار بھی کر سکتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہوگا کہ اسمبلی کی کارروائی جاری رکھی جائے اور وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ پہلے جیسے آپ نے فرمایا ہے اجلاس کو ملتوی کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب تشریف لے آئے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں کچھ دیر سے آیا ہوں اس لیے مسئلہ زیر بحث کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہو سکا ۔

مسٹر سپیکر : اسلام آباد میں جو کل حادثہ ہوا ہے اس کے بارے میں آپ نے اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ ہماری قومی اسمبلی کے چار اراکین جو صوبہ پنجاب سے ہی تعلق رکھتے ہیں زخمی ہو گئے تھے ۔ ان میں سے ایک جو میرے اور بہت سے دوسرے فاضل اراکین کے ذاتی طور پر دوست ہیں اور ہمارے اس صوبہ کے مقتدر نمائندے بھی تھے وہ اللہ میاں کو پیارے

ہو گئے ہیں تو اس کے بارے میں دو آراء تھیں ۔ ایک رائے تو یہ تھی کہ آج اجلاس فوری طور پر ملتوی کر دیا جائے اور دوسری رائے یہ تھی کہ کچھ وقت کام کر لیا جائے لیکن وقت مقررہ سے کچھ پہلے یہ ہاؤس ان کے سوگ میں ملتوی ہو جائے ۔ تو اس سلسلہ میں تجویز یہ تھی کہ اگر آج کے التوا سے کام مکمل نہ ہو سکا تو کل دو سیشن کر لیے جائیں تو میں فاضل ارکان کو یہ بتا رہا تھا کہ میرے پاس کل اور آج اس اسمبلی کے کافی اراکین آئے ہیں کہ 20 تاریخ کو وہ اسلام آباد پہنچنا چاہتے ہیں اور کل کے متعلق بھی وہ کہہ رہے تھے کہ اجلاس دو بجے کی بجائے ایک بجے یا ساڑھے بارہ بجے ملتوی کر دیا جائے تو کل کی تجویز کے پیش نظر یہ نہیں ہو سکے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! قاعدہ تو یہ ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں آپس میں مشورے کے ساتھ یہ بات طے کرتے ہیں ۔ لیکن اس وقت جو میری رائے ہے اور غالباً میرے ساتھیوں کی رائے بھی یہی ہوگی اس کے مطابق تھوڑا سا کام کر لیا جائے اور کچھ وقت کے لیے چھٹی کر لی جائے اس لیے کہ کام بہت پڑا ہوا ہے اور جمعرات ، جمعہ ، سنیچر اور اتوار چار دن چھٹی کرنی ہے جمعہ کو آپ کا کورم نہیں ہوگا ۔ جناب جمعرات کی چھٹی بالکل یقینی ہے اور سنیچر ہم forego نہیں کرنا چاہتے وہ ہمارا دن ہے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا لیکن یہ جو لیجسلیشن کا کام پڑا ہوا ہے وہ خاصا لمبا کام ہے اور وقت بھی کم ہے ۔ کیونکہ پھر عید قربانی آ رہی ہے اور اسلامی کانفرنس کی وجہ سے کچھ مصروفیتیں بھی زیادہ ہیں ۔ دوسرے فروری میں اجلاس بلانا بھی مشکل ہے اور فروری کو ان تمام بلوں کی میعاد ختم ہو رہی ہے ، جو یہاں زیر بحث ہیں وہ lapse ہو رہے ہیں اس لیے میرا خیال ہے کہ کام کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ صاحب صبح تشریف لائے تھے ۔ چار دن کے متعلق جو آپ نے فرمایا ہے یہ بھی ان کی رائے تھی اور وہ

اس کو اس طرح compensate کر رہے تھے کہ سوموار کو دو سیشن ہو جائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ٹھیک ہے جناب والا!

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب تشریف لے آئے ہیں ، میں اپنی طرف سے یہ امید کرتا ہوں کہ اب ان کی صحت پہلے سے اچھی ہوگی اور کچھ ظاہری طور پر بھی یہ بہتر نظر آ رہے ہیں ۔

I welcome him to this House and hope that he will have a very healthy future.

مخدوم سید زادہ حسن محمود : performance بھی اچھی ہو گی ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ صاحب آپ کا حلف باقی رہتا ہے ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی حلف

ارکان اسمبلی کا حلف

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : پوائنٹ آف آرڈر : جناب والا! قاعدہ کے مطابق پہلے وقفہ سوالات ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کل تشریف فرما نہیں تھے؟

میاں مصطفیٰ ظفر : کل جناب نے اس کے متعلق جو فرمایا تھا وہ میرے علم میں نہیں آیا ۔ جب میں نے علامہ صاحب سے دریافت کیا تو

انہوں نے یہ فرمایا کیونکہ سوالات وقت پر نہیں پہنچے۔ اس لیے نہیں آ سکے۔ کیا یہ حقیقت ہے؟

مسٹر سپیکر : آپ تشریف رکھیں میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں ۔ مین رولز میں revision کے متعلق سوچ رہا ہوں ۔ کیونکہ اب ہمارا سیشن تقریباً ہر مہینے ہوا کرے گا ، تو پندرہ دن کے نوٹس کی **revival** کا جو ابھی تک پروسیجر ہے اس کے مطابق 22 تاریخ تک کوئی سوال **mature** نہیں ہوگا ۔ یہ مشکل ہمیں ہر بار ہوا کرے گی تو اب اس کے متعلق میں کچھ exercise کر رہا ہوں اب یہ سیشن اسی طرح ہی گزارنا پڑے گا ۔ آئندہ کوئی نہ کوئی راستہ نکالیں گے کہ ہمارے پہلے چند روز بغیر سوالات کے نہ رہیں ۔ رات کی ایک نشست میں قائد حزب اختلاف اور ہمارے وزیر قانون تشریف فرما تھے اور میں بھی اس میں موجود تھا ۔ ہم تینوں اس بات سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ سوالات مجلس قانون ساز کا ایک بڑا لازمی اور اہم جزو ہوتے ہیں اور ہماری تینوں کی یہ خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طرح جو ٹیکنیکل مشکل پیش آ گئی ہے ، اس پر قابو پایا جائے اور آئندہ اس قسم کی کوئی صورت پیش نہ آئے کہ ہم اپنے اس اہم حق سے محروم ہو جائیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! میں عرض کرنی چاہتا تھا کہ میں نے اپنے سوالات تو بہت پہلے کے دئے ہوئے ہیں اس دفعہ تو مجھ سے دستخط بھی کروائے گئے ہیں کہ وہ اس اجلاس میں continue ہوں گے ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح وقت پر پیش نہیں ہو سکے وہ وقت پر ضرور پیش ہوئے ہیں اتنا میرے علم میں ہے ۔

شیخوپورہ کے ساڑھے چار ہزار اساتذہ کو نومبر 1973ء کی تنخواہ کی عدم ادائیگی

مسٹر سپیکر : میاں مصطفیٰ ظفر قریشی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری

مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ سیاست مورخہ 7 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق شیخوپورہ کے ساڑھے چار ہزار اساتذہ کو ابھی تک گزشتہ ماہ کی تنخواہ نہیں ملی۔ تنخواہ نہ ملنے کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ حکومت کی تنظیم نو کے تحت عہدوں کے ناموں میں رد و بدل کے باعث جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ با اختیار حکام کو اُن کے لیے عہدوں کے مقابل تنخواہوں کی ادائیگی کا اختیار نہیں ملا۔ اساتذہ دفتر کے باہر چکر لگاتے رہے۔ اس نئی صورت حال کی وجہ سے ایک ہزار تین سو اکتالیس خواتین اساتذہ کی تنخواہوں کی ادائیگی بھی نہیں ہو سکی۔ اساتذہ کا مطالبہ ہے کہ اُن کو جلد از جلد تنخواہیں دی جائیں۔ اس خبر سے صوبہ کے اساتذہ میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اس مسئلہ پر اس ایوان میں کئی دفعہ غور ہو چکا ہے کہ قومیائے گئے تمام اداروں کے لیے verification committee قائم کر دی گئی ہے اور جہاں تک اس خاص علاقہ کا تعلق ہے۔ 10 دسمبر کو verification کے بعد اُن کو تنخواہیں دی جا چکی ہیں اس لیے اس تحریک کا اب کوئی جواز باقی نہیں ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب سپیکر! اُن کو تنخواہیں مل چکی ہیں۔ بہت اچھی بات ہے، یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ اس کے بعد کوئی خاص مقصد نہیں رہتا، یہ دیکھیں کہ اس عرصہ میں اُن کو کتنی تکلیف ہوئی ہے۔ آئندہ یہ اگر کوئی کام کریں تو اس سے پہلے یہ سوچ لیں کہ دقت پیش نہ آئے۔ یہ تین چار مہینے کے بعد تنخواہ دے دینا اور کہہ دینا کہ اب تنخواہ مل گئی ہے اس درمیان کے عرصہ میں جو انہیں تکلیف پہنچی ہے۔ اس کا کون ذمہ دار ہے؟ جناب یہ یقین دلائیں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

مسٹر سپیکر : وزیر تعلیم سے وہ یہ یقین دہانی چاہتے ہیں کہ ایسے واقعات repeat نہیں ہوا کریں گے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! ہماری از حد کوشش ہے کہ کسی بھی استاد صاحب کو کسی ادارے سے کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے ، ہماری کوشش یہی ہوتی ہے ۔ جب کوائف مل جاتے ہیں ہم اُن کو تنخواہیں دے دیتے ہیں ، اور آئیندہ انشاء اللہ ایسے اقدامات کیے جائیں گے کہ اگر کسی ادارے کو ہم قومیاتے ہیں ہم اپنی تحویل میں لیتے ہیں ، تو اُس سے پہلے کوشش کی جائے گی کہ اُن کی تنخواہوں کا بھی مناسب بندوبست ہو ۔

لاہور میں رکشہ اور ٹیکسی ڈرائیوروں کا کم فاصلے کی سواری اٹھانے سے انکار

مسٹر سپیکر : ملک خالق داد خان بندیال یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 11 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں رکشہ اور ٹیکسی ڈرائیور تھوڑے فاصلے کی سواری اٹھانے سے بدستور انکار کر رہے ہیں اور رات آٹھ بجے کے بعد گلبرگ ۔ ماڈل ٹاؤن اور دیگر دور کے علاقوں کی سواری سے دوگنا کرایہ وصول کیا جا رہا ہے ۔ ابھی رکشہ اور ٹیکسی کے میٹر درست نہیں کیے گئے ڈرائیوروں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی اس خبر سے عوام میں مایوسی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! جہاں تک اس شکایت کا تعلق ہے کہ رکشہ اور ٹیکسی ڈرائیور مسافروں سے زیادہ کرایہ طلب کرتے ہیں ۔ اور اکثر اوقات چھوٹے سفر کے لیے سواریاں لیجانے سے انکار کرتے ہیں ۔ ایسی شکایات گورنمنٹ کے پاس آئی ہیں کہ اکثر رکشہ ٹیکسی ڈرائیور ایسی حرکات کرتے ہیں ۔ ناجائز تکالیف دیتے ہیں ۔ چنانچہ اس پر

ٹریفک پولیس کو ہدایت کی گئی ہے - اور انہوں نے ہر جگہ پر بے انتہا چھاپے مارے - جہاں کہیں بھی کوئی شکائیت ملی اُن کے خلاف ایکشن لیا گیا - اور انہوں نے ہر قسم کی خود چکنگ کی کہ کہیں کوئی رکشہ یا ٹیکسی ڈرائیور زیادہ کرایہ تو نہیں طلب کر رہا یا اُن کے میٹر قانون کے مطابق چل رہے ہیں - اب آپ محسوس کریں گے کہ جب تک عوام کی طرف سے پورا تعاون نہیں ہوگا - گورنمنٹ کی مہم پوری طرح سے کامیاب نہیں ہو سکتی - اس لیے کہ جب تک کوئی سواری کسی رکشہ ٹیکسی ڈرائیور کے خلاف کسی ٹریفک پولیس کے پاس شکائیت نہیں کرے گی کہ فلاں ٹیکسی یا رکشہ ڈرائیور نے انہیں خالی ہونے کے باوجود لے جانے سے انکار کیا ہے - یا اُن سے زیادہ کرایہ طلب کیا ہے - اس وقت تک یہ مہم کامیاب نہیں ہو سکتی - اور مجھے امید ہے کہ عوام اس سلسلہ میں حکومت سے تعاون کرے گی - جہاں تک حکومت کا تعلق ہے حکومت انتہائی کوشش کر رہی ہے کہ رکشہ اور ٹیکسی ڈرائیوروں کی وجہ سے عوام کو تکالیف نہ ہوں - اور مناسب کرایہ رولز کے مطابق وصول کریں اور کسی سواری کو ایجانے سے انکار نہ کریں - میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ اس امر سے پوری طرح واقف ہے کہ اکثر سواریوں کو اس قسم کی تکلیف ہوتی ہے - اس سلسلہ میں بہت سے رکشہ ٹیکسی ڈرائیوروں کا چالان بھی کیا گیا ہے - اگر وہ چاہیں تو میں انہیں تعداد بتا سکتا ہوں - گورنمنٹ ہر ممکن کوشش کر رہی ہے - میں سمجھتا ہوں اس کے پیش نظر فاضل ممبر اس تحریک کو press نہیں کریں گے -

ملک خالق داد خان پنڈیال : میں اسے پریس نہیں کرتا -

سالٹ ڈیلر شپ سسٹم کو ختم کر کے آبادی کے لحاظ سے نمک کی تقسیم کا بندوبست کرنا

مسٹر سپیکر : میاں مصطفٰے ظفر قریشی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری

مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروئی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ 8 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق ملک غلام حسین خان ۔ جنرل سیکرٹری ویسٹ پاکستان سالٹ مائینرز لیبر یونین کھیوڑہ نے نمک کی فروخت پر چند سالٹ ڈیلروں کی مکمل اجارہ داری کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے اور کہا ہے کہ سالٹ ڈیلر شپ سسٹم ختم کر کے آبادی کے لحاظ سے نمک کی تقسیم کا بندوبست کیا جائے ۔ اپنے مقرر کردہ ڈپوؤں کی معرفت تقسیم کا فوری اہتمام کرے ۔ کیونکہ صرف اس طریقہ سے ہی سالٹ ڈیلروں کی مصنوعی پیدا کر دہ نمک کی قلت اور قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو روکا جا سکتا ہے ۔ کارپوریشن نے صرف لاہور اور شاہدرہ میں تقریباً اڑھائی صد نام نہاد ڈیلروں کو اسٹاکسٹ مقرر کر رکھا ہے جنھیں کارپوریشن کی خصوصی ہدایت پر ہر ماہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ من نمک سپلائی کیا جاتا ہے حالانکہ یہ مقدار آبادی کی ضرورت سے کئی گنا زیادہ ہے ۔ یہ نام نہاد ڈیلر اپنا سارا نمک مغربی پاکستان کے اضلاع کو بلیک کر دیتے ہیں دوسری طرف نمک کی قلت کا شور مچا کر دیگر اضلاع کا کوٹہ ہضم کر جاتے ہیں ۔ جنھیں مجبوراً لاہور سے منہ مانگی قیمت پر نمک خرید کر اپنے ضلع کے لیے لے جانا پڑتا ہے ۔ کارپوریشن کی غلط پالیسی کی وجہ سے سات ڈیلر لکھ پتی بن گئے ہیں مگر 700 غریب مائنر جو صدیوں سے پشت در پشت اس صنعت سے وابستہ ہیں جنہوں نے 1951-52ء میں 17 لاکھ من سے بڑھا کر 63 لاکھ من تک نمک کی پروڈکشن کر دی ہے کے بچوں کو دو وقت کے لیے خشک روٹی بھی بہم نہیں پہنچ رہی ۔ اس خبر سے مزدور برادری میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : یہ ٹھیک ہے جناب والا ! نمک کی قیمتیں بہت بڑھ گئی تھیں ۔ بلکہ بعض جگہوں پر 30 روپے من نمک فروخت ہو رہا تھا ۔ اس پر صوبائی حکومت نے نمک سٹاک ڈیلرز اور دوکانداروں کو طلب کر کے ان کے خیالات سنے اور اس طرح ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی سے

بھی رابطہ قائم کر کے یہ جاننے کی کوشش کی کہ نمک کی قیمتیں اتنی کیوں بڑھ گئی ہیں ۔ جناب والا! واقعہ یہ ہے کہ بہت سے ایسے اشخاص جو دراصل نمک کا کاروبار نہیں کرتے ۔ نہ تو وہ نمک کے سٹاکسٹ ہیں اور نہ ہی وہ retail shopkeeper ہیں اُن کو نمک کی ایجنسیاں دی گئی ہیں ۔ اس حکومت کے آنے سے پہلے بے پناہ لوگ ایسے ہیں جن کے پاس ایسی ایجنسیاں ہیں ۔ جو لوگ خود نمک کا کام نہیں کرتے اور نمک کی ویگن جب ریلوے سٹیشن پر پہنچتی ہے تو وہاں پر ان کا سودا کر لیتے ہیں اور منہ مانگی قیمت پر لوگوں کو فروخت کرتے ہیں ۔ چنانچہ اس سلسلے میں جب دریافت کیا گیا ۔ تو یہ پتہ چلا کہ گورنمنٹ fixed price نمک کی ابھی تک 1.20 روپیہ فی من ہے ۔ جو وہاں سے جاری کرتی ہے ۔ اس پر 50-2 روپے فی من ایکسائز ڈیوٹی ہے چنانچہ 70-3 روپے گورنمنٹ کی issue price ہے ۔ وہاں پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کے سٹیشن پر اس پر آپ transportation charges لگائیں تو سات ، آٹھ روپے فی من سے کہیں زیادہ نمک بکنا نہیں چاہیے ۔ اس سلسلہ میں جناب والا! حکومت نے stockists کو جو دراصل نمک کا کاروبار کرتے ہیں اور retail shop-keepers کو یہ کھلی offer دے رکھی ہے کہ آپ اگر جانتے ہیں کہ ان ایجنٹوں کو جو نمک کا کاروبار کرتے ہیں ۔ سابقہ حکومتوں نے انہیں ناجائز فائدہ پہنچانے کے لیے ۔ سیاسی رشوت دینے کے لیے ان کے نام ایجنسیاں کی ہوئی ہیں ۔ تو اس سے بہتر صورت یہی ہو سکتی ہے کہ آپ اپنی کوئی کوآپریٹیو سوسائٹی بنا لیں ۔ گورنمنٹ آپ کو یقین دلاتی ہے کہ ہر ضلع میں جتنا نمک درکار ہوگا ۔ fixed price پر ان کو پہنچایا جائے گا ۔ اس سلسلہ میں stockists اور retail shop-keepers سے مزید meetings بھی ہو رہی ہیں ۔ اور ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ نمک کے جو bogus agents ہیں ، ان کی agencies کو منسوخ کریں ۔ صحیح نمک کے ڈیلرز جو کہ نمک کے stockists ہیں ۔ اور shop-keepers ہیں ۔ ان کے ذریعے عوام کو نمک سپلائی کیا جاوے ۔ ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں تقسیم ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔ اور جب تک

اس کی تقسیم کا صحیح صورت میں انتظام نہ کیا جاوے ، وہ ایک نئی مصیبت کھڑی کر سکتی ہے - چنانچہ اس سلسلہ میں مزید غور ہو رہا ہے - اور جب کوئی اچھا ڈسٹری بیوشن سسٹم ہو جائے گا تو اس کے ذریعے ہم نمک کی سپلائی عوام کو کریں گے - اور یہ جو نمک کے ایجنٹس ہیں جن کو سیاسی طور پر یا رشوت کے طور پر agencies ملی تھیں - وہ تمام کے تمام cancel کر دی جاویں گی - اور اس طرح سے نمک کی prices میں یہ جو بے پناہ اور بلا وجہ اضافہ ہوا ہے - جس کا کوئی جواز نہیں ہے - وہ کنٹرول میں آ جاوے گا - اب اس اقدام کے بعد - گو ابھی تک وہ ایجنٹس برقرار ہیں - اور وہ agencies قائم ہیں - لیکن .P.I.D.C سے سپلائی کی حالت بہتر بنا دی گئی ہے - اس میں ایک اور پہلو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے - کہ سیلاب کی وجہ سے ہمارا تمام transportation system ، disturb ہو کر رہ گیا تھا - اور نمک ایک ایسی چیز ہے جو صرف ریلوے ہی کے ذریعے عوام تک پہنچایا جاتا ہے - دوسرے شہروں میں اس کی سپلائی کی جاتی ہے - اور کچھ اور رکاوٹیں بھی اس قسم کی تھیں کہ بہت سی ریلوے ویگن چونکہ کراچی کی طرف fertilizers اور دوسری چیزیں لانے کے لیے بھیجی جاتی تھیں - اس وجہ سے بھی عارضی طور پر نمک کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے - اب نمک کی قیمتیں پوری طرح ہمارے کنٹرول میں ہیں - اور کہیں بھی ایسی شکایت نہیں ہے کہ بے پناہ اضافہ یا ناجائز منافع کما کر نمک فروخت کیا جا رہا ہو - اس کے باوجود ہم بہت جلد ایک نیا ڈسٹری بیوشن سسٹم ایجاد کر رہے ہیں - جس سے نمک کی قیمت بالکل اعتدال پر رکھی جا سکے گی -

میاں مصطفیٰ ظفر : پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ! نمک کا یہ کاروبار غالباً بہت پرانا تھا - یہ سسٹم بھی بہت پرانا تھا - اور صرف یہ کہہ دینا کہ ہم پچھلی گورنمنٹ کی ان تمام ایجنسیوں کو ختم کر رہے ہیں ، اس سلسلہ میں جو کچھ وزیر موصوف نے فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے - یہ کہنا کہ سابقہ حکومتوں نے بعض stokists کو فائدہ پہنچانے کے لیے ایجنسی بنائے تھے - یا یہ ان کے کوئی خاص عزیز و اقارب میں سے تھے -

تو میرے خیال میں عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا کہ ایک حکومت کے ایجنٹ ختم ہو جاویں ۔ اور دوسری حکومت یعنی موجودہ حکومت کے ایجنٹس ان کی جگہ لے لیویں ۔ اگر تو یہ کوئی کنبہ‌پروری کی وجہ ہے تو یہ اور بات ہے ۔ تو میرے خیال میں یہ اب بھی نہیں ہونی چاہیے ۔ کیونکہ اس تحریک کے دوسرے حصے میں جناب یہ دیکھیں گے کہ اس میں انہوں نے یہی الزام لگایا ہے کہ لاہور کارپوریشن کے چند لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے یہ کچھ کیا گیا ہے ۔ میرے خیال میں اس کے متعلق بھی وہ اگر کوئی لفظ کہہ دیویں ۔ تو پھر اس کے بعد میری کچھ تسلی ہو جاوے گی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی طرف سے یہ تجویز تھی کہ نمک کو حکومت کے اپنے مقرر کردہ ڈپوؤں کی معرفت تقسیم کیا جاوے ۔ ابھی تک انہوں نے اس کی تائید نہیں کی ہے ۔

The hon'ble member wants an anssurance that their agencies will not be used for political favour.

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! اگر گورنمنٹ نے political favour کرنا ہوتا ۔ تو یہ گورنمنٹ بھی لوگوں کو نمک کی ایجنسیاں دیتی ۔ ہم تو ان لوگوں کی ایجنسیز کو بھی cancel کرنا چاہتے ہیں جن کو سابقہ حکومتوں کی طرف سے poiltical favour کے طور پر agencies دی گئی تھیں ۔ ہم نے تو stokists کو اور جو retail shop-keepers ہیں ۔ ان کو کھلی offer دی ہے ۔ کہ ہم کسی اور کو نمک کی agencies دینے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ آپ اپنی co-operative society بنا لیں ۔ ہم fixed rate پر جتنی مقدار میں وہ چاہیں ۔ ان کو نمک provide کر سکتے ہیں ۔ گورنمنٹ کے پاس نمک کی کوئی کمی نہیں ہے ۔ P.I.D.C. کے پاس نمک موجود ہے ۔ اور وہ جتنا چاہیں ان کو supply کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ کیا وزیر موصوف یہ بھی مزید فرما دیں گے کہ گورنمنٹ یہ بھی سوچنے کے لیے تیار ہے کہ آئندہ جو پرمٹ سسٹم ہے ۔ بالکل ختم کیا جاوے ۔ اور اس بزنس کو کھلا کر دیا جاوے؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال اس تحریک التوا میں پیدا نہیں ہوتا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں نے تو یہ پوائنٹ آف انفارمیشن کے طور پر مانگا ہے ۔ اور انفارمیشن تو میں لے سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 31 ۔

سید تابش الوری : جناب والا! میری ایک تحریک pending ہے جو آپ نے بڑے دنوں سے defer کی ہوئی ہے ۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو وہ take up کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری طالب حسین صاحب ۔ کیا آپ کو تحریک التوا مل گئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جی ہاں ۔ میں محکمہ متعلقہ سے اطلاع حاصل کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : پھر وہ کل لے لیں گے ۔ امیر عبداللہ خاں صاحب! چوہدری طالب حسین صاحب کہہ رہے ہیں کہ محکمہ متعلقہ سے اطلاع حاصل کرنے کے بعد آپ کو جواب دے سکتے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اچھا جی ۔

نائب تحصیلدار حلقہ قائد آباد کی طرف سے بغیر سود کے تقاوی قرضوں کی تقسیم میں دھاندلی

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو

زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ جمہور ، مورخہ 12 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق نائب تحصیلدار حلقہ قائد آباد نے بغیر سود کے تقاوی قرضوں کی تقسیم میں دھاندلی کر کے غریب عوام کی حق تلفی کی ہے ، اور قرضہ سرمایہ داروں اور جاگیر داروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے یا اُن افراد کو دے دیا گیا ہے جنہوں نے نائب تحصیلدار کو حصہ دیا ہے۔ اترا میں پٹواریوں نے باقاعدہ اعلان کیا ہے کہ جو شخص قرضوں میں سے صرف سو روپیہ حصہ ادا کرے گا ، صرف اس کو قرضہ ادا کیا جاوے گا ، اسی طرح محکمہ کے اہلکاروں نے بغیر سود کے قرضہ کی سہولت کو ختم کر کے غریب عوام سے ہزاروں روپیہ بٹور لیا۔ بعض کواپریٹو سوسائٹیز پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا قبضہ ہے ، وہ حکومت کی جانب سے قرضوں کی سہولت کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ نائب تحصیلدار از حلقہ قائد آباد کو معطل کر کے بغیر سود کے قرضوں ، تقاوی قرضوں کی تقسیم میں ہونے والی دھاندلیوں کی حکومت تحقیقات کر کے غریب عوام کی حق تلفیوں کا ازالہ کیا جاوے۔ اس خبر سے کاشتکاروں میں مایوسی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر مال : جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ نائب تحصیلدار قائد آباد نے 35000 (پینتیس ہزار) روپیہ کے تقاوی قرضے تقسیم کیے ہیں۔ جن میں سے پانچ ہزار روپے ٹیوب ویل کی repairs کے لیے دس ہزار روپے Purchase of Bullocks کے لیے اور بیس ہزار روپے seed اور fertilizers کے لیے ہیں۔ یہ تمام کوائف جو میں دے رہا ہوں یہ ہمیں ڈی۔ سی سرگودھا نے مہیا کیے ہیں ، اور انہوں نے ہمیں ابھی تک جو بتایا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی بھی دھاندلی نہیں ہوئی ہے ، ہم نے خود اب اُن سے لسٹ مانگی ہے جو ہمیں سات دن کے اندر مل جائے گی ، اور اگر معزز رکن چاہیں گے تو ہم اس لسٹ کو ایوان کی میز پر رکھ دیں گے تاکہ یہ کوائف ایوان کے سامنے آ جاویں۔ ہماری از حد کوشش یہ ہوگی ، کہ چھوٹی parties جو ہیں ، جن کو تقاوی loans چاہییں ، اور جن کے لیے یہ خاص طور پر

مختص کئے جاتے ہیں ، ان کو ignore نہ کیا جاوے ۔ ان کوائف کے بعد مجھے اُمید ہے ، کہ معزز رکن اپنی تحریک کو press نہیں کریں گے ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! میں نے اس تحریک میں موضع اترا کا ذکر کیا ہے جو کہ قائد آباد کے بالکل قریب واقع ہے اس کا وزیر موصوف نے جواب نہیں دیا ہے ، وہ اگر اس کی وضاحت کر دیویں ، تو میری تسلی ہو سکتی ہے ۔

وزیر مال : میں نے عرض کیا ہے کہ ہم اس ضمن میں پوری رپورٹ مانگ رہے ہیں اور انکوائری کرنے کے بعد اطلاع دی جائے گی ۔

مرزا فضل حق : پھر اس کو پنڈنگ فرما دیں جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

میونسپل ڈگری کالج بورے والا کے طالبعلموں کا پرنسپل کو تبدیل نہ کرنے پر کلاسوں کا بائیکاٹ

مسٹر سپیکر : میاں مصطفیٰ ظفر قریشی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مساوات مورخہ 12 دسمبر 73ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق میونسپل ڈگری کالج بورے والا کے طالبعلموں نے گزشتہ روز بھی پرنسپل کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا اور کلاسوں کا بائیکاٹ جاری رکھا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ جب تک بورے والا کالج کے پرنسپل ایم ۔ کے ۔ نعیم کو تبدیل نہیں کیا جاتا کلاسوں کا بائیکاٹ جاری رہے گا ۔ طلبا کی یونین کے عہدے داروں نے الزام لگایا کہ انہوں نے کالج میں کرائے کے غنڈے بلا کر کالج کا پر امن تعلیمی ماحول تباہ کر رکھا ہے ، پرنسپل کے

ایما پر چند طالب علم اور غنڈے کالج میں آزادانہ چاقو اور پستول لے کر پھرتے ہیں اور انہوں نے طالبعلموں کو بے دردی سے زد و کوب کیا ہے۔ پرنسپل پر کالج کے فنڈ خرد برد کرنے کا الزام ہے ، اس خبر سے طالب علم برادری میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا! یہ خبر کہ بورے والا کالج کے لڑکوں کی کثیر تعداد نے کالج کے پرنسپل کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور پرنسپل نے کرایہ کے غنڈے منگوا کر طلبا کو زد و کوب کیا ہے ، جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کے بارے میں تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے اور ڈائریکٹر تعلیمات ملتان کی رپورٹ موصول ہونے پر کارروائی کی جائے گی ، اس یقین دہانی کے بعد مجھے امید ہے کہ یہ تحریک پریس نہیں کی جائے گی -

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا! ویسے یہ رواج سا بن گیا ہے کہ تحریک التوا آتی ہیں اور وہ پریس نہیں ہوتیں -

مسٹر سپیکر : آپ کا بھی تو مطالبہ ہے کہ انکوائری کرائی جائے۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! اس سلسلے میں پرنسپل صاحب خود مان چکے ہیں کہ کالج کے تمام طلباء نے احتجاجاً جلوس نکالا ، تو میری گزارش یہ ہے کہ انکوائری بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہے اور ان کو تبدیل بھی کر دیا جائے۔ اگر انکوائری ان کی موجودگی میں ہوئی تو یقیناً وہ اس پر اثر انداز ہوں گے طریقہ تو جناب والا! یہی ہونا چاہیے کہ انکوائری کے دوران ان کو تبدیل کر دیا جائے۔ عام طور پر یہ بھی ہوتا ہے کہ معطلی کے احکامات دے دیئے جاتے ہیں ازاں بعد انکوائری ہوتی رہتی ہے۔ وہ اس لیے کہ متعلقہ افسر کی موجودگی میں جس کے خلاف انکوائری ہو رہی ہو وہ کہیں اس پر اثر انداز نہ ہو جائے۔

مسٹر سپیکر : انکوائری ہوگی اور جب رپورٹ آئے گی تو ایکشن لیا

جائے گا ۔ جب تک کوئی خاص الزام اُن کے خلاف ثابت نہ ہو ایکشن کیسے لیا جا سکتا ہے ، یہ ڈسپلن کی بات ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا! الزام تو عائد کر دیا گیا ہے اور انکوائری بھی ہو رہی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! صرف شور و غوغا کی بنا پر میں کالج کے پرنسپل کو تبدیل نہیں کروں گا ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان کے اراکین کو چاہیے کہ وہ اصل چیز کی طرف توجہ فرمائیں ۔ طلباء کا اصل کام پڑھنا ہے ۔ طلباء کو چاہیے کہ وہ پڑھیں ، کون پڑھاتا ہے یہ دوسری بات ہے ۔ جو الزامات عاید کئے گئے ہیں ہم ان کی تحقیقات کروا رہے ہیں ۔ تحقیق تک یہ مطالبہ کرنا کہ ان کو معطل کیا جائے یا ان کے خلاف ایکشن لیا جائے ، یہ اچھی بات مجھے محسوس نہیں ہوتی کہ اس پر کچھ پریس کیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب وزیر محترم کے ارشادات کا خلاصہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ انکوائری شروع کرائی گئی ہے اور رپورٹ آنے پر ایکشن لیا جائے گا ۔ اگر طلباء کے الزامات درست ہوں تو ایکشن لیا جائے گا اگر درست نہ ہوں گے تو نہیں لیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر تعلیم کے بیان کے پیش نظر اس تحریک التوا پر زور نہیں دیا جاتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! آپ کی اجازت سے میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ایک نہایت اہم قسم کی تحریک التوا محکمہ بحالیات سے متعلق ہے ۔ اور محکمہ نے بہاول پور میں پوری بستی راماں Evacue property declare کر دیا ہے اور جس آدمی کو وہ جگہ دی گئی ہے وہ بہت بدنام زمانہ آدمی ہے ۔ اس نے لوگوں سے مکان خالی کرانے شروع شروع کر دئے ہوئے ہیں ۔ اس کا نوٹس فاضل وزیر صاحب موصول کر

لیں جب دوبارہ اجلاس منعقد کیا جائے تو اس کے دوران اس کا جواب ہو جائے ۔ کیونکہ 15 دن کے اندر اس کی کنفرمیشن ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : اس تحریک التوا نمبر 50 کا نوٹس چودھری طالب حسین صاحب کو موصول ہو چکا ہے ۔

پنجاب یونیورسٹی کے بی ۔ اے بی ۔ ایس ۔ سی کے نتائج کے گزٹ کی کم تعداد میں اشاعت سے بیشتر طلباً کو نتائج معلوم کرنے میں دشواری

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان ٹائمز میں شائع شدہ خبر مورخہ 7 دسمبر 1973ء کے مطابق پنجاب یونیورسٹی کے بی ۔ اے ۔ بی ایس ۔ سی کے نتائج کا اعلان ہو جانے کے باجود بیشتر طلباً ہر وقت اپنے نتائج کے متعلق معلومات حاصل نہ کر سکے اور انہیں بے حد پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ۔ کیونکہ امسال یونیورسٹی نے نتیجہ کے گزٹ کی انتہائی محدود تعداد میں کاپیاں شائع کرائیں جو طلباً کو دستیاب نہ ہو سکیں اور وہ نتیجہ معلوم کرنے کے لیے اخبارات کے دفاتر اور یونیورسٹی کے کنٹرولر امتحانات کے دفتر کا چکر لگاتے رہے اور مارے مارے پھرتے رہے ۔ یونیورسٹی کے متعلقہ حکام کی اس لاپرواہی ۔ سرد مہری اور نااہلی کی بناء پر عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! پیشتر اس کہ وزیر صاحب اس کا جواب دیں اسی قسم کی ایک تحریک التوا اور ہے جس میں بتایا گیا ہے

کہ جب ایک لڑکے نے 1970ء میں امتحان دیا اور سن 1973ء تک بھی نتیجہ اس کے ہاتھ میں نہیں پکڑایا تھا -

مسٹر سپیکر : وہ تو ایک خاص کیس ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ قصہ سارے امتحانات کے منعقد کرنے کا ہمارے زیر غور ہے - جس دن یہ خبر ہم نے پڑھی تھی تو ہم نے یونیورسٹی کی طرف رجوع کیا تھا - کوائف ان سے مانگے تھے اور تحقیقات کرانے کے لیے کہا تھا - ابھی تک ہمیں ان کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی - میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امتحانات کا تمام طریق کار جو ہے اس کے متعلق حکومت نے بورڈز اور یورنیورسٹیوں کو کہا ہے کہ وہ اس کے متعلق ایک گائیڈ چھپوائیں ایک شیڈول بھی بنائیں اور اس کے مطابق عمل کریں تا کہ نئے طلبا اور ان کے والدین کو اس کے متعلق کوئی تکلیف نہ ہو - جہاں تک اس مخصوص کیس کا تعلق ہے اس کی رپورٹ ابھی تک ہمارے پاس نہیں پہنچی -

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو اسے پینڈنگ رہنا چاہیے اس شرط کے ساتھ کہ کوئی حد بھی ہونی چاہئے - میں پوچھتا ہوں کہ تحقیقات کیوں مکمل نہیں ہوئی اور کیوں رپورٹ ابھی تک نہیں پہنچی ؟

مسٹر سپیکر : کیا آپ کو کچھ وقت درکار ہے ؟

وزیر تعلیم : میرا خیال یہی ہے اگر کچھ وقت مل جائے تو ہم اس کیس کی نسبت بتا سکیں گے -

مسٹر سپیکر : اسے پنڈنگ رکھا جاتا ہے -

بہاول پور کی نواحی بستی راماں کا نیلام اور خریدار زمیندار کی طرف سے مقیم باشندگان کو بیدخلی کا حکم

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو

زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مغربی پاکستان مورخہ 13 دسمبر 1973ء کے مطابق بہاول پور شہر کی نواحی بستی رامان کو چند روز قبل متروکہ املاک ظاہر کر کے نیلام کر دیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں سالہا سال سے آباد اس قدیم ترین بستی کے ہزاروں غریب افراد کے بے خانمان ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ نیلامی کے فوراً بعد بستی کے خریدار زمیندار نے بستی کے باشندگان کو بیدخلی کا حکم صادر کر دیا ہے۔ بستی کے سینکڑوں باشندوں نے اس صورت حال کے خلاف مقامی انتظامیہ کے سامنے سخت احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ اس بڑھتے ہوئے اضطراب کو ختم کرنے کے لیے اس نیلامی کو فی الفور منسوخ کیا جائے۔

اب تحاریک التوا کو لیے ہوئے 30 منٹ ہو گئے ہیں۔ اس کو میں اگلے روز لوں گا۔ وزیر متعلقہ کو اس کا نوٹس مل چکا ہے اور انہوں نے اس کو allow کر دیا ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! جو سوالات بہت پہلے دیئے ہوئے ہیں ان کے متعلق تسلی نہیں دی گئی اور نہ چیمبر میں آنے کے لیے مجھے کہا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ نے توجہ نہیں کی۔ renewal notice کے بعد 15 دن شروع ہوتے ہیں۔ تو یہ ٹیکنیکل مشکل در پیش ہے جس کو دور کرنے کے لیے ہم ذکر کر رہے تھے۔

میاں مصطفیٰ ظفر : اس سے جناب والا کیا مراد ہے ؟

مسٹر سپیکر : پرانا سوال lapse کر گیا تھا اب یہ نیا آیا ہے اور اس کا نوٹس اس مہینے کی سات تاریخ کو موصول ہوا ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر : مختلف سوالات ہیں۔ اس میں کچھ ایسے ہیں جن کا نوٹس 15 دن کا ہو چکا ہے اور سیشن کے دوران آئے تھے وہ فہرست

سوالات میں شامل نہیں ہوئے تھے - میں نے جب renewel notice دیا تھا تو میری طرف سے نوٹس آ گیا -

مسٹر سپیکر : پچھلے سیشن کے تو lapse کر گئے ہیں -

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا! وہ تو ٹھیک ہے لیکن جب میرے دوبارہ دستخط کرائے گئے تو ان کے نوٹس شروع ہو گئے - اس لیے یہ اس سیشن میں آنے چاہئیں - اور جو اس سیشن کے لیے میں نے 15 دن کا نوٹس دیا ہوا تھا - اس کے لیے دوبارہ نوٹس نہیں ہونا چاہیے -

مسٹر سپیکر : یہ ہو سکتا ہے کہ آج اس محکمہ کا دن نہیں ہوگا - اور اس کے مطابق وہ سوالات نہیں آ سکتے -

میاں مصطفیٰ ظفر : ٹھیک ہے -

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک اور اہم تحریک التوا کا نوٹس لے لیں جو 70 نمبر پر ہے - اور وہ مختار رانا کی جیل میں شدید علالت سے متعلق ہے - چونکہ یہ مسئلہ فوری نوعیت کا حامل ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ آج ہی اس کا نوٹس لے لیں -

مسٹر سپیکر : کل لے لیں گے اور میں اس کو پڑھ بھی لوں گا۔

Minister for Education and Revenue : Point of order Sir. Before the hon'ble Member takes up the amendment, I have a statement to make on the proceedings of yesterday because it is of public interest and I should be allowed to clarify certain things.

Sir, the statement I am going to make concerns two items which appeared in some papers :-

(a) adjournment motion concerning nationalization of schools; and

(b) the Amending Bill that was passed yesterday.

Sir, with regard to nationalization of missionary schools, the statement that I made was that a reference has been made

to the Central Government who would be taking a decision. The news-item that I have seen in some of the newspapers gives the impression as if the decision has already been taken. I wanted to correct this impression.

Regarding Stamp (Punjab Amendment) Act, there seems to be some impression created by the news that stamp-duty will not be paid by concerns who employ less than 20 employees: Now, that is not the position. The bill concerned only with plugging of evasion of stamp duty. I want to clarify it that no one has been exempted. Only the plugging of evasion has been introduced in such a manner that those who employ less than 20 employees, will not be brought under the new inspectorate system. With that statement, I thank you very much.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1973ء)

(بحث جاری)

مسٹر سپیکر : اب مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے 15 مارچ 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Thal Development (Amendment) Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 1974.

Minister for Revenue : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے 15 فروری 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Thal Development (Amendment) Bill. 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1974.

Minister for Revenue : I oppose it Sir.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے۔ مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدین ہدایات سپرد

کر دیا جائے کہ وہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں اپنی رپورٹ 15 فروری 1974ء تک پیش کرے :—

(1) علامہ رحمت اللہ ارشد
(2) ملک خالق داد خان بندیال
(3) جناب تاج محمد خان زادہ
(4) سید تابش الوری
(5) جناب شوکت محمود
(6) شیخ عزیز احمد
(7) جناب محمد حنیف نارو
(8) بیگم آباد احمد خان اور
(9) حاجی محمد سیف اللہ خان (محرک)

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the Thal Development (Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th February, 1974 :—

(1) Allama Rehmatullu Arshad.
(2) Malik Khaliq Dad Khan Bandial
(3) Mr. Taj Muhammad Khanzada.
(4) Syed Tabish Alwari.
(5) Mr. Shaukat Mahmood.
(6) Sh. Aziz Ahmad.
(7) Mr. Muhammad Hanif Naru.
(8) Begum Abad Ahmad Khan, and
(9) Haji Muhammad Saifullah Khan (The mover).

Minister for Revenue : I oppose it Sir.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کیا مجھے اجازت ہوگی کہ میں پرنسپلز کو بھی ساتھ ہی ڈسکس کر لوں -

مسٹر سپیکر : اجازت ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج یہ مسودہ قانون جو ترمیم ترقیات تھل کے نام سے اس ایوان میں منظور کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے - اس کے بارے میں ، میں یہ کہوں گا کہ یہ ترمیم تھل ڈویلپمنٹ میں کسی قسم کی بہتری یا اس کی ترقی یا اس کی کسی خامی کو دور کرنے کے لیے نہیں کی جا رہی - بلکہ جہاں تک جناب والا ! میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ کہ آج کا موجودہ ترمیمی بل جو سید ہے سادھے انداز میں اس اصل ایکٹ میں ایک ترمیم کی شکل میں پیش کیا گیا ہے - فی الحقیقت اس تھل ڈولپمنٹ اتھارٹی کو liquidate کرنے کے لیے کیا گیا ہے - اور وہ ادارہ جو آج سے قریباً چوبیس سال قبل یعنی 1949ء میں تھل کی ترقی کے لیے ریگستانوں کو گلزار بنانے کے لیے اور ریت کے ٹیلوں کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا یہ حکومت بجائے اس کے کہ اس ادارے کی چوبیس سال کی خامیوں کو دور کرتی یا حکومت اس امر کی طرف توجہ دیتی کہ اس اتھارٹی نے کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے - کس حد تک تھل کی ترقیات میں حصہ لیا ہے یا کس حد تک انہوں نے اس علاقہ کو سر سبز و شاداب بنایا ہے - جناب والا ! انہوں نے جو کچھ سوچا - کوئی ترمیم دی یا کوئی اصلاح کرنے کی کوشش کی تو وہ اس غرض سے کی کہ یہ ادارہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے - جناب والا ! اس سے بہتر ہوتا کہ اگر حکومت ان zig zag سے - اس قسم کے ہیر پھیر سے اس قسم کی ترمیم لا کر اس ادارے کو ختم کرنے کی ضرورت محسوس کر چکی ہے کہ یہ ادارہ قطعی طور پر ناکام ہو چکا ہے - یہ ادارہ اب کام کرنے کے قابل نہیں رہا یا اس ادارے نے ماضی میں کوئی کام نہیں کیا تھا یا حکومت اس کی اصلاح کرنے میں قطعی طور پر ناکام رہی ہے تو وہ سیدے سادے انداز میں

Thal Repeal Act کے نام سے اس ایوان میں بل پیش کرتی اور اسے منظور کراتی تاکہ ہمیشہ کے لیے اس ادارے کو جو کہ ایک سہانے خواب کی طرح ، جو کہ ایک سہانے نعروں کی طرح اور سہانے وعدوں کی شکل میں اس ایوان میں 1949ء میں پیش کیا گیا تھا ـ ختم کرنے کا سہرا اس حکومت کے سر ہوتا یہ سیدھے سادھے انداز میں آ جاتا ـ اس چیز کی انہیں جرأت نہیں ہوئی اور ہوئی ہے تو اپنے معمول کے مطابق ـ اپنے طریقۂ کار کے مطابق اس کو ختم بھی کیا جا رہا ہے اور یہ تأثر بھی دیا جا رہا ہے کہ ہم اسے ختم نہیں کر رہے بلکہ اس کی اصلاح کے لیے یہ ترمیم پیش کر رہے ہیں ـ جناب والا ! اپنے اس معروضے کی روشنی میں میں اس کو اس وقت ثابت کروں گا ـ جس وقت یہ ترمیمات زیر غور آئیں گی ـ اب ان پرنسپلز کو بحث میں زیر غور لانا مناسب نہیں ہوگا ـ جناب والا ـ میری آپ سے اتنی گذارش ہے کہ آخر کس ادارے کو ختم کیا جا رہا ہے ـ کس ادارے کے لیے اس ترمیم کی رو سے ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیار دیے جا رہے ہیں کہ وہ چاہے تو تمام تر جائداد dispose of کر دے یا چاہے تو تمام تر اثاثوں کو ختم کر کے اس ساری اتھارٹی کو liquidate کر دے ـ اور جو کچھ بچے کھچے وہ حکومت کے خزانے میں جمع کر کے اپنا بستر بوریا سمیٹ کے اس ادارے کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر کے وہ واپس میں آ جائے ـ

یہ بل آج ہم سے اسی طرح پاس کرانے کے لیے اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے ـ جناب والا ! جس طرح کہ تھل ڈیولپمنٹ ایکٹ 1949ء میں پاس کیا گیا تھا اور یہ ادارہ قائم کیا گیا تھا ـ اس کا مقصد غیر ترقی یافتہ علاقوں اور ان علاقوں کو جہاں پر کسی قسم کی کھیتی باڑی زراعت اور کاشت کا شائبہ تک نہیں تھا وہاں پر زراعت کاری کرنے اس علاقے کو ترقی دینے کے لیے اور بنجر زمینوں کو آباد کرنے کے لیے ان کو دوبارہ کاشت میں لانے کے لیے منصوبہ تیار کیا گیا تھا ـ اور اس منصوبے کو روبعمل کرنے کے لیے اور اس علاقے کو ترقی دینے کے لیے تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے نام سے یہ ادارہ قائم

کرنا منظور کیا گیا تھا ۔ جناب والا ! اس ادارے کو جمہوری بنانے کے لیے ان میں عوامی انداز پیدا کرنے کے لیے کسی ایک آدمی کو اختیار نہیں دیئے گئے تھے ۔ بلکہ دفعہ 4 میں لکھ دیا گیا کہ یہ اتھارٹی سات ممبران پر مشتمل ہوگی اور انہیں سات میں سے ایک چیئرمین منتخب کیا جائے گا جو اس ادارے کا کاروبار سنبھالے گا ۔ جناب والا ! اس تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا اطلاق اس صوبہ کے تین پسماندہ علاقوں پر کیاگیا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : Is the Thal Development Act itself under discussion ? اس کے متعلق تو کوئی چیز پیش نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ ایک تو dissolutoin کے متعلق کیا نئے ضابطے ہونے چاہئیں یا اپیل کے متعلق یا نگرانی کے متعلق ۔ That is all. یہ بل کی پالیسی نہیں ہے کہ تھل ڈیویلپمنٹ ایکٹ کیوں پاس ہوا کس طرح شروع ہوا ۔ اور کیوں بنا ۔ It is not provided in the bill under discussion. ۔

Mr. Speaker : I have noted that

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس اتھارٹی کے دائرہ عمل میں ضلع میانوالی کی تحصیل بھکر اور ضلع مظفر گڑھ کی پسماندہ تحصیل لیہ اور ضلع سرگودہا کی پسماندہ تحصیل خوشاب کو رکھا گیا تا کہ ان علاقوں میں غیر کاشت زمین کو اور ان علاقوں کے ریگستانوں کو جو تاریخ میں قصوں اور کہانیوں کی شکل میں موجود تھے پھر ایک بار شہروں کے انداز میں تبدیل کیا جائے ۔ اور ان علاقوں کی ترقی کی طرف ایک قدم اٹھایا جائے ۔ یہ اس اتھارٹی کو قائم کرنے کا مقصد تھا ۔ اور اس قانون کے نافذ کرنے کا مقصد یہ تھا جناب والا ! اب ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس اتھارٹی جسے liquidate کرنے کے لیے یہ بل لایا گیا ہے اور شاید میرے فاضل دوست نے یہ نہیں دیکھا اور اگر وہ اس بل کی کلاز 3 ـ 5 اور 6 کو بنظر غائر مطالعہ کر لیتے یا اسے اچھے طریقے سے دیکھ لیتے تو اس میں صاف ظاہر ہے کہ حکومت اس ادارے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا چاہتی ہے ۔

شیخ عزیز احمد : Dissolution of this authority was brought in 1969 and not now. تو اس کو مزید واضح کرنے کے لیے یہ تمام سب کلازز ایزاد جا رہی ہیں ۔ اور سیکشن 81 کے تحت اس کی dissolution کے لیے 1969میں ترمیم آئی تھی نہ کہ وہ اب ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ قانون ہم پاس کر دیں ۔ اگر یہ بل منظور کر دیں اور اس بل کی کلاز 3 کے مطابق اس قانون میں جو پہلے موجود ہے 5 و 6 سب کلاز ۔۔ اضافہ کر دیں تو وہ ایڈمنسٹریٹر جس کے سپرد پہلے 1969ء میں مارشل لا کے دور میں اس عوامی باڈی کو ختم کر کے کیا گیا ۔ (اس حکومت نے یہ کارنامہ سر انجام دیا اور موجودہ حکومت یہ کارنامہ انجام دینا چاہتی ہے) اس فرد واحد کو اس ایڈمنسٹریٹر کو وہ تمام اختیارات دئے جائیں کہ وہ تمام تر اثاثے بیچ دے ، تمام تر liabilities اور assets کا موازنہ کرتے ہوئے جو کچھ باقی بچے وہ حکومت کے خزانہ میں جمع ہو جائے ۔ اور وہ ملکیت بن سکے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس اس کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی؟ اس ترمیم کے لانے کی کیا ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اس ایڈمنسٹریٹر کو اس اتھارٹی کو ختم کرنے ، اس کا دیوالیہ نکالنے اور اسے liquidate کرنے کے اختیارات دئے جا رہے ہیں ۔ کیا وہ اتھارٹی اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی ہے؟ کیا وہ علاقہ بالکل سیراب ہو چکا ہے ؟ کیا وہ علاقہ اتنی ترقی کر چکا ہے کہ اب وہاں گنجائش نہیں ہے اور اس قانون کی پروبژن کے مطابق وہ علاقہ اس قابل ہو چکا ہے کہ آپ اس علاقے کو دوسری لوکل اتھارٹی کے سپرد کر دیں ۔ جس طرح اس قانون کی دفعہ 2 میں لکھ دیا گیا ہے کہ جب کوئی علاقہ مکمل طور پر ترقی یاب ہو جائے گا ۔ مکمل طور پر ترقی کر لے گا تو پھر تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو اختیار ہوگا کہ اس علاقے کو کسی لوکل اتھارٹی کے حوالے کر دے کسی میونسپلٹی کے حوالے کر دے ، کسی ڈسٹرکٹ کونسل کے حوالے کر دے یا کسی حکومت کے دوسرے ادارے کے حوالے کر دے ۔

جناب والا! جس مقصد کے لیے اس ادارے کو قائم کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں یہ بے جا نہ ہوگا اگر میں اس کے مقصد بیان کر دوں اور پھر ہم اس سے موازنہ کریں کہ آیا liquidation کے وقت تمام مقاصد پورے ہوگئے تھے۔ اگر آپ اس کے سیکشن 21 کا بغور مطالعہ کریں تو اس اتھارٹی کے قیام کا مقصد آپ کی سمجھ میں آ جائے گا اور پھر ہم آسانی سے موازنہ کر سکیں گے کہ یہ اتھارٹی اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اس کو رو بہ اصلاح کریں، اس کی خامیوں کو دور کریں اور زیادہ سے زیادہ بہتر بنائیں یا اس کی ضرورت لاحق ہوگی کہ ہم اس اتھارٹی کو ختم کر دیں اور اس میں فرد واحد کی حکومت قائم کر کے ایک ایڈمنسٹریٹر مقرر کرکے اس تمام ایکٹ کی نفی کر ڈیں ایڈمنسٹریٹر مقرر کر کے اسے اتنے اختیارات دے دئے جائیں کہ وہ ساری اتھارٹی کو liquidate کر سکے۔ آپ اچھی طرح کلاز 5 و 6 کو دیکھیں اس میں یہ ہے:

Liquidation of the authority ;
liquidation of the development plan ;
and liquidation of this area.

اس سے زیادہ اور کوئی مقصد نہیں ہے ورنہ ایک اچھی خاصی اتھارٹی کے قیام کے ہوتے ہوئے، اس کے رکھنے کے بعد اس قسم کے disposal کے اختیارات اور بقیہ جائیداد کو حکومت کی ملکیت بنانے کا میں نہیں سمجھ سکا کہ کوئی اور مقصد ہو، یہ اس میں واضح ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس چیز کے پیش نظر یہ اس وقت ضرورت لاحق ہو سکتی تھی۔ اس وقت اس اتھارٹی کو ختم کیا جا سکتا تھا، اس وقت ایڈ منسٹریٹر کو اختیارات دئے جا سکتے تھے کہ وہ اس کے تمام آثاثے خرید و فروخت کر کے liabilities اور assets کا موازنہ کرکے بقیہ حکومت کے سپرد کرے۔ جبکہ اس ایکٹ کے تمام مقاصد پورے ہوگئے ہوتے۔ اس ایکٹ کے مقاصد کیا تھے جو ابھی تک پورے نہیں ہوئے جو اس اتھارٹی کو پورے کرنے

چاہئیں تھے اور اگر یہ اتھارٹی ان کو پورا کرنے میں ناکام ہوئی تو حکومت کو ایسے اقدامات کرنے تھے جن سے وہ ان مقاصد کی پورے طریقے پر تکمیل کر سکتی ۔ نافذ کرا سکتی ، لاگو کرا سکتی اور اس ایکٹ کو اس طریقے پر نافذ کیا جا سکتا جس مقصد اور جس خواہش کے تحت یہ جاری ہوا تھا ۔

جناب والا! اس اتھارٹی کے ذمے جو کام لگائے گیے تھے جو اس نے کرنے تھے وہ یہ تھے ۔

The Thal Development Act, 1949.
Section 21 (1) (i) :

"The acquisition under the Land Acquisition Act, 1894, as modified by this Act, of any land or any interest .."

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر : جناب! سب کلاز (5) میں آپ دیکھیں گے کہ ایڈمنسٹریٹر کو نقصانات کے write off کرنے کی پاور دی جا رہی ہے اور اسی طرح سب سیکشن (6) میں بھی یہ ہے کہ جو نقصانات اتھارٹی اب تک کر چکی ہے انہیں write off کرنے کا طریقہ وضع کیا ہے کہ کس طرح سے انہیں write off کیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! اس اتھارٹی کے ذمے یہ کام بھی تھے ۔

"(v) the layout and construction of towns, mandis, market places, villages and settlements including the demolition of existing buildings the erection and re-erection of buildings . ....."

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب کیا تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی آج بھی موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اتھارٹی ختم ہو گئی ہے اب ایڈمنسٹریٹر ہے ۔

مسٹر سپیکر : جس اتھارٹی کی بات آپ کر رہے ہیں وہ اب معرض وجود میں نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ویسے اصولی طور پر پہلی اتھارٹی کی definition یہ کی گئی تھی کہ سات ممبر اور ایک چیئرمین جو ان میں سے ہوگا ۔ یہ اتھارٹی تھی ۔ اس کے بعد ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا اور تمام چیئرمین اور تمام ممبر ختم کر کے اتھارٹی کے تمام اختیارات اس ایڈمنسٹریٹر کو دے دئے گئے ۔ یہ ہے اتھارٹی جو اس وقت کام کر رہی ہے ۔ یعنی صرف ایک ایڈمنسٹریٹر جس کو اب اور زیادہ اختیارات دئے جا رہے ہیں ۔ میں اسی کا ذکر کر رہا ہوں اور ان کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ بجائے اس کو liquidation کے اختیارات دینے کے آپ اس کی اصلاح کی طرف قدم اٹھائیں ۔ آپ اس چیز کی طرف قدم اٹھائیں کہ جو سیکشن 21 کے تابع اس اتھارٹی کے ذمے لگائے گئے تھے اور جو اس علاقے کی ترقی کے متعلق تھے ۔ آپ وہ مقصد پورا کرائیں جس کے لیے یہ قانون لاگو کیے گئے تھے ، چہ جائیکہ آپ ایسا قانون لائیں ، پہلے ایڈمنسٹریٹر کا قیام غلط ، پھر ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیارات دے دئے جائیں کہ وہ جسے چاہے اس کی نیلامی کر دے یہ بہر حال کسی قیمت پر بھی مناسب نہیں ہے ۔ اور اس کی بھی ہم تائید کرتے اس کا بھی وقت ہے ، یہ بھی لایا جا سکتا تھا مگر کس وقت ؟ جب وہ اتھارٹی سیکشن 21 کے تحت لگائے گئے اپنے ذمے فرائض کو پورا کر دیتی اور اس علاقے کی اتنی ترقی کر دیتی کہ اب مزید ترقی کا کام جو اس ایکٹ کے تحت اس اتھارٹی کے ذمے لگایا گیا تھا وہ باقی نہ رہتا ، تب تو اس ترمیم اور اس بل کے لانے کی ضرورت تھی ، اگر وہ کام ہوا ہی نہیں ، وہ ترقی کی ہی نہیں گئی ، اس قانون کا اطلاق ہی نہیں کیا گیا اور اس پر عمل ہی نہیں کیا گیا اور وہ علاقہ ابھی تک بنجر اور ریگستان کی شکل میں ہے تو کیا حکومت نے اس علاقے کی تمام زمینیں جو مالکوں سے acquire کی تھیں وہ اس لیے کی تھیں کہ وہ حکومت کی ملکیت بن جائیں

یا یہ قانون اس لیے نافذ کیا گیا تھا کہ اس علاقے کی ترقی کی جائے یا اسے ترقی یافتہ علاقہ بنایا جائے اور ان ریگستانوں کو سیراب کیا جائے۔ جناب والا! یہ کسی قیمت پر بھی کسی بھی حکومت کے لیے احسن نہیں ہے کہ وہ پہلے تو لوگوں سے زمینیں حاصل کرے اس خیال سے کہ ہم ان کی ترقی کریں گے ہم ان کو سیراب کریں گے اور اس کے بعد جب اس میں ناکام رہے تو وہ اپنی ملکیت کو برقرار رکھتے ہوئے ان کو بیچ کر اپنے خزانے بھر لے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ اس علاقے کی کوئی خدمت ہوگی۔ اس سے اس علاقے کی کوئی ترقی ہو سکے گی اور میں نہیں سمجھتا کہ اس ترمیم کے بعد وہ اتھارٹی باقی رہے گی یا اس کا وجود باقی رہے گا یا وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ جناب والا! جہاں اس اتھارٹی کے ذمے نئے ٹاؤن، منڈیاں وغیرہ قائم کرنا تھا وہاں یہ بھی تھا۔

> **(vi) the provisions of facilities for communication including the layout and alteration of roads, streets, foot-paths, bridle-path aerodromes and water-ways ;**

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر : سیکشن 4 میں ایڈمنسٹریٹر کو اپنی liabilities discharge کرنے کے لیے اختیارات دئے گئے ہیں کہ وہ انہیں dispose of کر دے۔ اس میں یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔

> **The Administrator may dispose of the rights, properties and assets of the Authority, and discharge the liabilities of the Authority, subject to such directions as may be given by Government from time to time.**

اس میں کہاں منڈیوں کو ختم کیا جا رہا ہے۔ کہاں اس میں اتھارٹی liquidate ہو رہی ہے؟ آخر اتھارٹی کے جو نقصانات ہیں ان کو سیکشن 6 میں write off کرنے کے اختیارات دئے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ تو

نہیں ہے جو حاجی صاحب کہہ رہے ہیں ۔ حاجی صاحب ، معزز ممبر یہ چاہتے ہیں کہ وہ debit اور credit اسی طرح سے رہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جو کام تھے وہ ابھی کماحقہ پورے نہیں ہوئے اور ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیارات دئے جا رہے ہیں کہ وہ Rights, properties and assets of the Authority کو dispose of کر سکے ، اس کی روشنی میں وہ یہ کہتے ہیں کہ جو کام پہلے ایکٹ کے تحت ان کے ذمے تھے انہوں نے وہ پورے نہیں کئے Therefore this amendment is unwarranted. This is his argument.

حاجی محمد سیف اللہ خان : شیخ صاحب ! دفعہ 6 غور سے پڑھیں ۔

شیخ عزیز احمد : میں نے اسے غور سے پڑھا ہے ، وہ تو جو liabilities اس اتھارٹی پر ہیں انہیں discharge کرنے کے لیے ہے اور جو اس کے نقصانات سالہا سال سے کتابوں میں چلے آ رہے ہیں انہیں write off کرنے کے لیے ہے ۔ آخر اتھارٹی نے اپنی properties کو بھی خارج کرنا ہے ۔ اتھارٹی نے گورنمنٹ سے تو نہیں مانگا کہ اور رقم دو تاکہ ہم اپنی liabilities کو discharge کر سکیں ۔ وہ حقوق جو اس اتھارٹی کو اس کی پراپرٹی پر ہیں وہ اسے تفویض کر دئے گئے ہیں اس کی جو properties ہیں انہیں dispose of کرنے کے لیے ایڈمنسٹریٹر کو اختیارات دئے جا رہے ہیں کہ تم ان حقوق کو اور جائداد کو dispose of کر لو تاکہ وہ liabilities discharge ہو جائیں ، یہ نہیں کہ liabilities پر سود در سود چڑھتا چلا جائے اور کل کو ایک ایسا وقت آ جائے کہ تمام پراپرٹی بیچنے پر بھی وہ پورا نہ کیا جا سکے ۔ اسی طرح سے وہ نقصانات جو کسی طرح سے appropriate نہیں ہو سکتے انہیں write of کرنے کے لیے ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیارات دئے گئے ہیں ۔

Mr. Speaker : Any properties and assets left over after all the liabilities have been discharged shall vest in the Government..."

شیخ عزیز احمد : اور liabilities کو discharge کرنے کی کوئی provision نہ ہو؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : ڈسچارج نہیں ہے۔ مجھے بتائیں کہ تھل اتھارٹی ایک independent ادارہ ہے ۔ اس کی ملکیت اس کی اپنی ملکیت ہے اور یہ جائداد گورنمنٹ کو اس لیے دینی ہے کہ تھل اتھارٹی باقی نہ رہے ۔ یہ ہے اس ترمیم کا مقصد ، اگر آپ نے کچھ کہنا ہے تو وہ آپ اپنے جواب میں کہہ لیں ۔

شیخ عزیز احمد : اگر کوئی پراپرٹی دو لاکھ کی فروخت ہوتی ہے اور ایک لاکھ کی اگر liability ہے تو یہ ایک لاکھ ادا کر کے باقی ایک لاکھ گورنمنٹ کے خزانے میں جائے گا ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : With due regard to Shaikh Sahib I would refer him to Section 6 of the Bill-

> **Any properties and assets left over after all the liabilities have been discharged shall vest in the Government and all liabilities left undischarged after all the properties and assets have been disposed of shall become the liabilities of the Government.**

اب مجھے بتائیں کہ اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس اتھارٹی کے ذمے جو کام بقایا ہیں ۔ جو اسے کرنے چاہئیں تھے ۔ جو فرائض اس کے ذمے ہیں جو اس نے اس وقت تک انجام نہیں دیے وہ یہ ہیں :

> **Thal Development Act, 1949, Section 21 (1)-**
>
> **(vii) the provision of open spaces, playing fields, national parks, nature reserves, forests and forest parks, camping**

gronnds, camp sites, holiday camps and holiday villages, and cemeteries and places of religious worship ;

(viii) the breaking up, cultivation, afforestation or plantation of lands, and the raising, lowering or reclamation of any land for the production of foodgrains, fruit, vegetables, fuel, fodder and the like and the provision of means of irrigation and irrigation channels by the Authority or by the owners or by the Authority in default of owners ;

(ix) the draining, water-supply and lighting of streets and sanitation of villages and settlements, towns, mandis and market places ;

(x) the provision of a system of drains or sewers for the improvement of ill-drained and insanitary localities ;

(xi) the provision of fisheries, poultry farms, live-stock farms, dairy-farms sheep farms, beefarms, sericulture farms and the like ;

(xii) the installation, managment, maintenance and encouragment of public utility under takings, rural trades and crafts, industries and works ;

(xiii) the doing of all acts intended to promote the health, well being and prosperity of the residents of a local area, including the conservation and preservation from injury of pollution of rivers and other sources and means of water-supply

and establishment of educational institutions, dispensaries and nursing homes ;

(xiv) the advance to the owners, occupires or tenants of land comprised in the scheme upon such terms and conditions as to interest and sinking fund and otherwise as may be prescribed under the scheme of the whole or part of the capital requisite for breaking up and cultivation of land, construction of water-courses, sinking of wells, purchase of cattle and of agricultural implements, and machinery, for seeds and for any purpose subsidiary to agriculture and for erection of houses, godowns, and cattle-sheds ;

(xv) the establishment of an insurauce fund for the insurance on a compulsory or voluntary basis of crops, and cattle, and the recovery of insurance premia and contributions and the distribution of benefits from the insurance fund subject to the provisions of any law applicable thereto ;

(xvi) the execution of any scheme or part of the scheme by any department of Government on such terms and conditions as may be agreed upon between the Authority anh the provincial Government ;

(xvii) all other matters which the provincial Government may deem necessary to promote the general efficiency of a

scheme or for the development of the local area.

جناب والا! یہ تھے اس سکیم کے اغراض و مقاصد ، یہ تھے اس قانون کے اغراض و مقاصد ، اور میں نے یہ سارے اب ہاؤس میں اور اپنے محترم فاضل وزیر کی خدمت میں اس لیے بیان کیے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ان کے چارج میں ہو یا نہ ہو - بہرحال اس ایوان میں وہ ممبر بھی موجود ہیں جو تھل سے تعلق رکھتے ہیں - جنھیں اچھی طرح علم ہے کہ یہ ادارہ اپنی کارکردگی میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے اور ان فرائض کی انجام دہی میں - جو دفعہ 21 کے تحت اس اتھارٹی کو سونپے گئے تھے ، کتنا کامیاب ہوا ہے - کیا میں پوچھ سکتا ہوں اور کیا میرے فاضل وزیر ہماری اطلاع کے لیے اور اس ایوان کی اطلاع کے لیے یہ فرما سکیں گے کہ اس میں سے کتنی چیزیں اس اتھارٹی نے مکمل کر لی ہیں اور کتنی سہولتیں بہم پہنچنے والی ہیں ، کتنے علاقے کو کاشت کر لیا ہے اور کتنی زمینیں انہوں نے لی تھیں اور کتنی انہوں نے قابل کاشت بنا لی ہیں ، کتنے پارکس بنائے ہیں ، کتنے فش سنٹر بنائے ہیں اور کتنی انشورنس پالیسیوں کی سکیمیں implement کی ہیں ، کتنی ان لوگوں کو امدادیں دی گئی ہیں ، کتنی subsidies دی گئی ہیں اور کیا یہ تمام مقاصد پورے ہو گئے ہیں - کیا وہ علاقے اب قطعی طور پر اس قانون کی منشاء کے مطابق ، ان تمام سکیموں کے مطابق ترقی یاب ہو چکے ہیں؟ اگر وہ اس کا جواب 'ہاں' میں دیتے ہیں کہ واقعی ہو گئے ہیں اور یہ اگر صحیح معنوں میں ہوتے تو اس بل کو ، اس قانون کو پیش کرنے میں اس ایوان کو کسی قسم کی مخالفت کی ضرورت نہ تھی - چونکہ یہ تمام سکیم ، یہ تمام مقاصد ، وہ تمام implementations جو اس قانون کے تحت اس علاقے میں ہونی تھیں وہ ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں - میں کہتا ہوں کہ اس قانون کا دس فی صد بھی اس علاقے میں نافذ نہیں کیا گیا اور اگر اس علاقے میں اس قانون کی کوئی چیز نافذ کی گئی ہے تو وہ صرف وہ پروویژن ہے جس کے تحت اس علاقے کی تمام زمینیں حاصل کرنے کا اختیار

گورنمنٹ کو حاصل تھا اور اس میں یہ provide کیا گیا تھا کہ زمیندار صرف ایک چوتھائی زمین رکھ سکے گا ، باقی تین چوتھائی گورنمنٹ کی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب! اس میں اصل سوال یہ ہے کہ اتھارٹی کو dissolve کر کے جو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا تھا ، اس کا ایک objective تھا کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ultimately wind-up کر دیا جائے گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : میں اس میں جناب کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ جو کام تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کرنے تھے اور وہ ادھورے رہ گئے ، ان کو مکمل کرنے کے لیے تین سال کے لیے ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا تھا ، نہ کہ اس غرض کے لیے کہ جتنی جائیداد اس کی باقی ہے اس کو گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کرا دے ۔

مسٹر سپیکر : تین سال کے بعد اس نے کیا کرنا تھا؟

سردار امجد حمید خان دستی : تین سال کے بعد پھر نیا بندوبست کرنا تھا ۔ اب تین سال کے بعد یہ کر رہے ہیں کہ بجائے اس کے کہ جس طرح حاجی صاحب نے بیان کیا ہے ، اغراض و مقاصد پورے کیے جاتے ۔ اگر وہ ایڈمنسٹریٹر سے پورے نہیں ہوئے تو یہ بل اس قسم کا آنا چاہیے تھا کہ جس سے وہ اغراض و مقاصد پورے ہوتے ۔ لیکن جیسا کہ ابھی اس ہاؤس میں یہ بیان کیا گیا ہے ، یہ محض تمام affair کو wind-up کرنے کے لیے تھے ، ان کو ختم کرنے کے لیے تھے ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ صحیح لائنوں پر argue کر رہے ہیں ۔ دراصل قصہ یہ ہے کہ یہ بل بالکل اس غرض کے لیے نہیں کہ ان اغراض و مقصد کو پورا کیا جائے جن کے لیے ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا تھا ۔ اس کا یہ کام نہ تھا کہ liabilities ادا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا وہ اپنی جیب میں ڈال کر چلتا بنے اور گورنمنٹ کے خزانوں میں جمع کرا دے ۔

Minister for Revenue : Should I take up this point Sir?

Mr. Speaker : On this point, how far the speech is relevant.

Minister for Revenue : Sir, the point is that the Thal Development Authority is not being dissolved now. It already stands dissolved with effect from 31st May, 1969 and apart from this, I think Haji Muhammad Saifullah Khan should read Clause 21 along with "Dissolution of the Authority" Clause 81. That Clause authorises the Government to dissolve it. Clause 81 reads :—

> ...If in the opinion of the provincial Government, the continuance of the excisting Authority is unnecessary or when in the opinion of the provincial Government it is exeedient that the Authority shall cease to exist, the provincial Government may by notification declare thatthe Authority shall stand dissolved ..

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! یہ بالکل اس وکیل کی طرح پیش کر رہے ہیں جو عدالت میں وہ حصہ پیش کرتا ہے جو اپنے مطلب کا ہوتا ہے ۔

وزیر مال : میں ایک حکیم کا جواب حکمت سے دے رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! اگر مکمل پڑھتے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا ۔ اس میں یہ ہے :

> 81. (1) When all schemes sanctioned under this Act have been executed or have been so far executed as to render the continued existence of the Authority, in the opinion of the Provincial Government, unecessary..."

threat وہاں سے شروع ہوتا ہے ۔ انھوں نے درمیان سے شروع کر دیا ۔

Minister for Revenue : I have read the governing part of the Clause and I would like to draw the attention of the hon'ble member to the fact that these functions, whatever they are now left, are to be done or implemented by regular Departments such as Colony Deyartment, C&W Department, Health Department, Education Department, Agriculture Department, etc. These departments have taken over these functions throughout the country and it is considered expedient by the Government that whatever action was taken to dissolve the Authority was correct and that today we do not need to revive the Authority. We need to empower the Administrator to regularize whatever action had already been taken. This is an administratively expedient step, which has been taken through the introduction of this particular Act.

Mr. Speaker : Then his speech is justified.

حاجی محمد سیف اللہ خان : شکریہ ۔ جناب والا! تو میں یہی عرض کر رہا تھا اپنی گزارشات میں کہ جس طرح انھوں نے فرمایا ہے یہ درست ہے میں تسلیم کرتا ہوں ۔ جناب والا! کہ وہ اتھارٹی باقی نہیں رہی ۔ وہ اتھارٹی اسی طریقے سے باقی نہیں رہی جو کہ موجود ہے ۔ تھل ڈویلپمنٹ کا ادارہ موجود ہے اس کی باڈی موجود نہیں ہے۔ اس باڈی کے اختیارات ایڈمنسٹریٹر کو دئیے گئے ہیں اور وہ اختیارات اسی طریقے سے دیے گئے تھے جس طرح باقی لوکل کونسلز میں ہے ۔ جناب والا! اسی کارپوریشن جس کے ہال میں ہم بیٹھے ہیں کی باڈی dissolve ہوئی ہے ۔ اس کے اختیارات ایڈمنسٹریٹر کو دے دیےگئے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے وہ کارپوریشن electedکارپوریشن نہیں ہے ۔ but the powers of the Corporation have been vested in the Administrator. گو یہ انتہائی مذموم فعل ہے ۔ ایڈمنسٹریٹر کے قیام کو کسی طور پر بھی تائید حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی جمہوری نظام

میں اس کو پسند کر سکتا ہے کہ اتھارٹی کو ختم کر کے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا جائے ۔ مگر وہ تو پھر بھی کچھ حد تک قابل برداشت تھا کیونکہ اتھارٹی تو باقی تھی ۔ اب اس میں تو یہ ہے کہ اس اتھارٹی کو بھی ختم کر دیا گیا ہے ۔ اس کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اور ایڈمنسٹریٹر کو اس کی اصلاح کے لیے اختیارات نہیں دیے جا رہے ۔ اس کی فلاح کے لیے اختیارات نہیں دے جا رہے ۔ اس کی بہبود کے لیے اختیارات نہیں دیے جا رہے بلکہ اس ادارے کو ختم کرنے کے اختیارات دیے جا رہے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا جناب والا! کہ اس معزز ایوان کا کوئی بھی معزز رکن اس امر کو پسند کرے کہ اس علاقے کے ساتھ اس ایوان کی جانب سے اتنی زیادتی ہو ۔ ایک طرف تو ہم نے انہیں 24 سال ان وعدوں پر رکھا ۔ ہم نے انہیں اس ایکٹ کی provisions پڑھا پڑھا کر ، سمجھا سمجھا کر زندہ رہنے کا جناب والا! موقع دیا کہ کسی وقت اس پر عمل کیا جائے گا ۔ کسی وقت یہ خواب پورا ہو جائے گا ۔ کسی وقت یہ functions پورے ہو جائیں گے ۔

Mr. Speaker : Come to the point please.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اسی پہ آ رہا ہوں جناب والا! تو بجائے اس کے کہ ہم ان کی امیدوں کو بارآور کرتے اور ہم ان کی امیدوں کو پورا کرتے ۔ ہم ان کی امیدوں کو آج خاک میں ملا رہے ہیں اور اس ایوان میں یہ بل پاس کیا جا رہا ہے کہ 24 سال سے وہ لوگ جس امید کے ساتھ وابستہ تھے آج سے انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ تمام سکیمیں ختم ۔ وہ تمام development ختم ۔ وہ تمام وعدے ختم اور آج سے وہ ادارہ ہی نہیں رہے گا ۔ بلکہ اس قانون کے پاس ہو جانے کے بعد اس کا کام وہاں سے بستر بوریا سمیٹنا ہے ۔ مجھے تو اس امر میں بھی شک ہے جناب والا! کہ جس وقت یہ قانون اس ایوان میں پاس ہو جائے گا اور یہ تاثر پیدا ہو جائے گا جس طرح کہ آج فاضل وزیر خزانہ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ ہم اس کی کارکردگی اور اس کے تمام فرائض اس کے تمام اثاثے اس کی تمام properties

اپنے regular department اور regular governments کے حوالے کر دیں گے اور وہی آئندہ سے فرائض انجام دیں گے اور سارا کچھ کریں گے ۔ تو جناب سے زیادہ میں سمجھتا ہوں اس ایوان میں کوئی قانون دان موجود نہیں ہے ۔ مجھے بتائیں کہ کیا اس قانون کے پاس ہو جانے سے یہ complications پیدا نہیں ہو جائیں گی کہ جو زمینیں حکومت نے اس علاقے کی ترقی کے لیے اس قانون کے تحت acquire کی تھیں وہ اب بیچنے کے لیے یا dispose of کرنے کے لیے اس اتھارٹی کو ختم کریں تو کیا ان کے rights دوبارہ vest نہیں ہو جائیں گے ؟ جب حکومت ایک خاص مقصد کے لیے ایک خاص purpose کے لیے کوئی زمین acquire کرتی ہے اور اس نوٹیفیکیشن میں یہ لکھ دیا جاتا ہے جس طرح اس ایکٹ کے نوٹیفیکیشن میں لکھ دیا گیا تھا کہ یہ یہ کام کرنے کے لیے حکومت جائداد کو acquire کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ وہ کام آپ پورے نہ کریں اور اس ادارے کو ختم کر دیں ۔ وہ مقاصد حل نہ ہوں اور اس کا ببانگ دہل اعتراف بھی کریں کہ چونکہ اب وہ کام نہیں ہو سکے ۔ وہ سکیمیں execute نہیں ہو سکیں ، وہ سکیمیں implement نہیں ہو سکیں ۔ اس لیے ہم یہ تمام کام اب اپنے regular departments کو دے دیں گے ۔ کیا ایسا کرنے سے مزید complications پیدا نہیں ہو جائیں گی ؟ کیا وہ لوگ جنھوں نے اپنی تین چوتھائی زمینیں حکومت کے حوالے اس لیے کی تھیں کہ وہ زیادہ ترقی کر جائیں گی پھر اب وہ اس چیز کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب نہیں ہوں گے ۔ جب حکومت نے وہ ادارہ ہی ختم کر دیا ہے ۔ جب حکومت وہ ادارہ ہی ختم کرنا چاہتی ہے ۔ حکومت اس قانون کی منشاء کو پورا ہی نہیں کرنا چاہتی تو پھر حکومت کو کس قانون کے تحت یہ حق باقی رہ جائے گا کہ وہ acquired زمینیں حکومت کی ملکیت رہ جائیں گی ۔ یا انھیں وہ بیچ سکیں گے یا انھیں کسی قسم کا فائدہ اس سے حاصل کرنے کا حق باقی رہ جاتا ہے ۔ میں کہتا ہوں قانون لائیں ۔ لیجسلیشن کرائیں ، قانون بنائیں ۔ اس ایوان کا اولین فرض ہے مگر وہ صوبے کی بہبود کے لیے ۔ اس صوبے کی ترقی کے لیے ۔

عوام کی خوشحالی کے ہونا چاہیے۔ محض اپنی منشاء کی تکمیل کے لیے ۔ محض اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے اس معزز ایوان سے اس قسم کی لیجسلیشن کرانا اور وہ داغ وہ دھبہ جو اس سے قبل کسی بھی ایوان کو کسی بھی حکومت کو اپنے سر لینے کی جرأت نہیں ہوئی اور 24 سال یہ ادارہ کام کرتا رہا ، ناکامیوں کی شکل میں کرتا رہا مگر اس کو ختم کرنے کے لیے پہلے کسی بھی حکومت اور کسی بھی ایوان نے نہیں سوچا ۔ وہ آپ اس ایوان کے سرپہ ڈالنا چاہتے ہیں ۔ میں اس معزز ایوان کے فاضل اراکین کی اس معزز حکومت اس معزز حکومت کے وزرا صاحبان کی اور بالخصوص موجودہ وزیر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ براہ خدا وہ داغ اپنے سرپہ نہ لیں۔ اس ادارے کو ختم کرنا تو بالکل اسی طرح ہوا جناب والا! کہ کل کو اگر خدا نخواستہ حکومت اپنے فرائض کی بجاآوری میں ناکام ہو جائے۔ وہ فرائض جو آئین قواعد ، رولز کے تابع حکومت کے سپرد کئے گئے ہیں ان کو پورا نہ کر سکے تو اس ایوان میں ایک آخری بل

Liquidation of the Government ;

Liquation of the Province.

کا لا کے وہ قصہ ختم کر دیں ۔ کیا یہی طریقہ کار ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ constitutional ہو نہیں سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہی میں عرض کر رہا ہوں کیا یہی طریقہ کار ہے ؟ یا تو اس بل کو اس وقت لاتے جب ہمیں یہ مژدہ سناتے ۔ ہمیں یہ خوشخبری سناتے کہ 24 سال جو سکیمیں پوری نہیں ہو سکی تھیں ۔ 24 سال جو کام پچھلی حکومتیں اس ایکٹ کے تحت نہیں کر سکیں ہم نے وہ مکمل کر دیا ہے اور اب اس اتھارٹی کے لیے اس قانون میں گنجائش موجود ہے کہ جب وہ تمام کام پورے ہو جائیں ۔ جب وہ پوری ترقی ہو جائے جس کو مدنظر رکھ کر اس اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا ۔ جب تمام مقاصد اپنے حاصل ہو جائیں تو پھر حکومت کو اختیار ہے کہ وہ اس

اتھارٹی کو dissolve کر دے - اس ادارے کو ختم کر دے اور وہ تمام علاقہ legal authorities کے سپرد کر دے - مگر مکمل ہونے کے بعد یہ تو آج میں نے ایک نئی چیز سنی ہے جناب والا ! کہ ادارے کو ختم کیا جا رہا ہے - پہلے ختم کرنے کے لیے ایک کڑی دی گئی - ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے - وہ بھی برداشت کیا گیا کہ چلو جہاں دوسرے ادارے ایڈمنسٹریٹروں کے ذریعے چل رہے ہیں یہ بھی چلتا ہے تو برداشت کریں - اب پھر ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیارات دیئے جا رہے ہیں کہ وہ ادارے کو ہی ختم کر سکتا ہے - کیا یہ بھی ایک پہلی کڑی تو نہیں ہے - اس سے تو ہمیں جناب والا ! اور زیادہ ڈر محسوس ہونے لگا ہے کہ آج صرف ایک اس ادارے تھل ڈیویلپمنٹ کے ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیارات دئیے جا رہے ہیں اور یہاں تو صوبے میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں عوامی ادارے ایڈمنسٹریٹروں کے ذریعے چل رہے ہیں - کیا ان سب کے ساتھ یہی کچھ ہوگا - کیا یہی دوسرا اس کا step ہوا کرتا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر لگانے کے بعد پھر اس کو یہ اختیارات دے دئیے جائیں کہ وہ اس ادارے کو ہی ختم کر سکتا ہے -

Mr. Speaker : Let us restrict ourselves to the present bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں اسی پہ آ رہا ہوں - جناب سپیکر ! ہم تو آج تک یہی سمجھتے آئے ہیں کہ ایڈمنسٹریٹروں کے قیام کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ وقتی دور کے لیے عبوری دور کے لیے مقرر کئے جاتے ہیں - جب تک ان کی regular authorites قائم نہ ہو جائیں - ان کے regular members take over نہ کر لیں اس وقت تک ایک interium period arrange ہوا کرتا ہے - اور آج یہ نہایت مختصر سا بل ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک ایڈمنسٹریٹر ممبرز کی اتھارٹی کو ختم کرنے کے بعد لگا یا گیا اور پھر اسے جناب والا ! یہ اختیارات دئیے جا رہے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ یہ کسی بھی شکل میں کسی بھی طریقے سے روا ہو - اسے جائز رکھا جا سکے یا

اس کو عوامی حلقے پسند کریں اور اس کی تائید کریں ۔ جناب والا ! چونکہ تھل ڈیویلپمنٹ ایکٹ کے تحت یہ اتھارٹی ایک خاص علاقے کے لیے بالخصوص پسماندہ علاقے کے لیے قائم کی گئی تھی اس کے لیے ضروری ہے ۔ کہ ہم اس میں عوام کی خواہشات معلوم کریں ۔ چونکہ عوام کا براہ راست اس سے تعلق ہے اس سے ان کے basic rights کا تعلق ہے ۔ اس سے ان کے مستقبل کا تعلق ہے اس لیے میں گذارش کروں گا جناب والا ! کہ اس ضمن میں ہمیں اس قانون کو پاس کرنے کی بجائے جلد بازی کرنے کی بجائے ہم اسے عوام کے سپرد کر دیں تا کہ اگر اس علاقے کے عوام یہ پسند کرتے ہیں یا چاہتے ہیں کہ وہ اس اتھارٹی سے تھک چکے ہیں اور وہ اب مزید وعدوں پر جینا نہیں چاہتے ۔ وہ اس ادارے کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ اس ادارے کو کام کرتا نہیں دیکھنا چاہتے تو چشم ما روشن دل ما شاد ۔ جب وہ راضی ہیں تو ہم کون ہوتے ہیں رکاوٹ پیدا کرنے والے اور اگر وہ جناب والا ! چاہیں کہ نہیں ۔ ابھی اس ادارے کو ختم نہ کریں بلکہ اس کی اصلاح کریں ۔ اس کو زیادہ مؤثر بنائیں ۔ اس کو بہتر بنائیں تو پھر ہمیں یہ قانون خوشی سے واپس لے لینا چاہیئے ۔ اور اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ اس کی جرأت نہیں کر سکتی وہ عوام کی رائے معلوم نہیں کر سکتی تو اس میں دوسری پرووبژن select committee کو بھی دی گئی ہیں کہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیں ۔ سلیکٹ کمیٹی کا دائرۂ کار وسیع ہوتا ہے اور یہ قواعد میں بھی ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی سے اس کے ہاتھ زیادہ مضبوط ہوتے ہیں ۔ وہ وہاں کے لوگوں سے رابطہ قائم کر سکتی ہے ۔ وہ عوامی خواہشات کا بھی جائزہ لے سکتی ہے اور پھر وہ مجلس منتخبہ ابھی پوری چھان بین کے بعد جو رپورٹ اس ایوان میں دے وہ قابل قبول ہو سکتی ہے ۔ پھر تو یہ ہوگا کہ رائے کے لیے بھی نہیں بھیجیں اور سلیکٹ کمیٹی میں یہ بھیجیں ۔ اگر آپ میری معروضات پر تھوڑی سی توجہ دے دیں ۔ اور ان پر اچھی طرح غور کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس بل کو ہی واپس لے لیں گے اور اس اتھارٹی کے قیام کے لیے مزید مؤثر اقدام

کریں گے ۔ اس کی ترقی کے لیے اور اس کی زیادہ سے زیادہ اصلاح کے لیے قواعد لائیں ۔ رولز لائیں لاز لائیں ۔ قانون لائیں میں اس کی مکمل تائید کروں گا چہ جائیکہ آپ اس ادارہ کی liquidation کے لیے یہ قانون لائیں ۔ ان تینوں میں سے جو بھی آپ پسند کریں وہ میں سمجھتا ہوں ایک جمہوری فعل ہوگا اور اس سے ہم صوبہ کے عوام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں گے چہ جائیکہ ہم اکثریت کے بل بوتے پر اس قانون کو پاس کر دیں اور پھر ہمیشہ کے لیے اس ایوان اور اس کے معزز اراکین اور بالخصوص حکومت اپنے اوپر ایک عظیم داغ اور دھبہ قبول کرے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ فاضل رکن حاجی سیف اللہ کی تقریر بڑی جامع بھی تھی اور بامعنی بھی! میں کوشش کروں گا کہ اس سلسلہ میں کچھ ایسے نکات مختصر طور پر آپ کی خدمت میں پیش کروں جن سے اس بل کے کچھ نئے پہلو اجاگر ہو سکیں ۔

جناب والا! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے تھل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی 1949ء میں قائم ہوئی 1969ء میں اسے کالعدم قرار دے دیا گیا اور جنوری 1952ء میں ایڈمنسٹریٹر بنا کر اسے یہ اختیارات دیئے گئے کہ وہ اس اتھارٹی کی تجہیز و تکفین کا انتظام کر سکے ۔ توقع یہ کی جانی چاہیے تھی کہ موجودہ حکومت ان کوتاہیوں ، غلطیوں اور ناکامیوں کو دور کرنے کے لیے آج اس ایوان میں ایسا بل پیش کرے گی جو نہ صرف یہ کہ اتھارٹی کو نئی زندگی بخش سکے بلکہ اسے اتنا مؤثر ، اتنا فعال اور اتنا ہمہ گیر بنا سکے کہ وہ مقاصد جو گذشتہ سالہا سال سے حاصل نہیں کئے جا سکے تھے انہیں اب پورا کیا جائے اور ان لوگوں کی خواہشات اور تمناؤں کی تکمیل کی جائے جو پسماندگی کے جہنم میں صدیوں سے خوشحالی اور ترقی کے نئے دور کا انتظار کر رہے ہیں ۔

جناب والا! جن مقاصد کے لیے یہ اتھارٹی قائم کی گئی تھی وہ مقاصد اپنی جگہ انتہائی عظیم بھی ہیں اور انتہائی خوش آئند بھی ۔ آج بھی ان مقاصد کی

تکمیل ہمارا قومی فرض ہے ۔ آج بھی ان مقاصد کو عملی جامہ پہنا کر ہی ہم اس ملک میں پسماندگی کے خاتمے کے لیے منظم اور مؤثر مساعی کا آغاز کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! ان مقاصد کی عدم تکمیل سے جو خلا پیدا ہوا ہے اور جو نقائص ابھر کر سامنے آئے ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم نئے سرے سے اس ساری صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد اس بل کو از سر نو مرتب کریں اور اس کی ترقیاتی دوائر اجتماعی طور پر اس طرح سے مرتب کریں کہ پچھلی غلطیوں کے ازالے کے ساتھ آئندہ ترقی کے لیے نئے دور کا آغاز ہو سکے ۔

جناب والا ! اس اتھارٹی کو غلط طور پر کالعدم کیا گیا تھا اور اب اس ایوان کے سامنے یہ بل پیش کرکے یہ اختیارات حاصل کئے جا رہے ہیں ۔ اور ہم سے یہ ٹھپہ لگوایا جا رہا ہے کہ ہم اس اتھارٹی کو کالعدم کرنے کی غلط کارروائی کی توثیق کے لیے بعض نئے اختیارات اور بعض نئے حکومت کو عطا حقوق کر دیں ۔ جناب والا ! ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ ان غلطیوں کے ازالے کے لیے آئندہ کوئی ایسا جامع بل منظور کریں ۔ جس کے نتیجے میں ہمارے لیے اور اس حکومت کے لیے نیک نامی کی کوئی صورت پیدا ہو سکے ۔ لیکن ہم کسی ایسی کارروائی میں کسی ایسی قانون سازی میں حصہ دار نہیں بن سکتے جو ایک غلط کارروائی کی توثیق کے لیے یہاں کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! آپ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ اس کو کالعدم کرنے کے سلسلے میں جو اقدامات کئے گئے ہیں جو غلطیاں کی گئی ہیں اب اس بل کے ذریعہ ان کو regularize کیا جا رہا ہے ۔ مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کو اس بل کے ذریعے یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ اتھارٹی کے اثاثے اور ان کی املاک کے سلسلے میں اپنی ذمہداریوں کو پورا کرنے کے بعد حکومت کے دوسرے محکموں میں ان کی منتقلی کا انتظام کرے اور اس منتقلی کے سلسلے میں یا واجبات کی ادائیگی کے سلسلے میں جو احکامات جاری کئے جائیں ان کی اپیل کا استحقاق دیا جائے ۔

جناب والا! بیان تو یہ مقصد کیا گیا ہے لیکن حقیقت میں اگر بنظر غائر اس بل کا مطالعہ کریں تو آپ پر یہ حقیقت یہ تلخ اور المناک حقیقت منعکس ہوگی کہ اس بل کا حقیقی مقصد 1949ء سے لے کر جب یہ اتھارٹی قائم کی گئی تھی آج تک کی ان بدعنوانیوں ، دھاندلیوں اور غلطیوں کو نظر انداز کرنا ہے جنہوں نے اس اتھارٹی کو نہ صرف یہ کہ پورے ملک میں بدنام کیا ہے بلکہ قومی سرمایہ کے ضیاع کی بھی بہت سی المناک صورتیں پیدا کی ہیں -

جناب والا! اگر اس بل کا مقصد واقعی یہی ہے کہ فنی اور قانونی طور پر جو غلط اقدامات کئے ہیں جو غلط احکامات جاری کئے ہیں ان کو قانونی تحفظ بخش دیا جائے - میں نہیں سمجھتا کہ یہ قانون ساز ادارہ جو اپنی حیثیت میں منفرد بھی ہے اور اعلیٰ ترین مقام کا حامل بھی ، وہ ایک ایسے مجرمانہ مقصد کی تکمیل کے لیے یہ قانون منظور کر سکتا ہے -

جناب والا! موجودہ بل کے تحت ایڈمنسٹریٹر کو ایسے لامحدود اختیارات دیئے جا رہے ہیں ایسے آمرانہ اختیارات دیے جا رہے ہیں جن کے تحت وہ اتھارٹی کے اثاثوں اور املاک کے سلسلے میں یک طرفہ ڈکٹیٹرانہ فیصلے کر سکتا ہے - ایسے فیصلے کچھ تو کئے بھی جا چکے ہیں اور کچھ فیصلے کئے جانے بھی ہیں جیسی بھی صورت ہو یہ ایوان کسی طور پر بھی اس قسم کی آمرانہ کارروائیوں میں حصہ دار شریک یا فریق بننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا -

جناب والا! اس بل کے تحت ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ اتھارٹی کے حقوق ، املاک اور اثاثوں کو یک طرفہ طور پر فروخت کر سکتا ہے - اسے یہ اختیار بھی دیا جا رہا ہے ، کہ وہ اُن تمام نقصانات کو جو کسی وقت بھی کسی مرحلہ میں کسی شخص کی علیحدگی کی وجہ سے سرزد ہوئے ہیں - بیک جنبش قلمزد کر سکتا ہے ، اس بل کے تحت یہ اختیار بھی دیا جا رہا ہے کہ املاک اور اثاثوں کے واجبات کی

ادائیگی کے بعد جو بھی اثاثے بچ رہیں وہ منتقل کر دیئے جائیں اور اگر فروخت کے بعد بھی واجب‌الادا رقوم اتھارٹی کے ذمہ رہیں تو وہ حکومت کو ادئیگی کے لیے مختص کر دی جائیں -

جناب والا! ان اختیارات کے ساتھ ایڈمنسٹریٹر کو ایسی غیر معمولی اور بے پناہ حیثیت دی جا رہی ہے جس کے باعث نہ صرف یہ کہ وہ عملی طور پر پچھلی غلطیوں کا اعادہ کر سکتا ہے بلکہ حکومت کے واجبات اور اثاثوں کے سلسلے میں ایسی کارروائی کا مرتکب ہو سکتا ہے- جو کسی طور پر بھی عوامی مفاد کے پیش نظر پسندیدہ نہیں ہو سکتی- جناب والا! لطف کی بات یہ ہے کہ اختیارات تو اتنے دے دئے گئے ہیں - لیکن ایڈمنسٹریٹر کی defination اس بل میں کہیں نہیں کی گئی جس کی وجہ سے کچھ قانونی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں -

مسٹر سپیکر : It is an amendment ایڈمنسٹریٹر کا لفظ تو پہلے موجود ہے -

سید تابش الوری : لیکن جناب ایڈمنسٹریٹر کی کوئی تعریف موجود نہیں ہے - چیرمین کی تعریف ہے اتھارٹی کی بھی تعریف ہے جناب میں اسی لئے تو عرض کر رہا تھا - ہم اس بل میں ایڈمنسٹریٹر کو غیر معمولی اختیارات دے رہے ہیں مگر ہم کو معلوم نہیں ہے کہ اس کی تعریف کیا ہوگی -

مسٹر سپیکر : اب تو اس میں define ہو رہا ہے پہلے نہیں تھا -

سید تابش الوری : جناب والا! ہم یہ اختیارات بھی دے رہے ہیں کہ ایڈمنسٹریٹر کی تعریف جو بھی ہو - اس نے جو اقدامات کیئے ہیں ہم اس بل کے تحت اس کو regularise کرتے ہیں - اس اعتبار سے جناب والا! یہ نہ قانونی طور پر درست بات ہے نہ فنی طور پر درست ہے اور نہ اخلاقی طور پر درست ہے - کہ ہم ایک ایسی پوسٹ کے لیے قانونی اختیارات دے دیں جس کی توضیح و تعریف نہ اس بل میں ہے اور نہ اس سے پہلے بل میں

موجود تھی - جناب والا ! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں - بلکہ اس سلسلہ میں اظہار خیال بھی فرماتے رہے ہیں کہ موجودہ پارٹی ، موجودہ حکومت اس بات کی مدعی تھی کہ وہ تمام پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے اور وہاں کی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بھرپور مساعی کرے گی - اور ہمہ گیر منصوبہ تیار کرے گی - تا کہ ان علاقوں میں خوشی اور ترقی کے نئے باب کا اضافہ ہو سکے- یہ حکومت ذرائع ابلاغ کی پوری توانائیوں کے ساتھ پوری قوم کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ پچھلی غلطیوں کا خاتمہ ہی نہیں کرے گی بلکہ آئیدہ کے لیے ایسے اقدامات کرے گی کہ ماضی کی غلطیاں دوبارہ جنم ہی نہ لے سکیں - لیکن یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا - دکھ ہوا - کہ آج یہ عوامی حکومت ایک ایسا بل اس ایوان میں لا رہی ہے - جس کا مقصد پسماندہ لوگوں کو پہلے سے دیے ہوئے حق سے محروم کرنا ہے - توقع تو یہ تھی کہ اس بل کے ذریعہ اس اتھارٹی کو اتنا وسیع کر دیا جائے گا کہ تمام پسماندہ علاقوں میں ترقی کا کام ہو سکے گا - توقع تو یہ تھی کہ اس بل کے ذریعہ اتھارٹی کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ مظفر گڑھ اس کے ملحقہ علاقے اور بہاول پور کے ریگستان کو جو چولستان کے نام سے مشہور ہے ترقی دی جائے گی - اور ان علاقوں میں پسماندگی کے جس جہنم میں لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں اُن کے لیے کوئی جنت عمل پیدا کی جائے گی - لیکن ہم دیکھ رہے ہیں - کہ اس بل کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ اس علاقہ کے لوگوں کو اُن کی خوشحالی کی توقعات سے بھی محروم کیا جا رہا ہے - بلکہ آئیدہ کے لیے بھی لوگوں میں یہ مایوسی پیدا کی جا رہی ہے - کہ وہ پسماندہ علاقہ کی ترقی کے لیے کوئی بڑا منصوبہ کوئی بڑا کام کوئی بڑی اتھارٹی قائم کرنے کی پوزیشن میں نہیں - اس کے برعکس وہ قائم شدہ اتھارٹی کو کالعدم قرار دینے کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر رہی ہے - جناب والا ! یہ ایک صنعتی انداز فکر ہے جو کسی طور پر بھی ایک تعمیری انداز رکھنے والی حکومت کو زیب نہیں دیتا - جناب والا ! ہم آج کسی طور پر اس بل کے اُن

مضمرات کو نظرانداز نہیں کر سکتے ۔ جن کی خاطر اس اتھارٹی کے خاتمہ کی غلط کارروائی پر ہماری مہر ثبت کروائی جا رہی ہے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر جناب والا وزیر متعلقہ اور یہ حکومت احساس رکھتی ہے کہ واقعی پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے حقیقی طور پر اقدامات کئے جانے چاہئیں ۔ تو اب بھی اس بل میں مناسب ترامیم کر کے اسے اتنا ہمہ گیر اور جامع بنانا چاہیے کہ اس صوبہ کے تمام علاقے بالخصوص چولستان کا تیرہ ہزار مربع میل کا دشت بےآب ترقی کے مظاہر سے گل و گلزار بنایا جا سکے ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں اگر یہ مقصد اس بل کے تحت حاصل نہیں کیا جا رہا بلکہ اُلٹا عوام کو اُن کے حقوق و مراعات سے محروم کرنے کے لیے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو ہم کسی طور پر بھی اس کی حمایت اور تائید نہیں کر سکتے ۔ میں آپ سے اور آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ یہ مسئلہ عوام کی ایک بہت بڑی اکثریت سے متعلق ہے ۔ چونکہ یہ مسئلہ پسماندہ علاقوں کے مفادات سے متعلق ہے ۔ چونکہ یہ معاملہ پسماندگی اور زرعی ترقی کے المناک چیلنج سے متعلق ہے ۔ اسلیے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں ۔ کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ یہ حکومت جو وعدہ کرتی ہے اسے پورا نہیں کرتی ۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے ۔ کہ یہ حکومت جو اقتدار میں آنے سے پہلے کیسے کیسے سنہرے خواب دکھایا کرتی تھی ۔ اقتدار میں آنے کے بعد اُن سنہرے خوابوں کو کس طرح منتشر کر رہی ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ یہ حکومت قول و فعل کے لحاظ سے کتنے بھیانک تضادات میں مبتلا ہے ۔ جناب والا ! اگر اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جائے ۔ تو اُن لوگوں کی آراء بھی معلوم ہو سکیں گی ۔ جو براہ راست اس سلسلے میں متاثر ہوں گے ۔ جن کے حقوق متاثر ہوں گے جن کے واجبات حکومت کے ذمہ ہیں ۔ جو فاقہ کشی اور مفلوک الحالی سے دو چار ہو گئے ہیں کیونکہ اُن

کی زمینوں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لیکر ابھی تک ایسے متبادل اقدامات نہیں کیئے کہ وہ اپنے روزگار کا اور اپنے معاش کا کوئی باعزت ذریعہ اپنا سکیں ۔ جناب والا ! اگر اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جائے تو آپ کو اُس احساس و احتجاج کا اندازہ ہو جائے گا ۔ جس کا اس وقت اس پورے علاقہ میں اظہار ہو رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اگر اس مرحلہ پر بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے تو عوامی خواہشات اور عوامی اضطراب کے پیش نظر اس حکومت کو یہ بل واپس لینے پر مجبور ہونا پڑے گا ۔ مجھے امید ہے کہ یہ ایوان جو عوام کے حقوق اور مفادات کا سب سے بڑا محافظ ہے ۔ اور قانون سازی کا سب سے بااختیار ادارہ ہے ۔ وہ کسی طور پر بھی ایسا بل منظور نہیں کرے گا ۔ جو عوام کو مراعات دینے کی بجائے اُن کی مراعات سلب کرے جو عوام کو خوشحال بنانے کی بجائے انہیں مسلسل پسماندگی کے جہنم میں دھکیلے رکھے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب ! میرے پاس اس وقت بل نہیں تھا ، جو اعتراض شیخ عزیز احمد صاحب نے اُٹھایا تھا ، وہ اعتراض بالکل صحیح تھا ۔ گورنمنٹ ایڈمنسٹریٹر مقرر ہی اس وقت کرتی ہے ، اور authority کو dissolve ہی اس وقت کرتی ہے جب

When in the opinion of the Government all schemes sanctioned under this Act have been executed or have been so far executed as to render continued existence of authority in the opinion of the Government unnecessary.

It is something that happened in 1969.

اس کے بعد یہ ساری تقریر یا یہ emphasis کہ گورنمنٹ کو اب یہ کرنا چاہیے تھا متعلقہ نہیں رہی Government came to a decision in 1969 یا سکیمیں execute ہو گئی ہیں ، یا اس حد تک execute ہو گئی ہیں ، کہ اب authority کی کوئی ضرورت نہیں ہے ، اور اس کے بعد پھر

administrator appoint ہوتا ہے ، اور ظاہر ہے کہ اس stage کے بعد جب administrator appoint ہو جائے He will take steps for the proper discharge of liabilities. اور اس کے لیے اس میں یہ procedure ہے -

Minister for Revenue : Mr. Speaker Sir, with your permission I would like to go a step further than this statement by saying this that the other agencies are at the disposal of the Government to bring about all those reforms and changes to affect all those schemes which could have been drawn up. In fact the Peoples' Party Programme, the manifesto that on which we came, is wider in scope and we have undertaken that throughout the Province. Then why should it be concerned only with one particular area. When we are going to look after the promotion of all the back-ward areas, then why should that emphasis be on focussing attention on just one authority ? We are placing the authority on about thirteen departments or more. Why snould it be the concern that this particular area which is backward, should be looked after by one authority.? Why should-not-they have the benefit of much more attention of various departments rather than just one authority which may really have become the white elephant.? Sir, as far as the implementation of schemes and the development of the area is concerned, we are going to make all the efforts to look after the backward areas including 'Thal'.

Mr. Speaker : Now the 'Authority' can't do it. The development is no longer the responsibility of the 'Authority'.

سید تابش الوری : جناب والا، مجھے آپ سے اتفاق ہے - آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا - کہ میں نے اپنی تقریر کے دوران نہ اصل بل کو زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے - نہ اس کے مقاصد کو میں نے تفصیل سے بیان کیا ہے - میں نے صرف یہ کہا ہے - کہ اتھارٹی کو کالعدم کرنے کی جو

کارروائی مکمل کی جا رہی ہے ۔ اور اس سلسلہ میں جو اختیارات دیے جا رہے ہیں ۔ وہ انتہائی قابل اعتراض ہیں طرفہ ستم یہ ہے کہ اب ہم سے ان غلط کاریوں کی توثیق کرائی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! موجودہ حکومت اس بات کی دعویدار ہے ۔ کہ وہ پچھلی حکومتوں کے غلط اقدامات کو ختم کرے گی تھل اتھارٹی کے خاتمہ کا فیصلہ بھی گزشتہ آمر حکومت کا ایک غلط فیصلہ تھا ۔ جس طرح موجودہ حکومت نے پچھلی فوجی حکومت کے اور بھی کئی فیصلوں کو کالعدم قرار دیا ہے ۔ اسی طرح سے وہ اس فیصلہ کو بھی کالعدم قرار دے سکتی ہے ۔ کیونکہ یہ عوامی مفاد کے خلاف ہے ۔ موجودہ جمہوری حکومت نے فوجی حکومت کے فیصلہ کی توثیق کرنے کے لیے آج یہ بل پیش کیا ہے وہ اپنے وعدے سے منکر ہو سکتی ہے مگر ہم کسی طور پر بھی سابقہ آمرانہ حکومت کے اس غلط فیصلہ کی حمایت نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے دوسری بات یہ کہی گئی ہے ۔ کہ ہم نے اتھارٹی کو کالعدم کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے ۔ کہ بعض دوسری ایجنسیوں اور دوسرے محکموں کے ذریعے ان مقاصد کی تکمیل کی جائے ۔ جن کی تکمیل اس authority کا فرض تھی ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ فیصلہ کسی طور پر درست نہیں ہے ۔ کیونکہ authority کو ایک مخصوص پروگرام اور ایک مخصوص منصوبہ سپرد کیا گیا تھا جس کی تکمیل اس کی تنہا منفرد ذمہ‌داری تھی ، اور اسے ایک خاص طریقہ سے اس کام کو مکمل کرنا تھا ۔ یہ محکمے تو سالہا سال سے قائم ہیں ۔

جب سے پاکستان قائم ہوا ہے ، یہ محکمے قائم ہیں ۔ اگر سرکاری محکمے یہ کام سرانجام دے سکتے تو ظاہر ہے ہمیں مختلف corporations مختلف authorities اور industrial board بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔ محکمۂ صنعت پہلے سے موجود ہے مگر آپ نے industrial management board بنایا ہے ۔ محکمہ agriculture پہلے سے موجود ہے مگر آپ نے Agriculture Supplies Corporation بنائی ہے ۔ اسی طرح جناب والا ! ریگستان کو سبزہ زار بنانے کا مسئلہ ایک

خاص نوعیت کا مسئلہ ہے - جسے حل کرنے کے لیے یہ authority بنائی گئی تھی - ہمیں توقع تو یہ تھی کہ جس طرح وزیر موصوف نے کہا ہے - کہ اب ہم پورے صوبے میں پسماندگی دور کرنے کی خاطر زرعی ترقی کے منصوبے بنا رہے ہیں - ایسے اداروں کو جو پہلے سے قائم ہیں - لیکن اپنی غلط کارکردگی کی وجہ سے یا اپنی غلط تنظیم کی وجہ سے اپنے مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکے - وہ اب زیادہ بھرپور طریقے سے زیادہ وسیع پیمانے پر اپنے اس کام کی تکمیل پر آمادہ کیا جائے گا - میں سمجھتا ہوں کہ اگر اب بھی موجودہ حکومت اس مسئلہ کی شدت کا احساس کر کے - اس بل پر نظر ثانی کرے اور اسے زیادہ جامع بنا کر اس ایوان میں پیش کرے - تو یہ نہ صرف اس حکومت کی نیک نامی کا باعث ہوگا - بلکہ ایک ایسے سنگین مسئلہ کے حل کی صورت بھی پیدا ہو سکے گی جو اس ملک کی پوری معیشت کے لیے ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے -

جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں اس ایوان سے یہ توقع کروں گا - کہ وہ اس بل کو اس stage پر مسترد کر دے گا - کیونکہ یہ بل اگر منظور ہوگیا - تو عوام کی مراعات اور مفادات کے خلاف یہ ایک بے رحمانہ اور صریحاً غدارانہ فعل ہوگا - شکریہ!

چودھری علی بہادر خان : جناب والا! اس ایوان کے لیے یہاں میڈیکل ایڈ یعنی ڈسپنسری کا کوئی بندوبست نہیں ہے - نہ ہی کوئی دوائی ملتی ہے - اسمبلی کی جو ڈسپنسری ہے - وہاں ڈاکٹر موجود نہیں ہے - جس ڈاکٹر کو یہاں لگایا گیا ہے - وہ کہتے ہیں - کہ میرے پاس دوائی نہیں ہے - میں خود بھی بے کار بیٹھا ہوں - کوئی انتظام نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : انتظام یہاں موجود ہے - ڈسپنسری یہاں ہے - اور ڈاکٹر بھی یہاں موجود ہے -

چودھری علی بہادر خان : میں جناب ابھی ڈاکٹر صاحب سے مل کر آیا ہوں - وہ باہر کھڑے ہیں - وہ کہتے ہیں - یہاں پر کوئی دوائی نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : آپ ان ڈاکٹر صاحب سے ملے ہیں یہاں پر دوسرے ڈاکٹر صاحب کا بھی انتظام ہے ۔

چودھری علی بہادر خان : کیا اسمبلی کی طرف سے کوئی انتظام ہے ۔

مسٹر سپیکر : اسمبلی کا انتظام تو کبھی بھی نہیں ہوتا ۔ حکومت کا انتظام ہوتا ہے ۔ ڈاکٹر اسمبلی کے ملازم تو نہیں ہوتے ۔ ان کو بھی گورنمنٹ بھیجتی ہے ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا! ایک تکلیف میں بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پیپلز ہاؤس کا جو ٹیلیفون سسٹم ہے ۔ وہ خراب ہے ۔ وہ ممبران کی 90 فیصدی طاقت کھا جاتا ہے ۔ یا تو لائن ملتی نہیں اگر لائن مل جاتی ہے تو وقت پر کوئی ٹیلیفون نہیں ملتا ہے ۔ بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے ۔ یا تو اس نظام کو درست کرایا جاوے ۔ اور یا اس ٹیلیفون کو وہاں سے اٹھا دیا جاوے ۔

مسٹر سپیکر : میں آج اس سلسلہ میں ایک کمیٹی بنا دوں گا جو ان معاملات کو دیکھے گی ۔

سید تابش الوری : ہمیں آج پتہ چلا ہے کہ سردار صاحب کی ساری طاقت وہاں ختم ہو جاتی ہے ، اس لیے وہ ہاؤس میں تقریر نہیں کرتے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا! جو بل زیر بحث لایا گیا ہے ، اس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ چونکہ میں تھل کے ایریا سے تعلق رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ابھی جو تراسیم آئی ہیں ان پر بحث ہو رہی ہے ۔ اگر آپ کی کوئی ترمیم ہے تو آپ کو بھی موقع ملے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : میں اسی بحث میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ کی کوئی ترمیم اس سلسلہ میں آئی ہے ؟

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جی ہاں - جو ڈویلپمنٹ ہمارے تھل میں ہوئی ہے اس سے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : آپ اپنی ترمیم پڑھ دیں -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : I am on a point of information, if you care to hear it. اس پر میں اپنی تقریر کر سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب صرف اردو میں اشعار ہی نہیں پڑھتے - بلکہ انگریزی بھی بول سکتے ہیں ؟

کرنل محمد اسلم خان نیازی : گزارش یہ ہے کہ تابش الوری صاحب نے اس کے اوپر اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ہے - اس کے لیے ہمارے موجودہ منسٹر صاحب جو یہاں تشریف فرما ہیں - چونکہ وہ تھل کے ایریا سے زیادہ واقف نہیں ہیں - اس لیے میں ان کے ممد کی حیثیت سے اور آپ کے ہاؤس کی انفارمیشن کے لحاظ سے عرض کرتا چاہتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ جو ہمارے تھل میں ہوئی ہے - اور وہاں اللہ کے فضل سے جو plantation ہے - جنگلات یا فصلات ہیں - اس کا مقابلہ ہم لائل پور اور بہاولپور سے کر سکتے ہیں - اور یہ میں صرف اس لیے عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ اس کو بالکل ہی ریگستان اور میں تو صریحاً عرض کروں گا بے آب وگیاہ نہ سمجھا جائے تو وہ اگر تشریف لاویں - تو وہاں بڑی development ہوئی ہے - اور یہ جو موجودہ بل ہے - اس میں صرف یہ چیز رکھی گئی ہے کہ ہم پہلی martial law regime کی خالی support نہیں کر رہے ہیں - ہم نے تو اس نظام کو صحیح سمجھا ہے - اس لیے ہم اس کی توثیق کرنا چاہتے ہیں - اور آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ اس کی تنسیخ کی جاوے - .T.D A جو بنا تھا - یہ امریکہ میں‌جو .T.V.D.A تھا - یعنی Tenassy Valley Development Authority اس کے طریقہ پر ہماری تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنی تھی - انھوں نے بے شمار کام کیا ہے - آپ اگر کوئی ٹیم بھیجنا چاہیں - یا آپ خود وہاں جا کر دیکھیں - تو آپ کو معلوم ہوگا یہ جو اب اقدام کیا جا رہا ہے - یہ

اس کی بہتری اور مدد میں کیا جا رہا ہے - اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی ضروری ہے -

مسٹر سپیکر : ٹیم بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے - ہمیں اگر آپ دعوت دیں تو ہم حاضر ہونے کے لیے تیار ہیں -

(قہقہہ)

کرنل محمد اسلم خان نیازی : بسر و چشم آپ وہاں تشریف لاویں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف انفار میشن - کیا جناب کرنل محمد اسلم خان صاحب نیازی بتا سکیں گے چونکہ وہ تھل ایریا سے تعلق رکھتے ہیں تھل کا کل ایریا کتنے مربع میل ہے - اس لیے کہ مجھے اس پر کچھ کہنا ہے ؟

کرنل محمد اسلم خان نیازی : مجھے بخوبی علم ہے - یہ سندھ ساگر دو آب ہے یہ تقریباً 20 ہزار مربع میل ہے جناب والا! آپ جا کر ماپ لیں -

(قہقہہ)

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں یہ فرض انجام دینے سے قاصر ہوں میرا خیال ہے کہ محترم وزیر صاحب کسی ایسے فیتے کا انتظام کریں گے یا سپیکر صاحب وہ فیتہ لائیں گے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : وزیر صاحب جب تشریف لائیں گے تو ہم ماپ کر دیں گے -

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے -

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے 15 مارچ 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے غرض سے متداول کرایا جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

That the Thal Development (Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of elicting opinion thereon by 15th February, 1974.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

That the Thal Development (Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th February, 1974.

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Malik Khalid Dad Khan Bandial.
3. Mr. Taj Muhammad Khanzada.
4. Syed Tabish Alwari.
5. Mr. Shaukat Mahmood.
6. Sh. Aziz Ahmad.
7. Mr. Muhammad Hanif Naru.
8. Begum Abad Ahmad Khan. and
9. Haji Muhammad Saifullan Khan. (The mover)

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر! جس طرح ابھی میرے فاضل دوستوں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ تین اضلاع یعنی سرگودھا ۔ مظفر گڑھ اور ضلع

میانوالی کا وہ علاقہ جو ریگستان پر مشتمل ہے اس کو آباد کرنے کے لیے - اس کو زرخیز بنانے کے لیے - اس میں سڑکیں قائم کرنے کے لیے - اس میں سکول بنانے کے لیے - اس میں مختلف فارم قائم کرنے کے لیے ایک ادارہ قائم کیا جائے جو نہایت یکسوئی کے ساتھ اور ہمہ توجگی سے اپنا کام کر سکے اور ان اغراض و مقاصد کو پورا کر سکے جن کے لیے وہ ادارہ قائم کیا گیا ہے - چنانچہ جب تک جناب ظفر الا حسن اس ادارے کے چیرمین رہے اس وقت تک یہ نہایت تندہی سے کام کرتا رہا اور جتنی ترقی ان کے وقت میں ہوئی اتنی قطعاً ان کے چلے جانے کے بعد نہ ہوئی -

مسٹر سپیکر : سردار صاحب - میں نے سید تابش الوری کی تقریر کے دوران بتایا تھا کہ یہ اتھارٹی تو ختم ہو چکی ہے اور اس کا اب ایڈمنسٹریٹر مقرر ہو چکا ہے - یہ اتھارٹی اس لیے ختم ہوئی کہ جب حکومت اس نتیجے پر پہنچی کہ یہ تمام سکیمیں اب پوری ہو چکی ہیں یا سکیمیں اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ ان کو آگے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : میں یہی ہی عرض کر رہا ہوں جناب والا! جو آپ فرما رہے ہیں کہ کچھ پوری ہو گئی ہیں اور کچھ پوری ہونے والی ہیں - یہی غلط فہمی ہے -

مسٹر سپیکر : میں نے یہ نہیں کہا کہ سکیمیں پوری ہوگئی ہیں - 1969ء میں قانون کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہے - وہ فیصلہ غلط ہے یا صحیح ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ یہ پوری ہو چکی ہیں یا تقریباً پوری ہو گئی ہیں - اگر آپ دفعہ 81 میں ترمیم لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں -

سردار امجد حمید خان دستی : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل جس صورت میں پیش کیا گیا ہے یہ اس صورت میں پیش نہیں ہونا چاہیے اور جس شکل میں اس کو پیش ہونا چاہیے تھا - اس کے متعلق میں اپنی کچھ معروضات پیش کرنی چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : آپ بل کے اصولوں پر بحث کیجئے -

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! میں اس کا پس منظر بیان کروں گا - پھر اس کے بعد میں ان کو ڈسکس کروں گا - ویسے اگر آپ برا نہ منائیں جناب سپیکر! تو ابھی جو آپ نے شیخ عزیز احمد صاحب کے اعتراض کی گلوٹین کا ذکر فرمایا ہے اس کا ذکر میں نے اپنے دوستوں سے کیا تھا کہ یہ گلوٹین بالاخر میری تقریر پر چلے گی - اس سے پہلے نہیں چل سکتی اور ہوا وہی ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ ذرا اس گلوٹین کو چلانے کے بجائے مہربانی فرمائیں اور میری بات کو تحمل اور صبر سے سنا جائے - کیونکہ مجھے اس تھل کے علاقے کی تفصیلات معلوم ہیں جو اور کسی کو نہیں ہیں -

مسٹر سپیکر : سارے بل میں آپ کی کوئی ایک بھی ترمیم نہیں ہے - جو آپ کا فرض ہوتا ہے اسے آپ پورا نہیں کرتے اور بعد میں آپ گلا کرتے ہیں - یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج جو آپ کا انداز کلام ہے اور جتنی آپ نے تقریر کی ہے یہ اور وجہ سے بھی غیر متعلقہ ہو سکتی تھی لیکن میں نے نہیں کہا کہ یہ غیر متعلقہ ہے کیونکہ اس سے پیشتر حاجی صاحب اس کے اغراض و مقاصد بیان کر چکے ہیں اور تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں پھر بھی میں اس معاملے میں بے انتہا liberal ہوں -

سردار امجد حمید خان دستی : کسی بات کا اعادہ جناب والا! قطعی نہیں ہوگا - میں بالکل مختصراً آپ کے سامنے عرض کروں گا کہ کسی طرح سے بھی وہ اغراض و مقاصد پورے نہیں ہوئے - اور جناب والا! میں آپ کا قطعاً زیادہ وقت نہیں لوں گا - مجھے آپ تھوڑا سا وقت دے دیں اور میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا اور میں چاہتا ہوں کہ جو وقت مجھے دیا جائے اس کا میں پورا فائدہ اٹھا سکوں اور اس کو صحیح مصرف میں لا سکوں - میں یہ عرض کر رہا تھا جناب والا! کہ مسٹر ظفرالاحسن جب تک اس کے چیرمین رہے تو سڑکیں بنیں - سکول بنے اور ورکشاپیں بھی پوری طرح چلتی رہیں - اس کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ یہ مطلق العنان اتھارٹی ایسی ثابت ہوئی کہ کسی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے کا موقع نہیں ملتا -

وہ اس وقت بدقسمتی سے لاہور امپرومنٹ کے چیرمین بھی تھے اور اس امپرومنٹ ٹرسٹ سے خضرحیات خان کی یادگاریں وابستہ تھیں ۔

Mr. Speaker : I, particularly, as Presiding Offieer, am not interested about the history of Mr. Zafar-ul-Ahsan. Let us avoid it because there may be another member who might get up and say differnce thing about Mr. Zafar-ul-Ahsan was removed which may not be relevant.

Let us be relevant.

سردار امجد حمید خان دستی : میں جناب والا ! یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے بعد حکومت نے کالونائیریشن کے محکمہ کو کمشنر کے تحت کر دیا اور اس کا حشر یہ ہوا کہ مال کے محکمہ میں پٹواری سے لے کر تحصیل دار تک اور سی ۔ او تک نئے ناموں پر یا بے نامی طریقہ پر ہاتھ رنگے ۔ ایک ایک آدمی نے 20/20 مربعے زمین حاصل کر لی اور آج تک اس دھاندلی کی اصلاح نہ ہو سکی اور جن اغراض و مقاصد کے لیے یہ اتھارٹی قائم کی گئی وہ قطعاً پورے نہیں ہوئے ۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ سرگودہا ۔ ساہیوال ۔ لائلپور اور جہاں بھی colonization کا کام شروع کیا گیا وہاں قطعاً کسی مالک سے تین چوتھائی زمین گورنمنٹ نے یا کسی ادارے نے ڈویلپمنٹ کے لیے واپس نہیں لی ۔ لیکن یہاں عجیب قسم کا طریقہ کار تھا اور اس بہانے سے یہ اغراض و مقاصد پورے نہیں ہوئے ۔

Mr. Speaker : Are you criticising the original Act? This is a provision of the original Act that how much land will be taken over by the Governonent and how much land will be given back to the original owner. If that is a provision, this is not the occasion for its discussion.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میں اغراض و مقاصد پر ہی آ رہا ہوں ۔ یہ کس غرض کے لیے کیا گیا کہ تین چوتھائی زمین لے لی جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ پوری پارلیمانی زندگی میں پہلا واقعہ ہے کہ کوئی منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں ۔ آخر جواب کون دے گا ۔ یہ تقریریں اور ہماری گزارشات بالکل بے معنی ہو کر رہ جائے گی ۔ نہ کوئی سنتا ہے نہ ان کی کوئی پرواہ کرتا ہے ۔ اس لیے کہ ان کے پاس ووٹوں کی مجارٹی ہے اور مجارٹی آف ووٹس سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہر بات پاس کروا سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا یہ سمجھا جائے کہ وہ ہمارے دلائل کا جواب دینے کی تاب نہیں رکھتے یا یہ سمجھا جائے کہ وہ دلچسپی نہیں رکھتے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جب تک منسٹر صاحبان تشریف نہیں لاتے اس ہاؤس کو ملتوی فرما دیں ۔ کوئی بل ہو کوئی ایکٹ ہو یا آرڈیننس جو بھی یہاں پیش ہو رہا ہو توگورنمنٹ کا فرض ہے کہ معنویت کی بنیاد پر اور اصول کی بنیاد پر اسے منوائیں ۔ صرف اس بات کا سہارا لے کر کہ مجارٹی آف ووٹس ان کے پاس ہے انہیں دلائل سننے کی ضرورت نہیں انہیں جواب دینے کی ضرورت نہیں ۔ یہ تحریک ہائے ترامیم اور لمبی چوڑی تقاریر کس لیے ہوتی ہیں ۔ کیوں ہم اپنی گزارشات پیش کرتے ہیں ؟

(اس مرحلہ پر جناب وزیر تعلیم صاحب ہاؤس میں تشریف لے آئے)

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مخصوص طریقہ ۔ یہ خاص قسم کی عنایت اور مہربانی اس خطے پر اس لیے کی گئی تھی اور اس بہانے پر کی گئی تھی کہ تین چوتھائی اراضی مالکوں سے حاصل کر کے اور اسے فروخت کر کے وہ رقم بقایا چوتھائی حصہ کی ڈویلپمنٹ پر خرچ کی جائے گی اور اس کے علاوہ یہ بھی رکھا گیا کہ جو بقایا چوتھائی حصہ اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے مالکوں کو دیا گیا اس کے علاوہ ڈویلپمنٹ ٹیکس لگایا اور تین چوتھائی واپس لے لیا گیا اور اس کا

برائے نام گیارہ روپے فی ایکڑ کے حساب سے معاوضہ دیا گیا اور چوتھائی پر جو ڈویلپمنٹ ٹیکس ستر روپے ایکڑ کے حساب ان کو ملا وہ اس پر لگایا گیا - لیکن اس کے باجود اس دوعملی کی وجہ سے جو گورنمنٹ نے ظفرالاحسن کے وقت کے بعد کی یہ ہوا کہ پہلے قطعی طور پر کوئی ڈویلپمنٹ نہ ہوئی اور نہ کسی قسم کی سڑکیں بنیں - جتنے سٹور تھے - ورکشاپ میں جتنا ٹیوب ویل کا سامان پڑا ہوا تھا - اور جتنے قیمتی سٹور تھے ان سب کو خورد برد کر دیا گیا - جب تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو wind up کیا گیا اور اس غرض سے wind up کیا گیا تھا کہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کر کے وہ تمام اغراض و مقاصد پورے کئے جائیں گے جن کے لیے یہ اتھارٹی قائم کی گئی تھی - لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کے بعد بھی جتنی ڈویلپمنٹ ہونی چاہیے تھی قطعی طور پر اس کی طرف دھیان نہ دیا گیا بلکہ جو صورت حال پہلے تھی اسی طرح قائم رہی - اور اب اسے wind up کیا جا رہا ہے - مزید کسی قسم کی ڈویلپمنٹ کرنے کی بجائے (تھل ڈویلمنٹ اتھارٹی یا ایڈمنسٹیریٹر کو بھی اسی لیے wind up کیا جا رہا ہے) اس کی بقایا املاک اور اس کی بقایا جائیداد اس بل کے ذریعے سرکاری خزانے میں اسی لیے ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے تا کہ جتنے قسم کے حالات اس وقت تک تھل میں موجود ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلیاں اور جو دھاندلی بازی آج تک ہوتی رہی ہے وہ بدستور قائم رہے اور اتھارٹی کی جائیداد گورنمنٹ کے پاس چلی جائے -

جناب والا ! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور ان الفاظ کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ بل ناپسندیدہ ہے بجائے اس کے کہ جو نقائص اور دھاندلیاں پہلے ہوتی رہی ہیں ان کو دور کیا جاتا - کیا یہ گیا ہے کہ بقایا تمام جائیداد کو اپنے تصرف میں لانے کے لیے اور اپنے قبضے میں لینے کے لئے گورنمنٹ نے یہ بل پیش کیا ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر : پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا ! آج آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ ہاؤس کچھ وقت پہلے ملتوی ہو جائے گا - لیکن آپ نے

وقت کا تعین نہیں فرمایا تھا ۔ تو آپ کب ملتوی فرمائیں گے جب ساری کارروائی ختم ہو جائے گی ۔ ویسے کل بھی تو دس بجے کے قریب ملتوی ہو گیا تھا ۔ تو میرا خیال ہے کہ اگر جشن کے لیے اور باقی چیزوں کے لیے چھٹیاں ہو سکتی ہیں تو ایک پبلک نمائندہ کی موت پر ہم کچھ وقت فراہم کر لیں تو کوئی بات نہیں ۔ جناب علامہ صاحب کچھ دیر سے آئے تھے اور انہوں نے سارے ہاؤس کے جذبات نہیں سنے تھے اور اس وقت ہم چپ کر گئے تھے ۔ اب میرا خیال ہے کہ کام کافی ہو چکا ہے لہذا ہاؤس کو ملتوی فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لائے جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میاں خورشید انور موجود نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

Mr. Speaker : Clanse 3 is under oonsideration. Amendment No. 2 cannot be allowed as the very Act is frustrated by that. Amendment No. 3 to be moved by Syed Tabish Alwari please,

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن 3 کی سطر 4 و 5 میں الفاظ " اور ان کے بارہ میں یہ متصور ہوگا کہ یہ ہمیشہ سے ایزاد شدہ ہیں " حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amend ment moved is :

> That in Clause 3 of the Bill as recommended by the standing Committee on Revene, the words " and shall be deemed to have always been so added" occurring in lines 3-4, be deleted.

Minister for Revenue : I Oppose it Sir.

Mr. Speaker : Makhdum Hamid-ud-Din to move his amendment please.

Makhdum Hamidud-Din : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standindg Committee on Revenue, in the proposed sub-section (4) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, for the comma and words, "subject to such directions as may be given by Government from time to time" occurring in lines 4—6, the words "with the previous approval of the Government be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee

on Revenue, in the prop sed sub-section (4) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, for the comma and words, "subject to such directions as may be given by the Government from time to time" occurring in lines 4—6, the words "with the previous approval of the Governmsnt" be substituted.

Minister For Revenue : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Haji Mohammad Saifulleh Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

که مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن 3 میں قانون ترقیات تھل مصدرہ 1949ء کی دفعہ 81 کی مجوزہ تحتی دفعہ (4) میں وارد ہونے والے الفاظ " ایڈمنسٹریٹر " اور " ایسی " کے مابین الفاظ " حکومت کی ما قبل منظوری سے اور " ثبت کئے جائیں -

مسٹر سپیکر : آپ کی یہ ترمیم مخدوم حمید الدین صاحب جیسی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں -

سید تابش الوری : " لوگ جس کو بہار کہتے ہیں
ترجمہ ہے مری جوانی کا "

Mr. Speaker : It is more or less the same amendment. I need not read it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں -

که مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں

مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن 3 میں قانون ترقیات تھل مصدرہ 1949 کی دفعہ 81 کی مجوزہ تحتی دفعہ (5) حذف کر دی جائے ۔

Mr. Speaker : How can it be moved.

حاجی محمد سیف اللہ خان : پہلے بھی اس کے بغیر چلتی رہی ہے یہ اتھارٹی نئی لا رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : They are adding it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو وہ اتھارٹی نہیں تھی اگر یہ (5) نہیں تھا ؟ ہم تو کہتے ہیں کہ تحتی دفعہ (5) کی ضرورت نہیں ہے اس کے بغیر بھی کام چل رہا ہے ۔

Mr. Speaker : You are entitled to oppose it but you can't amend it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : This is an amendment for deletion. This should not be a part of this Bill.

مسٹر سپیکر : اگر سب کلاز 4 ہوگی تو How can you delete sub-clause (5) وہ تو consequential ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کام کر سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : writing off لازم و ملزوم تو نہیں ہوتا ہم تو کہتے ہیں سب کچھ پڑا رہے جہاں پر ہے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the proposed sub-section (5) of section 81 of the Thal Development Act, 1949, be deleted.

Makhdum Hameeduddin : Sir I move the amendment :

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Revenue, for the Proviso to proposed sub-section (5) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, the following Proviso be substituted, namely :

> "Provided that cases involving writing off losses for amounts larger than those covered by the powers given by this sub-section shall be referred to and decided by the Government".

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, for the Proviso to proposed sub-section (5) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, the following Proviso be substituted, namely :—

> "Provided that cases involving writing off losses for amounts larger than those covered by the powers given by this sub-section shall be referred to and decided by the Government".

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, before you proceed further I would request that amendment No. 5 has not been put by you in the House which has been moved by me.

Mr. Speaker : This is the same amendment, as No. 4, Now I put it to the House.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس میں ہدایات حذف کر کے یہ لکھا ہے کہ "حکومت کی منظوری کے ماقبل" ۔ میری ترمیم یہ ہے کہ ہدایات اور حکومت کی منظوری ماقبل کے ساتھ وہ کر سکیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-section (4) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, between the words "to" and "such" occurring in line 4, the words "prior approval and" be inserted.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن 3 میں قانون ترقیات تھل مصدرہ 1949ء کی دفعہ 81 کی مجوزہ تحتی دفعہ (۶) حذف کر دی جائے۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the proposed sub-section (6) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmed : Sir I move the amendment :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, after the proposed sub-section (6) of section 81 of the Thal Development Act, 1949, the following new subsettion be added as sub-section (7), namely :—

"(7) The Administrator shall be deemed to have always had the powers to

make such provision as may appear to him to be necessary and expedient for such other matters, including the with holding of the payment of Authority's contribution towards the Provident Fund of a subscriber or the retrenchment, transfer, absorption or reinstatement of the servants of the Authority as may be incidental to or consequential upon the dissolution of the Authority."

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, after the proposed sub-section (6) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, the following new subsection be added as sub-section (7), namely :—

"(7) The Administrator shall be deemed to have always had the powers to make such provision as may appear to him to be necessary and expedient for such other matters, including the withholding of the payment of Authority's contribution towards the Provident Fund of a subscriber or the retrenchment, transfer, absorption or reinstatement of the servants of the Authority as may be incidental to or consequential upon the dissolution of the Authority."

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it.

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, with your permission and with the permission of the House, I want to move that :—

> In Clause 3 "in the said Act" the words "In Section 81" be added after the word 'Act'.

مسٹر سپیکر : آپ کی ترمیم کیا ہے ۔ یہ تو اس میں لکھا ہوا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : کہاں لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس لکھا ہوا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : میرے پاس جو بل ہے اس میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے پاس ایجنڈا نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جو بل سٹینڈنگ کمیٹی میں ٹھیک ہو کر آیا ہے اس میں موجود ہے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا! جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے میں اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تھل ڈیویلپمنٹ ایکٹ کے تحت جو تھل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی تشکیل کی تھی آسے 1969ء میں Administrator کے تحت کر دیا گیا اور اس کو اختیارات دئے گئے کہ تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو ختم کر دیا جائے اور اس سلسلے میں جو اقدام اس نے اس ایکٹ 1969ء کے ماتحت اس وقت تک کئے ہیں ان کی توضیع کے لیے مزید پاورز دی جا رہی ہیں ۔ dissolutoin کے سلسلے میں جو بھی اس کو تکالیف پیش آ رہی ہیں یا اختیارات ہونے چاہئیں ان کے متعلق یہ بل پیش کیا جا رہا ہے اور سب سیکشن (7) کی ایزادی بھی اسی سلسلے میں پیش کی جا رہی ہے تاکہ ایڈمنسٹریٹر اسے wind up کرتے ہوئے باقی تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ جو اس کے ملازمین ہیں ان کے حقوق کا بھی اسی طرح تحفظ کر سکے ۔ ان کو ٹرانسفر کر سکے ۔ انہیں reinstate کر سکے اور انہیں پراویڈنٹ فنڈ ادا کر سکے ۔

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Sahib, you may advocate your own amendments and oppose his amendments.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تو شیخ عزیز احمد صاحب نے ٹیک اپ کیا ہے - تو میں اسی کے متعلق عرض کروں گا - اس وقت شیخ صاحب کی ترمیم ہی زیر غور ہے -

مسٹر سپیکر : تمام ترامیم زیرغور ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جہاں تک ان ترامیم کی اچھائیوں اور برائیوں کا تعلق ہے وہ تو پہلے ہی بیان کی جا چکی ہیں اور یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ باوجود ہماری ان گزارشات کے حکومت اس قانون کو پاس کرانے میں مصر ہے - تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ اسے واقعی ضروری سمجھتے ہیں اور اسے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر پاس کرانا چاہتے ہیں تو برائے خدا آپ پچھلے کئے گئے غیر قانونی ، غلط اور خلاف ضابطہ عمل کی پردہ پوشی کے لیے اسے قانون کا تحفظ نہ دلائیں - ان تمام چیزوں کو جو قانون سے بالا ہو کر ، جو قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی اتھارٹی یا کسی ایڈمنسٹریٹر نے کی ہیں انہیں بدستور خلاف قانون ہی رہنے دیں اور جس شخص نے قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے وہ اختیارات استعمال کئے جو قانون کے تحت اسے حاصل نہیں تھے تو اس کے متعلق اسے سزا ملنی چاہیے - اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے - یہ تو آپ ایک ایسی مثال قائم کر رہے ہیں کہ اس سے دوسرے لوگوں کو ، دوسرے افسران کو اور دوسرے اداروں کو یہ جرأت پیدا ہو جائے گی کہ اب قانون ہمارے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا - اب قانون کی پابندی ہمارے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی اور وہ اختیارات جو قانون ہمیں نہیں دیتا ہم پھر بھی انہیں استعمال کر سکتے ہیں اور جب ہم انہیں استعمال کرلیں گے تو پھر حکومت اسی طریقے سے اسے vaild قرار دے دے گی - قانون کی اس سے بڑی اور کوئی تضحیک نہیں ہو سکتی

اور نہ ہی قانون سازی میں اس سے بڑھ کر کوئی مثال دی جا سکتی ہے - یہ اختیارات انہیں دینا چاہتے ہیں - انہیں تفویض کرنا چاہتے ہیں وہ الگ بات ہے - وہ دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ اختیارات ضروری ہیں یا نہیں ہیں - یہ دئے جائیں یا نہ دئے جائیں اور ہمیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ جس طرح انہوں نے اس کلاز میں یہ provide کیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیارات حاصل ہوں گے تو وہ حاصل کب سے ہوں گے ؟ 1949ء سے وہ تمام اختیارات اس اتھارٹی کو حاصل ہو جائیں گے جو آج یہ ایوان منظور کر رہا ہے اور پاس کر رہا ہے - اس سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ اختیارات جو اس بل کے ذریعے دئے جا رہے ہیں وہ اس سے پہلے قانون میں نہیں تھے اور حکومت نے یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ اختیارات نہ ہونے کے باوجود اس ادارے نے اس اتھارٹی کے چیئرمینوں نے ، اس کے ممبروں نے اور اس کے ایڈمنسٹریٹر نے استعمال کئے - کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ جب قانون کے اندر انہیں یہ اختیارات نہیں تھے اور انہوں نے وہ اختیارات استعمال کئے تو ان کے خلاف انہوں نے کیا کارروائی کی ہے ؟ اگر وہ خلاف قانون اختیارات استعمال کئے گئے ہیں تو ان کا ازالہ اس طریقے سے نہیں ہو سکتا کہ ہر خلاف قانون حرکت کو اور ہر خلاف قانون فعل کو ، ہر خلاف قانون عمل کو قانون کا دوبارہ تحفظ دے کر اسے قانونی شکل دے دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دے دیا جائے - کسی بھی مہذب اور جمہوری معاشرے میں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی - اگر انہوں نے اس ضمن میں کسی قسم کی باز پرس بھی نہیں کی اور ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی بھی نہیں کی اور انہیں اس طریقے سے تحفظ دلا رہے ہیں تو ہم کسی بھی شکل اور کسی بھی حالت میں اس کی تائید اور حمایت نہیں کر سکتے - اس ضمن میں یہ ایوان وزیر موصوف سے ضرور جاننا چاہے گا کہ انہیں یہ ضرورت کیوں لاحق ہوئی کہ اس قانون کا اطلاق ، اس بل کا اطلاق جو 1973ء میں پاس ہو رہا ہے - 1949ء سے ہوگا اور وہ تمام کئے ہوئے کام valid ہو جائیں گے -

کیا وہ اس کی وضاحت فرما سکتے ہیں ۔ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ کیا اس سے ان کی خلاف قانون حرکات validate نہیں ہو جائیں گی ۔ ان کے خلاف قانون عمل باضابطہ نہیں بن جائیں گے ۔ اور کیا وہ اس قسم کی کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال اور اختیارات سے تجاوز کرنے کا ایک نیا دروازہ نہیں کھول دیں گے ؟ ان معروضات کے ساتھ میں یہ التجا کروں گا کہ اگر یہ قانون نافذ کرنا ہے تو آج کی تاریخ سے نافذ کریں یا آج کے بعد سے نافذ کریں وہ چہ جائیکہ آپ اس پر 1919ء سے عمل درآمد کرائیں اور validate کریں ۔

Minister for Education : I am prepared to accept amendment No. 7 subject to the following amendment :—

> That in the proposed proviso, in line 4, between the words "referred" and to the words by the Administrator be inserted.

Mr. Speaker : Makhdum Sahib have you any objection ?

Makhdum Hamid ud Din : I have no objection, Sir.

Mr. Speaker . The following amendment has been proposed by the Minister for Education and Revenue in the amendment moved by Makhdum Hamid-ud-Din :—

> That in the proposed proviso, in line 4, between the words "referred" and "to" the words "by the Administrator" be inserted.

I will now read out the amended amendment which read.

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, for the Proviso to proposed sub-section (5) of Section 81 of the Thal

Development Act, 1949, the following Proviso be substituted, namely :-

"Provided that cases involving writing off losses for amounts larger than those covered by the powers given by this sub-section shall be referred by the Administrator to and decided by the Government."

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں صرف ترمیم نمبر 3 کے متعلق اختصار کے ساتھ کچھ گزارشات کروں گا ۔ جناب والا! اس بل کی ضمن 3 میں کہا گیا ہے :

مذکورہ قانون میں دفعہ 81 کی ذیلی دفعہ (3) کے بعد مندرجہ ذیل دفعات ایزاد کی جائیں گی اور ان کے بارہ میں یہ متصور ہوگا کہ یہ ہمیشہ سے ایزاد شدہ ہیں :

(4) ایڈمنسٹریٹر ایسی ہدایات کے تابع جو حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً دی جائیں اتھارٹی کے حقوق ۔ املاک ۔ اثاثوں کو فروخت کر سکتا ہے اور اتھارٹی کے واجبات ادا کر سکتا ہے ۔

(5) ایڈمنسٹریٹر نقصانات کو قلم زد کرنے کے معاملہ میں ایسے اختیارات کا حامل ہوگا جو حکومت کی جانب سے اس کے انتظامی محکمہ کو عطا کیے جاتے ہیں ۔

جناب والا! میں نے اپنی ترمیم میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اس ضمن میں ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے کہ :

اور ان کے بارہ میں یہ متصور ہوگا کہ یہ ہمیشہ سے ایزاد شدہ ہیں ۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کلاز جو اس وقت ہمارے سامنے ہے اس کے تحت یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ جس روز سے یہ اتھارٹی قائم ہوئی ہے۔ اسی روز سے یہ اختیار اس اتھارٹی کے افسر کو دے دیا جائے کہ وہ تمام املاک اور اثاثوں کو فروخت کر سکے یا ان نقصانات کو قلم زد کر سکے جو اس وقت سے لے کر آج تک ہوئے ہیں ۔ جناب والا! یہ ایسے لامحدود اختیارات ہیں جو اس مرحلے پر کسی طور پر بھی نہیں دیے جا سکتے ۔ ہم کسی حد تک اس پر اتفاق کر سکتے ہیں کہ آپ انہیں یہ اختیار دے دیں کہ کالعدم ہونے کے بعد اس سلسلےمیں جو صورت حال پیدا ہوئی ہے ۔ ان سے نمٹا جا سکے اور اس مرحلے پر وہ حقوق ، املاک اور اثاثوں کو فروخت کر سکتی ہے ۔ لیکن جناب والا! اس سلسلے میں ایک لامحدود عرصے کے لیے لامحدود اختیارات کی منتقلی کسی صورت میں بھی اس ہاؤس کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتی ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا! اور جناب کی وساطت سے متعلقہ وزیر اگر اب بھی اس پر غور فرمالیں تو اس میں اس حد تک ترمیم کر دیں کہ وہ اس حصے کو کہ یہ ہمیشہ سے ایزاد شدہ ہیں ، حذف کر دیں تاکہ وہ بدعنوانیاں ، وہ اغلاط اور وہ غلط کارروائیاں جو بہت پہلے ہو چکی ہیں ، کم از کم ان کو اس بل کے ذریعے قانونی تحفظ حاصل نہ ہو سکے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ حکومت کسی بھی مارشل‌لا حکومت یا اس کے بعد کی غلط کارروائیوں کی توثیق کے لیے اس بل کو پاس کرنا چاہتی ہے ۔ ان کی نیک نیتی کے پیش‌نظر ، جس کا اظہار ابھی متعلقہ وزیر نے کیا ہے ، مجھے توقع ہے کہ وہ اب بھی ہماری اس ترمیم کو قبول کر لیں گے تاکہ ان پر بدعنوانیوں کے قانونی تحفظ کا الزام عاید نہ کیا جا سکے ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the standing Committee on Revenue the words "and shall be deemed

to have alawys been so added" occurring
in lines 3-4 be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : مخدوم حمید الدین صاحب کیا آپ بھی کچھ فرمائیں گے ۔

مخدوم حمید الدین : جی ہاں ۔ میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا ۔

جناب والا! جہاں تک اس بل کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی خصوصیات اور اس کے مضمرات کی میرے دوستوں نے پورے طور پر نقاب کشائی کر دی ہے اور پوری شرح و بسط کے ساتھ اس کی تشریح و توضیح کر دی ہے ۔ ہر جانب اور ہر گوشے سے انھوں نے اس پر روشنی ڈالی ہے ۔ اس کے ترک و اخذ کے سلسلے میں بھی انھوں نے اپنی رائے سے اس پہلو کو آگہی بخشی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت اس بل کا کوئی ایسا پہلو بچ کر رہ گیا ہے جو ہنوز تشنۂ تشریح ہو ۔ میری ایک مختصر سی ترمیم موجود ہے ۔ اس کو مختصراً متعارف کراتے ہوئے میں اس کے سلسلے میں گزارش کروں گا کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کی غایت یہ تھی کہ تھل کا علاقہ جو امتداد زمانہ کے باعث صدیوں سے ، atmospheric, geological اور topographical ترمیات کی وجہ سے بےآب و گیاہ اور بنجر کی حیثیت میں منتقل ہو چکا تھا ، اسے از سر نو سرسبز اور مفید زرعی علاقے میں تبدیل کیا جائے ۔ اس غرض سے اس اتھارٹی کو معرض وجود میں لایا گیا تھا جیسا کہ آپ کو علم ہے ، اس کام کے سلسلے میں قومی خزانے سے کروڑ ہا روپیہ مختص کیا گیا تھا ۔ اس کے مقاصد میں جہاں زرعی سکیمیں اور سکیم ہائے آب رسانی تھیں وہاں agro-oriented industries اور اس کے پروڈکشن کی بھی سکیمیں تھیں ۔ جیسے مثال کے طور پر لائیوسٹاک فارمنگ ہے ، ڈیری اور ملک پلانٹ ہے ، range-management ہے orchards ہیں ، اور جنگلات وغیرہ ہیں ۔ یہ سکیمیں بھی اس over-all project سے متعلق تھیں تاکہ اس علاقے کو صحیح طور پر ترقی دی جا سکے اور اسے زرعی مقاصد کے لیے نہایت ہی مفید اور کارآمد

بنایا جا سکے - مگر جناب والا! جیسا کہ آپ کو علم ہے ، ہماری روایتی انتظامی غفلت کے باعث اور عظیم خسارے و ناکامی کے باعث اس ادارے کو ہست سے نیست کے عالم میں منتقل کر دیا گیا اور اس کو اپنے انجام تک پہنچانے کے لیے ایک ایڈمنسٹریٹر صاحب بھی مقرر کر دیے گئے - جناب والا! اب چونکہ یہ ادارہ wind up ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے earlier statute میں یہ بات presume اور visualize نہیں کی جا سکی تھی کہ اس کو ایک وقت wind up بھی کرنا ہے ، تو wind up جب کیا جائے گا تو اس کے assests and liabilities کو بھی ٹرانسفر کرنا ہوگا۔ اور اس کو dispose off کرنا ہوگا - ظاہر ہے کہ اس وقت اس کی کوئی پروویژن visualize ہو ہی نہیں سکتی تھی - مگر اب جب کہ اس بات کی ضرورت ہے تو اس وقت ایڈمنسٹریٹر صاحب کو اس بنیادی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کچھ اختیارات تفویض کیے جا رہے ہیں کہ وہ اس اتھارٹی کے assests and liebilities کو equitably تقسیم کر سکے اور اسے write off بھی کر سکے اور اسے dispose off بھی کر سکے -

جناب والا! میری اس ترمیم کا مقصد نہایت مختصر یہ ہے کہ اسے زیادہ فعال اور زیادہ محتاط بنانے کے لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ایڈمنسٹریٹر صاحب کو جو بقیہ کام کرنا مطلوب ہے ، کہیں ہماری روایتی غفلت شعاری کے باعث یہ اس کی غفلت کا نتیجہ ہو کر نہ رہ جائے اور وہ اس قسم کی غلطیاں کرے جس سے قومی خزانے کو خسران لاحق ہو - اس لیے میں نے اس کو زیادہ specific بنانے کے لیے عرض کیا ہے - یہ نہیں کہ وہ وقتاً فوقتاً یعنی اس میں non-seriousness کا عنصر پایا جاتا ہے ، جب وہ چاہے ، وقتاً فوقتاً بھیجتا رہے - آرڈرز کے لیے ریفر کرتا رہے - جس کی implication یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آرڈرز accordingly لیتا رہے - یعنی جو کچھ وہ ریفر کرے ، submitted for the orders ،— presumption ہے کہ آرڈرز accordingly لیتا رہے - تو اس کو میں نے amend کیا تھا

"shall be referred to and decided by
the Government."

گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ اس کے اوپر اپنی pronouncement دے سکے - اس لحاظ سے صرف یہ نہیں کہ صرف اس کی یہ ریفرنس کرے اور پھر وہ وقتاً فوقتاً کرتا رہے جب اس کی خواہش ہو ، میں نے یہ ترمیم پیش کی تھی - اور میں محترم جناب وزیر موصوف کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے اس معروضہ کو اس ترمیم کی شکل سے پذیرائی بخشی جس کے لیے میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں -

اس سے قبل جو ترمیم تھی ، وہ یہ ہے کہ حکومت کے previous احکامات کے ذریعے سے وہ assets and liabilities کو فروخت کر سکتا ہے - تو میں جناب وزیر صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ بھی ایک کارآمد ترمیم ہے - بجائے اس کے کہ وہ پہلے فروخت کر دے ، تھوڑی رقم پہ فروخت کر دے ، inequitably فروخت کر دے اور اس کی وقتاً فوقتاً ، جب اس کی خواہش ہو ، وہ آپ سے سفارش کرے ، ریفر کرے - تو بہتر یہی ہے کہ پیشتر اس کے کہ وہ کروڑہا روپیہ کی جائیدادیں اور لاکھوں روپے کی چیزیں dispose off کرنا چاہے یا write-off کرنا چاہے وہ صوبائی حکومت کی اجازت سے ایسا کرے - تو ان الفاظ کے ساتھ جناب والا! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میرے دوستوں کی بھی ترامیم جو انہوں نے پیش کی ہیں کو قبول فرمایا جائے تو یہ قانون نہایت ہی مفید ثابت ہوگا - نہایت ہی مؤثر ثابت ہوگا اور اس کے مفادات جو ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ پورے صوبے کے لیے نہایت ہی خوش‌آئند ہوں گے شکریہ -

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the propesed sub-section (4) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, for the comma, and the words

"subject to such directions as may be given by Government from time to time" occurring in lines 4-6, the words with the previous approval of the Government be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-section (4) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, between the words "to" and "such" occurring in line 4, the words "prior approval and" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing committee on Revenue, the proposed sub-section (5) to section 81 of the Thal Development Act, 1949, be deleted.

(The motion was lost)

Sheikh Aziz hmad : Sir I propose amendment to amendment moved by Makhdum Hamid ud Din :

That between the word 'referred' and "to" the words "by the Administrator" be added.

Mr. Speaker : The amendment to amendment moved and the question is :

That between the word "referred" and "to" the words "by the Administrator" be added.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, for the proviso to proposed sub section (5) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, the following proviso be substituted namely :—

"Provided that cases involving writing off losses for amounts larger than those covered by the powers given by this sub-section shall be referred by the Administrator to and decided by the Government."

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the proposed sub-section (6) of section 81 of the Thal Development Act, 1949, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, after the proposed sub-section (6) of Section 81 of the Thal Development Act, 1949, the following new subsection be added as sub-section (7), namely :—

"(7) The Administrator shall be deemed to have always had the powers to make such provision as may appear to him to be necessary and

expedient for such other matters, including the with holding of the payment of Authority's contribution towards the Provident Fund of a subscriber or the retrenchment, transfer, absorption or reinstatement of the servants of the Authority as may be incidental to or consequential upon the dissolution of the Authority.".

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کی تمہید زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے - چونکہ اس میں کوئی امنڈمنٹ نہیں ہے - اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا! میں یہ تحریک کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء منظور کیا جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور -

سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء منظور کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قومی اسمبلی کے ایک رکن جو اس حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں - ان کے سوگ میں باق وقت کے لیے اجلاس ملتوی کر دیا جائے -

Mr. Speaker : The House is adjourned in the memory of Chaudhary Muhammad Iqbal MNA.

The House shall re-assemble at 8.30 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 19 دسمبر 1973ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا -)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

بدھ ۔ 19 دسمبر 1973ء
(چہار شنبہ ۔ 23 ذیقعد 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس ٹاؤن ہال لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ
اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ
خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ
لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

پ ۲۱   س ۳۱   رکوع ۱۱   آیات ۱۶ تا ۱۸

(لقمن نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا) بیٹا اگر کوئی عمل بالفرض رائی کے دانے کے برابر بھی چھوٹا ہو اور ہو بھی کسی پتھر کی (چٹان) کے اندر یا آسمانوں اور زمین میں مخفی ہو اللہ اسکو (وقت حساب) لاموجود کرے گا۔ بلاشک وشبہ اللہ بڑا باریک بیں اور خبردار ہے۔ بیٹا نماز قائم رکھنا اور لوگوں کو اچھے کام کرنے کا حکم کرتے رہنا اور برائی کے کاموں سے منع کرتے رہنا اور جو بھی کوئی مصیبت تم پر واقع ہو اُس پہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ بلاشبہ یہ بڑی ہمت (و جرأت) کے کام ہیں۔

اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین پر کبھی اکڑ کر نہ چلنا بیشک اللہ کسی اترانے والے خود سر کو پسند نہیں کرتا۔

وما علینا الا البلاغ

قرارداد تعزیت

چودھری محمد اقبال ممبر قومی اسمبلی کا انتقال پر ملال

ڈاکٹر ملک حلیم رضا : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! آج کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے میری استدعا ہے کہ جناب اقبال مرحوم کی وفات حسرت آیات کے سلسلے میں فاتحہ پڑھ لی جائے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر گرامی قدر ! پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان چوھدری محمد اقبال صاحب ایم این اے کی بے وقت وفات حسرت آیات پر دلی رنج اور صدمے کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت‌الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے اور یہ ایوان مرحوم کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لیے صبر و جمیل کی دعا کرتا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون ۔

جناب سپیکر! میں چوھدری محمد اقبال مرحوم کو ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ وہ بڑی باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے ۔ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے اور جس انداز سے ان کی موت واقع ہوئی ہے وہ واقعی بے حد المناک ہے ۔ ہم سب سوگوار ہیں اور ہم سب ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں ۔ اور انسان کے پاس اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ اظہار ہمدردی کر سکے ۔ اس لیے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں قائد حزب اختلاف کی طرف سے پیش کردہ اس قرارداد کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہوں اور مرحوم کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس سے نہ صرف ایک قومی نقصان ہوا ہے بلکہ ذاتی طور پر مجھے اس کا سخت رنج ہے ۔ کیونکہ مرحوم میرے ذاتی دوست ہی نہیں بلکہ وہ بے انتہا خوبیوں کے مالک تھے ۔ واقعی جیسا کہ

علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے فرمایا ہے وہ بڑے باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے اور جس محفل میں بھی بیٹھتے تھے اس کو رنگا رنگ کر دیتے تھے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں ۔ اور دعائے مغفرت کے لیے استدعا کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت مانگی گئی)

مسٹر سپیکر : اس قرارداد پر جن جذبات کا اظہار قائد حزب اختلاف اور وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ نے کیا ہے ۔ میں بھی ان کے ساتھ اس میں شریک ہوں ۔ اب قرارداد منظوری کے لیے ایوان میں پیش کی ہے ۔

قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان چوھدری محمد اقبال صاحب ایم این اے کی بے وقت وفات حسرت آیات پر دلی رنج اور صدمے کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت‌الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے اور یہ ایوان مرحوم کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون ۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! آج تیسرا دن ہے اور وقفہ سوالات نہیں دیا جا رہا ۔ یہ بتایا جا رہا ہے کہ سوالات mature نہیں تھے ۔ حالانکہ سوالات ایسے بھی ہیں جو پچھلے کئی اجلاسوں سے pending آ رہے ہیں اور دوبارہ revise ہوئے ہیں ۔ آخر کوئی تو سوالات ایسے ہوں گے جو آ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب جن ممبران کو اس میں کچھ شک ہے وہ

میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں میں ساری فائلیں ان کے سامنے رکھ دوں گا اور اس میں کوئی غلطی نکل آئی تو ایک گھنٹے کی بجائے دو گھنٹے کسی روز وقفہ سوالات کر دیں گے ۔ مگر اس سلسلہ میں کوئی فاضل رکن میرے پاس تشریف نہیں لایا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا پھر سارے اجلاس میں ہی کوئی سوال نہیں آئے گا ؟

مسٹر سپیکر : 22 تاریخ تک کوئی سوال mature نہیں ہو رہا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب maturity کا کیا criteria ہے یا اس میں کیا دقت ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ میرے چیمبر میں آ جائیں گے تو بتا دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہت اچھا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : یہ راز کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں راز کی بات تو کوئی نہیں ہے ، اب رخصت کی درخواستیں پڑھ لی جائیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

چودھری شبیر حسین چیمہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری شبیر حسین چیمہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مؤدبانہ گذارش ہے کہ میں مورخہ 14-12-73 اور17-12-73 کے اجلاس میں بیمار ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا ۔ مہربانی فرما کر دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend the session from 3rd, to 5th, and 14th and 17 of December due to some inportant engegements. I will be obligned if my request is placed before the House for grant of leave.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں افتخار احمد تاری

مسٹر سپیکر : مندرجہ ذیل درخواست میاں افتخار احمد تاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am feeling unwell and therefore request that I may kindly be permitted leave from 23 Nov., 1973 to 14 December, 1973.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 3—14اور 17 دسمبر 1973ء کو اجلاس اسمبلی میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہوں ۔ براہ کرم تین یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار غلام عباس خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ موجودہ سیشن میں 14 و 17 دسمبر 1973ء کے اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا ۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری علی بہادر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری علی بہادر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 14-12-73 کو
اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ کرم تاریخ
مذکورہ کے لیے رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ سکندر خان

سکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ سکندر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 14-12-1973 کو بوجہ
شمولیت تحصیل کونسل میٹنگ پنڈ دادن خان
گیا اور 17/12 ء کو بوجہ شمولیت ڈسٹرکٹ
کونسل میٹنگ جہلم گیا ۔ براہ کرم رخصت عطا
فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں 14-12-1973 کو بوجہ بخار اسمبلی کی کارروائی
میں حصہ نہیں لے سکا ۔ استدعا ہے کہ رخصت
عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 14 اور 17 دسمبر 1973 کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا۔ رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری منظور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری منظور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں کل مورخہ 17-12-1973 کو بوجہ بخار اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 17-12-1973 کو بوجہ خرابی صحت اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend Assembly meetings on 14th, and 17th, of December, 1973 due to some pre-occupations. Kindly allow me leave of the said dates and oblige. Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان محمد یار خان لاشاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان محمد یار خان لاشاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend Aessmbly Session on 14th and 17th December

due to urgent work. Therefore, I request you to very kindly grant leave for the said dates.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر رستم خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر رستم خان بلوچ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ ناسازی طبع اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 17-12-1973 بروز سوموار حاضر نہ ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ علالت مورخہ 17-12-1973 بروز سوموار اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی شوکت علی چودھری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حاجی شوکت علی چودھری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں حج بیت اللہ شریف کرنے جا رہا ہوں - اس لیے میں اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکوں گا ۔ موجودہ اسمبلی کے اجلاس کے لیے رخصت دی جاوے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خان زادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری مورخہ 17 دسمبر کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ لہذا رخصت منظور کی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری عبدالغنی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری عبدالغنی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I shall be grateful if leave can be granted to me for the current session of the Assembly.

I am proceeding for Haj and hence my inability to attend the session.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

لالہ موسیٰ کی ایک عورت حلیماں بی‌بی پر موضع تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ میں الیاس نامی شخص کی طرف سے مجرمانہ حملہ

مسٹر سپیکر : ملک خالق داد خان بندیال یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت نامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیربحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ تعمیر راولپنڈی میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق شیخوپورہ روڈ پر واقع گاؤں تتلے عالی میں گوجرانوالہ کے ایک کوچوان اسماعیل کی وساطت سے اس کے دوست الیاس نے اپنے ڈیرے پر موضع بینہ تھانہ لالہ موسیٰ گجرات کی ایک جوان سال عورت حلیماں بی‌بی کی آبرو لوٹ لی - حلیماں بی بی کا خاوند ہندوستان میں جنگی قیدی ہے - وہ گوجرانوالہ میں خرید و فروخت کے لئے شیرانوالہ باغ کے سامنے جی‌ٹی روڈ پر اتری اور وہاں سے ناواقف ہونے کی بنا پر شہر جانے کے لئے کرایہ پر تانگہ حاصل کیا جس کا کوچوان اسماعیل ان کے انجان پن کی بنا پر اسے لے کر شیخوپورہ روڈ پر چل پڑا اور راستہ میں الیاس کو بھی ساتھ بٹھا لیا - حلیماں نے راستہ میں احتجاج کیا تو اسے جان سے مار دینے کی دھمکی دی اور خاموش کر دیا - الیاس رات بھر مجرمانہ حملے کرتا رہا - سٹی تھانہ میں رپورٹ درج کرا دی گئی - لیکن کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا - اس خبر سے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! اس کا جواب میں تھوڑی

دیر کے بعد دوں گا۔ اس کا جواب میں نے ابھی منگوایا ہے۔ اس کو بعد میں لے لیا جائے۔

سی آئی اے سٹاف پولیس کی طرف سے فضل حسین کو مردہ حالت میں اس کے گھر موضع فتح پور تھانہ جلال پور جٹاں گجرات میں پنہچانا

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ 'امروز' مورخہ 11 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق فضل حسین کو سی۔ آئی۔ اے سٹاف پولیس 2 دسمبر کو چوری کے شبہ میں گھر سے پکڑ کر لے گئی۔ گذشتہ رات اچانک پولیس والے اسے ٹیکسی میں ڈال کر اس کے گھر موضع فتح پور تھانہ جلال‌پور جٹاں لائے اور ظاہر کیا کہ وہ سخت بیمار ہے۔ اسے دوا پلا دی گئی ہے اور وہ بے ہوش ہے۔ پولیس نے گجرات سے آٹھ میل ٹیکسی میں لانے کا پچاس روپیہ کرایہ بھی وصول کر لیا اور پولیس والے بڑی عجلت میں وہاں سے کرایہ وصول کرکے واپس ٹیکسی میں کھسک گئے۔ لیکن جونہی گھر والوں نے فضل حسین کو دیکھا تو ششدر رہ گئے کیونکہ اس کا جسم اکڑا ہوا تھا اور وہ مردہ حالت میں تھا۔ اس پر سارا گاؤں جمع ہو گیا۔ اس خبر سے عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے... گنتی کی گئی۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے.... گھنٹی بجائی گئی.... کورم پورا ہے۔ وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : اس واقعہ کی جوڈیشیل انکوائری کا آرڈر کر دیا ہے، رپورٹ آنے کے بعد ہی اس نتیجہ پر پہنچ سکیں گے کہ

آیا اس میں پولیس گناہگار ہے یا نہیں اگر کوئی پولیس کا آفسر گناہگار پایا گیا تو اس کو قانون کے مطابق سزا دی جائے گی ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! اس کو معطل کیا جائے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! کسی تحریک التوا کی بنا پر کسی آفیسر کی معطلی کا مطالبہ کرنا یہاں مناسب نہیں ہوگا ۔ البتہ اگر وہ اس انکوائری میں کسی طرح سے رکاوٹ ثابت ہو تو جوڈیشل آفسر اس کی معطلی کی سفارش کر سکتا ہے ۔ اس کی وہاں سے ٹرانسفر کا مطالبہ کر سکتا ہے ۔

مرزا فضل حق : کم از کم میرا مطالبہ یہ ہے کہ اسے تبدیل کر دیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں اس سلسلہ میں جناب وزیر صاحب کی خدمت میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ انکوائری میں اصل اسباب کو دیکھا جائے کہ جس آدمی پر الزام ہے کم از کم اسے تبدیل کر دیا جائے ۔ کیونکہ وہ آدمی جب تک وہاں رہتا ہے وہ انکوائری پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ شہادتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اس طرح انکوائری ہدایات اور واقعات کے مطابق نہیں ہو سکتی ۔ گورنمنٹ اس پر توجہ کرے ۔ عام طور پر ہم نے دیکھا ہے اور ایک قابل وکیل کی حیثیت سے بھی جناب کو اس کا اندازہ ہوگا جب وہ آدمی وہاں موجودہ ہو اس کو وہاں سے تبدیل بھی نہ کیا جائے ، معطل بھی نہ کیا جائے تو وہ انکوائری پر اثر انداز ہو سکتا ہے ۔

Mr. Speaker : Please take notice of it.

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : ایک قابل وکیل کی حیثیت سے جیسا کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے فرمایا ہے آپ کو علم ہوگا کہ جب تک کسی شخص پر الزام ثابت نہ ہو جائے اس کو گناہگار قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ الزامات غلط ثابت بھی ہو سکتے ہیں صحیح بھی ہو سکتے ہیں ۔ چنانچہ

جب جوڈیشل انکوائری کا آرڈر دیا جائے تو جو جوڈیشل انکوائری آفیسر ہوتا ہے اس کے نوٹس میں یہ چیز لائی جا سکتی ہے کہ فلاں آفیسر انکوائری پر اثر انداز ہو رہا ہے شہادتوں پر اثر انداز ہو رہا ہے -

مسٹر سپیکر : اگر آپ کے نوٹس میں یہ چیز لائی جائے تو آپ ایکشن لیں گے ؟

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : اگر انکوائری آفیسر کے نوٹس میں یہ چیز لائی گئی یا ہمارے نوٹس میں لائی جائے کہ فلاں آفیسر شہادت پر اثر انداز ہو رہا ہے لازمی طور پر اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا - اس کو تبدیل کیا جائے گا - لیکن جب تک اس کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس کو تبدیل نہیں کیا جاتا -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! وزیر صاحب کا استدلال یہ ہے کہ کسی آدمی پر الزام ثابت کئے بغیر ملزم قرار نہیں دیا جا سکتا ، یہ سروسز رولز میں بنیادی بات ہے کہ تبدیلی سزا نہیں ہے -

مرزا فضل حق : جناب سپیکر ! یہ ایک پالیسی matter بنایا جا رہا ہے کہ جناب کو بار بار کہا گیا ہے کہ آپ ایک قابل وکیل ہیں - ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک چوری کا جرم ثابت نہیں ہو جاتا وہ یہ بھی کیا کریں کہ کسی کو گرفتار ہی نہ کیا جائے -

مسٹر سپیکر : جب تک کیس prima facie نہ بن جائے کسی کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا -

مرزا فضل حق : جناب والا ! prima facie ہو گیا ہے جب انکوائری شروع کی گئی ہے وہاں لوگوں نے درخواستیں دی ہیں کیس تو ہو گیا ہے -

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that judicial enquiry is being held and the report of the same will be submitted to this House, it is kept pending.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میں آپ کی توجہ مبذول

کروانا چاہتا ہوں ابھی مجھے نوٹس ملا ہے جناب کی طرف سے کہ اس میں کچھ بات قابل وضاحت ہے اگر آپ اجازت فرمائیں تو ابھی عرض کروں ۔

مسٹر سپیکر : میرے چیمبر میں آکر بات کر لیں ۔

رادھے شیام سٹریٹ ۔ نئی انارکلی لاہور میں مکان نمبر 102 کی مخدوش حالت

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مکتوب کے ذریعہ توجہ مبذول کرائی ہے کہ نئی انارکلی لاہور رادھے شیام سٹریٹ نزد سینٹ فرانس ہائی سکول ایک مکان نمبر 102 نہایت ہی مخدوش حالت میں کھڑا ہے ۔ اہل محلہ نے جملہ حکام لاہور کو بذریعہ ٹیلیگرام مکان کی خستہ حالت کے پیش نظر آگاہ کیا ۔ لیکن آج تک مکان بدستور ایک خطرناک اور مہلک حادثہ کا پیش خیمہ بننے کے لیے کھڑا ہے ۔ جب کہ لڑکوں کا ایک ہائی سکول بھی نزدیک ہے اور وہ بچوں کی گزر گاہ بھی ہے ۔ اس خطرناک اور مخدوش مکان کی حالت سے اہل محلہ اور سکول کے بچوں کے لواحقین میں اضطراب اور ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! اس بلڈنگ کو خطرناک قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ البتہ اس بلڈنگ کی دیوار خطرناک حالت میں پائی گئی ہے چنانچہ مالک مکان کو اسے گرانے کے لیے نوٹس دے دیا گیا ہے اور اگر اس نے دیوار نہ گرائی تو لازمی طور پر محکمہ اس کو گرانے کی کارروائی کرے گا ۔

جناب والا ! میں یہاں یہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مکان مذکور میں کرایہدار رہتے ہیں اور مالک مکان کرایہدار سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اور اسے premises سے بے دخل کرنے کے لیے دانستہ طور پر اپنے مکانوں کی مرمت نہیں کرواتے تاکہ اسے خطرناک قرار دیا جا سکے اور

کرایہداروں کو بے دخل کیا جا سکے ۔ چنانچہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی کی جا رہی ہے ۔ اگر مالک مکان نے اس دیوار کی مرمت نہ کرائی تو جیسا کہ قانون میں provide ہے کرایہداران کو کہا جائے گا کہ وہ اس کی مرمت کروا کر اس رقم کو منہا کر لیں اور اگر دونوں فریقوں میں سے کسی نے نوٹس کی میعاد کے اندر اس دیوار کی مرمت نہ کی تو محکمہ اس کو لازمی طور پر گرائے گا ۔ البتہ مکان کی حالت خطرناک نہیں ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی خدشہ ہے کہ کوئی جانی نقصان ہوگا ۔

مرزا فضل حق : وزیر صاحب نے فرمایا ہے دیوار گرنے والی ہے اور اس مکان کو کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ جناب والا ! اگر مکان کی دیوار مخدوش حالت میں ہے تو میں نہیں سمجھ سکا وہ کیسے فرما رہے ہیں کہ مکان مخدوش حالت میں نہیں ہے ۔ مالک مکان کو واضح ہدایات جاری کر دی جائیں کہ وہ اس کو گرائے ۔

مسٹر سپیکر : مکان کو گرائے ؟

مرزا فضل حق : مکان نہیں وہ دیوار جو مخدوش حالت میں کھڑی ہے۔ جناب والا ! گلی کی طرف وہاں نزدیک ایک ہائی سکول بھی ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ اسے نوٹس دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے انجینیر ہونے کے متعلق تو مجھے علم نہیں کم از کم میں انجینیر نہیں ہوں اور نہ ہی چودھری طالب حسین صاحب انجینیر ہیں کہ یہ فیصلہ کر لیں گرا کر ہی خدشہ دور کیا جا سکتا ہے ۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ مالک مکان کو حکم دیا گیا ہے کہ وقت کے اندر اندر اس کی مناسب مرمت کروائے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : میں یہ عرض کرتا ہوں ۔ اس میں پوزیشن یہ ہے کہ ہم ایسے جا کر اس مکان کی دیوار کو نہیں گرا سکتے ہیں ۔ قانون کے مطابق ہمارے لیے لازمی ہے کہ ہم مالک مکان کو یہ نوٹس دیں

کہ وہ specific عرصہ کے اندر اس مکان یا دیوار کو گرا کر اس کی دوبارہ مرمت کرائے یا اس کو تعمیر کرے ۔ اگر وہ مالک میعاد نوٹس کے اندر دیوار کی مرمت نہ کرے تو محکمہ اپنے طور پر اس دیوار کو گرا سکتا ہے اور اس دیوار کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرے گا ۔

مسٹر سپیکر : اس سے زیادہ یقین دہانی آپ کیا چاہتے ہیں ؟

مرزا فضل حق : میری گزارش یہ ہے کہ مرمت جلدی کرائی جاوے ایسا نہ ہو کہ نوٹس کی میعاد گزرنے سے پہلے وہ دیوار گر جائے اور اس کے نیچے بچے دب جائیں ۔

مسٹر سپیکر : انکوائری کے بعد نوٹس دیا گیا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جس اندیشہ کا اظہار انہوں نے کیا ہے ۔ میں نے اس کے متعلق عرض کیا ہے ۔

مرزا فضل حق : آپ روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں ۔ مکان مخدوش حالت میں کھڑے رہتے ہیں ۔ مالک مکان یا کرایہ‌دار ان کی پرواہ نہیں کرتے ۔ جب وہ گرتے ہیں تو اخباروں میں آ جاتا ہے کہ اتنے آدمی ہلاک ہو گئے ہیں ۔ اور اس قسم کے حادثات روزانہ ہوتے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : میں نے جناب یہ نہیں کہا کہ اس دیوار کی حالت خطرناک ہے ۔

مرزا فضل حق : جناب وزیر موصوف نے خود تسلیم کیا ہے ۔ کہ وہ دیوار مخدوش حالت میں ہے ۔ اس کو گرانے کے لیے ہم نے کہا ہے کہ اگر وہ دیوار اتنی مخدوش حالت میں ہے تو اس کو کیوں نہ فوری طور پر گرا دیا جاوے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں مرزا فضل حق صاحب سے یہ عرض کروں گا ۔ کہ پہلے وہ قانون تبدیل کرا دیں کہ ہم بغیر نوٹس کے اس دیوار کو گرا دیں ۔

Mr. Speaker : In view of tht statement and assurance of the Minister, it is not pressed. No what is the position?

مرزا فضل حق : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ دیوار گرائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح تو سارے لاہور کی دیواریں گر جائیں گی ۔

مرزا فضل حق : جناب صرف اس دیوار کی بات ہے جو خطرے کی حالت میں ہے اور گرنے والی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : اس میں صرف اتنی بات ہے ۔ کہ وہ assurance دیں کہ نوٹس دیا جاوے گا اور کارروائی کی جاوے گی ۔

مسٹر سپیکر : نوٹس ہو چکا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : میرے خیال میں امجد حمید خان دستی صاحب اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں تھے ۔ یا سو رہے تھے میں نے عرض کیا تھا ۔ کہ نوٹس دے دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : It is accordingly disposed of.

دفعہ 144 کے تحت ضلع بہاول پور سے باہر کپاس کی برآمد پر پابندی سے کپاس کے نرخوں میں کمی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جاوے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مغربی پاکستان مورخہ 13 دسمبر 1973ء کے مطابق ضلع بہاولپور میں دفعہ 144 کے تحت ضلع سے باہر کپاس کی برآمد پر پابندی عائد ہونے سے ضلع بھر میں کپاس کے نرخ دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں کم ہو گئے ہیں اور روزبروز کم ہوتے جا رہے ہیں ۔ جس کے نتیجہ میں کاشتکاروں اور کپاس کے کاروباری حلقوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے ۔ کہ دفعہ 144

کے تحت ضلع بہاولپور سے کپاس کی برآمد پر پابندی کا حکم فوراً واپس لیا جاوے ۔

مرزا فضل حق : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں نے اس قسم کی ایک تحریک بالکل انہیں الفاظ میں 10 دسمبر کو اسمبلی سیکرٹریٹ میں دی تھی ۔ وہ آپ کے حکم کے مطابق rule out ہو گئی ہے ۔ 14 دسمبر کو پھر بالکل انہیں الفاظ میں ۔ ایک اور تحریک التوا آ گئی ہے ۔ اس کا نمبر 9 ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : اس کا بہتر علاج یہی ہے کہ اس کو بھی rule out کر دیا جاوے ۔ تا کہ کوئی جھگڑا نہ رہے ۔

مرزا فضل حق : مجھے بھی تو پتہ کرنے دیں ۔ کہ میری rule out کیوں ہو رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تو بڑی ایک لمبی چوڑی تحریک التوا دی تھی کہ ایک اندازے کے مطابق ضلع کی چار فیکٹریاں 20 سے 25 لاکھ روپے کما چکی ہیں کیونکہ ضلع میں بڑھتی ہوئی روئی کی برآمد پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اس سے بدعنوانیوں کا دروازہ کھل گیا ہے ۔ آپ کا مضمون تو بڑا ambiguous سا تھا ۔

But the present motion is very specific and relates only to one matter.

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! صوبہ بھر میں کپاس کی کاشت اور اس کی نقل و حمل پر کاٹن کنٹرول ایکٹ 1966ء کے تحت بنائے گئے قواعد کے مطابق کی گئی ہے ۔ ان قواعد کے تحت کپاس کی مختلف اقسام کی کاشت مخصوص اضلاع میں اور ان کے بعض حصوں میں کی جا سکتی ہے ۔ اس طرح کپاس کی نقل و حرکت بلا روک ٹوک اس علاقہ میں ہو سکتی ہے جہاں کپاس کی وہی قسم کاشت کرنے کی اجازت ہو ۔ دوسری قسم کے علاقوں میں کپاس لے جانے کے لیے محکمہ زراعت کے زرعی افسروں سے کپاس کا پرمٹ لینا پڑتا ہے ۔ یہ پابندی اس لیے ضروری ہے کہ کپاس کی

مختلف اقسام کی آپس میں ملاوٹ نہ ہو سکے ۔ اور ہر قسم خالص رہ سکے ۔ ضلع بھاولپور میں کاٹن کنٹرول ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے مطابق ضلع بھاولپور میں کپاس کی تین اقسام AC 134 BS 1 اور دیسی قسم کی کپاس کاشت ہو سکتی ہے ۔ ضلع ملتان میں AC 134 کاشت کرنے کی اجازت ہے ۔ لودھران ۔ میلسی ۔ شجاع آباد کی تحصیلوں میں دوسری دو قسم کی کپاس کاشت کرنے کی بھی اجازت ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ ضلع بھاولپور میں AC 134 کو کاٹن کنٹرول ایکٹ کے تحت ملتان بلا اجازت لایا جا سکتا ہے ۔ مگر BS 1 اور دیسی کپاس جس کی AC 134 سے کم قیمت ہے ضلع ملتان میں نہیں لائی جا سکتی ۔ اس کے لیے پرمٹ ضروری ہے ۔ BS 1 اور دیسی اقسام اگر بلا پرمٹ اور بلا روک ٹوک ملتان لائی جاویں تو AC 134 میں ملاوٹ ہونے کا ڈر ہے ۔ ملاوٹ سے ہماری کپاس کا معیار گر جاتا ہے ۔ اور بین‌الاقوامی ساکھ پر برا اثر پڑتا ہے ۔ لہذا اس غلط رجحان کی روک تھام کے لیے یہ اقدام ضروری تھا ۔ اور کپاس کی نقل و حمل پر پابندی تمام اضلاع میں ہے ۔ دفعہ 144 کاٹن کنٹرول ایکٹ کے تحت قواعد کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے ہے ۔ اگر دفعہ 144 کی پابندی اٹھا لی جاوے ۔ تو بھی کاٹن کنٹرول ایکٹ کے قواعد کی رو سے بھاولپور سے دیسی کپاس اور دوسری BS 1 قسم کی کپاس ملتان نہیں لائی جا سکتی البتہ AC 134 پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ دونوں اضلاع میں کپاس کے نرخوں میں زیادہ فرق نہیں ہے ۔ اس قسم کا تھوڑا بہت فرق ہر جگہ ہوتا ہے ۔ نومبر کے آخری ہفتہ میں BS 1 کے نرخ میں ملتان اور بھاولپور دونوں جگہ پر کوئی خاص فرق نہیں تھا ۔ ان حالات میں جس اضطراب کا اس تحریک میں ذکر کیا گیا ہے ۔ وہ کہیں موجود نہیں ہے ۔ اور میرے خیال میں معزز رکن اس کو press نہیں کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے کہا ہے کہ پابندی اصل میں کاٹن کنٹرول ایکٹ کے تحت ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جی ہاں اس ایکٹ کو مؤثر بنانے کے

لیے یہ پابندی لگائی گئی ہے - اگر پابندی نہ بھی ہو ، تب بھی وہ کپاس وہاں نہیں لے جا سکتے -

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جس مقصد کے لیے قانون بھی موجود ہو ، اسے مؤثر بنانے کے لیے دفعہ 144 کا استعمال کیا جا رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : دفعہ 144 کا قانونی استعمال ایک یہ بھی ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ بہاولپور میں دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں 20 سے 25 روپے [illegible] کم قیمت پر اس وقت نرخ ہوگیا ہے - اور اس سے پہلے جناب والا ! سنہ [illegible] میں 134 روپے اور 140 روپے من کپاس بکی ہے 155 روپے تک بھی ایک م[illegible]لہ پر اس کا نرخ پہنچا ہے - اور یہاں اب یہ صورت حال ہے کہ اس قسم کی پابندی صرف ضلع بہاولپور میں ہے - اور جو باقی علاقے ہیں - اس میں یہ مختلف قسم کی جو کپاس کاشت کرتے ہیں - اس پر پابندی نہیں ہے - یہ پابندی صرف ضلع بہاولپور میں عائد کر دی گئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کپاس کے نرخ گر گئے ہیں - کپاس کے بیوپاری جو ہیں - وہ واپس چلے گئے ہیں - یہ مستقل دستور نہیں ہے - اس دفعہ اس کو مستقلاً نافذ کرکے وہاں کے لوگوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے - اور اب بھی پہنچایا جا رہا ہے - اور کپاس کے جو کاروباری حلقے ہیں - جنھوں نے پہلے سے جناب وہاں رقوم دے رکھی ہیں - وہ بھی اپنی اس کپاس کو وہاں سے اٹھانے کے حق سے محروم ہوگئے ہیں - یہ ایسی صورت حال ہے جناب والا ! جس پر توجہ دینی چاہیے اور اس کے لیے کوئی عرصہ مقرر ہونا چاہیے کہ اگر کپاس نہیں لے جائی جا سکے گی تو ایک ہفتہ کے لیے یا دو ہفتہ کے لیے - اور یہ جو پابندی مستقلاً نافذ کر دی گئی ہے اس کے نتیجہ میں آئندہ یہ اندیشہ موجود ہے کہ بہاولپور کے علاقہ میں کپاس کی کاشت بری طرح سے متاثر ہوگی -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں فاضل رکن کے اس

بیان سے متفق نہیں ہوں کہ وہاں بہاولپور کے عوام کو ناجائز نقصان پہنچانے کے لیے دفعہ 144 لگائی گئی ہے - میں نے پہلے ہی اپنے بیان میں یہ عرض کیا ہے کہ جہاں تک اے - سی - 134 کا تعلق ہے ، ملتان میں بھی اے - سی 134 کاشت ہوتی ہے - اور جن دوسرے علاقوں میں یہ کاشت ہوتی ہے بہاولپور سے دفعہ 144 کے باوجود اے سی - 134 کو وہاں سے لے جانے میں کوئی پابندی نہیں ہے - صرف اس کپاس پر 144 کے ذریعہ پابندی لگائی گئی ہے جو کپاس دوسرے علاقوں میں نہیں ہے - وہ یا ایک دیسی کپاس ہے - اور دوسری جو میں نے عرض کیا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا! میں چیلنج کرتا ہوں کہ ہر قسم کی کپاس پر پابندی ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا ہوں - جناب والا! میں نے اپنے بیان میں یہ واضح طور پر کہا ہے کہ جو کپاس ملتان میں کاشت ہوتی ہے - اے سی 134 اسے بہاولپور سے ملتان لے جانے میں کوئی پابندی نہیں ہے - صرف اس کپاس پر پابندی لگائی گئی ہے جو ملتان میں کاشت نہیں ہوتی ہے - اور اس صرف ایک مخصوص ایریا کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہے - اور قانون حکومت کو اس بات کی اجازت دیتا ہے تاکہ کپاس کی اس ملاوٹ کو روکا جا سکے اور بین الاقوامی ساکھ کو برقرار رکھا جا سکے یہ غلط طور پر پراپیگینڈہ کیا جا رہا ہے کہ کسی علاقے کے عوام کو نقصان پہنچانے کے لیے اس قسم کی پابندی عائد کی گئی ہے - حکومت کے نزدیک پنجاب اور بہاولپور کے عوام میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے ہر قسم کے عوام بہاولپور کے ہوں پنجاب کے یا ملتان کے ہوں حکومت کے لیے تمام برابر ہیں - حکومت تمام کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہماری یہ بھی کوشش ہوگی کہ ہم اس بین‌الاقوامی ساکھ کو قائم رکھ سکیں اور کپاس کی ملاوٹ میں حوصلہ افزائی نہ ہو -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! چودھری طالب حسین صاحب کا ارشاد ہے کہ سارے برابر ہیں ۔ کیا وہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ سندھ کی کپاس پنجاب کی کپاس سے دومہینے پہلے اترنے لگتی ہے ۔ اس کی چنائی پہلے شروع ہو جاتی ہے سندھ میں یہ ڈیڑھ سو روپے کے حساب سے فروخت ہوئی ہے لیکن پنجاب کے متعلق کہا گیا کہ یہ کاروبار حکومت کرے گی تو کپاس کی قیمت 95 روپیہ پر آ گئی ۔ جناب والا! مجھے امید ہے کہ حکومت اس کے متعلق ضرور کچھ سوچے گی ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : مجھے بھی امید ہے کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب جیسے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین کپاس کی نقل و حمل پر پابندی سے کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جس سے منافرت پھیلے میں یہ نہایت ادب سے ان کی خدمت میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ سندھ میں چونکہ کپاس پہلے آ جاتی ہے اور کاروباری لحاظ سے قیمتیں مختلف موسموں میں مختلف رہتی ہیں تو لازمی طور پر جس وقت بین الاقوامی پریشر اتنا زیادہ تھا کہ قیمتیں اوپر تھیں تو پہلے کپاس جب آئی تو اس کی قیمتیں لازمی طور پر زیادہ ہوئی تھیں جب پنجاب میں کپاس کی فصل آئی تو گورنمنٹ کے کسی اقدام سے قیمتیں کم نہیں ہوئیں بلکہ یہ بین الاقوامی رحجان کی وجہ سے ہے ۔

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker ! Sir, the position is different and I would request the Hon'ble Minister to carefully examine the circumstances as I mention. The Cotton Control Act was introduced long time ago to see that the special areas good for special cotton should be developed without mixing of seed. That I accept. But perhaps he does not know that in West Pakistan there are only two areas known for Desi cotton, one is Bahawalpur and the other is Sind, and in the international market this cotton is sold from ginning factories in these areas. In the area of Bahawalpur and Sind, there is no fear or Desi Cotton going into Multan for the purpose of mixture with AC 134, because that

will deteriorate the quality and the premium will be reduced. There is no chance of mixture with 134 in Multan and 134 in regions of Bahawalpur. There is no possibility of seed being spoiled. The mixture has admitted that there is no restriction on movement of 134 or other five varieties. The only answer is this that recently a textile mill has been installed in Bahawalpur area and long staple cotton in Bahawalpur District may be scarce. In order to protect that mill and ensure its supply, the local authorities may have imposed 144 for the purpose. If that be the purpose, then it is protecting a vested interest against the growers. I am sure the Minister will see that this restriction under 144 is removed, because it is not based on fear of export of cotton from Bahawalpur to Multan. Let it go to Liaqatpur that is within the Bahawalpur Division and that grows the same cotton. Why should the growers of Bahawalpur suffer in matter of rates to the advantage of textile mill. If that be the position, I hope the Minister will look into it and review the policy.

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! یہ بالکل بے بنیاد الزام ہے کہ vested interest کو بچانے کی خاطر دفعہ 144 لگائی گئی ہے ۔ مخدوم زادہ صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے مفادات کو تحفظ دینا اس حکومت کے فرائض میں شامل نہیں ہے یہ کسی اور کے فرائض ہونگے ۔ جہاں تک دفعہ 144 کا تعلق ہے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اب بھی وہ کپاس جو دوسرے ایریا میں کاشت نہیں ہوتی محکمہ زراعت سے پرمٹ لینے کے بعد اس کی نقل و حمل کی جا سکتی ہے ۔ جہاں تک 134 کا تعلق ہے اس کی نقل و حمل پر اب بھی کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اس کے باوجود اگر یہ الزام لگایا جاتا ہے تو سوائے اس کے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بے بنیاد ہے ۔ ایسے مفادات کو تحفظ دینا ہمارے فرائض میں شامل نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : Syed Sahib, it is only a matter of notification. If the statement that there is no restriction on 134

is found to be incorrect, you may bring a motion of privilege in the House that a wrong statement has been made.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس مقصد کے لئے 144 کا نفاذ ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے اندر بھی اس کی نقل و حمل نہیں ہو سکتی - یہ چیز قابل اعتراض ہے - ملتان پر اگر آپ پابندی لگا دیں تو ہو سکتی ہے - میں پوچھتا ہوں کہ کیوں نقل و حمل نہیں ہو سکتی اور دفعہ 144 کے نفاذ کا کوئی جواز نہیں ہے -

Mr. Speaker : The statement made by the Minister is that the restriction has been placed under the Cotton Control Act.

Syed Tabish Alwari : No Sir.

Mr. Speaker : Sec. 144 has been promulgated only to ensure that the Cotton Control Act is being abided by.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ جتنی بھی versions جناب وزیر صاحب نے دی ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں اور غلط ہیں - یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ دفعہ 144 لگائی صرف اس لئے جاتی ہے کہ کارخانہداروں اور مل کے مالکان کو تحفظ دیا جائے اور ان کے حقوق کی نگہداشت کی جائے - وہ متعلقہ اتھارٹی سے سازباز کرکے 144 لگواتے ہیں - کاٹن کنٹرول ایکٹ میں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے - اور یہ پابندی نہ لگنے کی صورت میں ایک fair competition ہوتا ہے - جس سے ہر ایریا میں قیمتیں اعتدال پر آ جاتی ہیں - جب آپ پیداوار کو ایک خاص ایریا میں محدود کر دیں تو وہ ختم ہو جاتی ہے -

جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ 134 کو ہم نے allow کیا ہے اور باقی اقسام کو ہم نے disallow کیا ہے تو یہ بھی غلط ہے - میں سمجھتا ہوں کہ دفعہ 144 ساری کاٹن پر ہے اور اگر دیسی پر انہوں نے یہ پابندی لگائی ہے تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اگر دیسی پر پابندی اس لئے ہے

کہ ملتان میں جاکر 134 کے ساتھ mix نہ ہو تو کیا وہ 134 جو بہاول پور میں بھی ہوتی ہے وہاں اس کا mixture نہیں ہو سکتا ؟ جناب والا ! یہ بالکل بے بنیاد چیز ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ وہ اس مسئلے پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور تجارت میں دفعہ 144 کے رجحان کو ختم کریں ۔ growers کی صرف یہی ایک فصل رہ گئی ہے جس سے ان کو کچھ امید ہوتی ہے ۔ اس میں fair competition allow کریں اور ان کے جائز حقوق کی حفاظت کریں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that no restriction has been placed under Section 144 and restriction is udder the Cotton Control Act, and that Section 144 has been promulgated only to ensure the implementation of the Cotton Control Act. I am not admitting this motion. If this is found to be incorrect by any member he can bring a privilege motion.

تحریک التوا نمبر 50 تو پیش ہو گئی ہے اور آج صبح چوہدری طالب حسین نے متعلقہ حکام کو حکم دیا تھا کہ اس کے متعلق رپورٹ فوری طور پر حاصل کرکے پیش کی جائے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری اطلاع کے مطابق یہ رپورٹ آ چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ آ جائے گی تو پیش ہو جائے گی ۔

سرکاری ڈاکٹروں پر اپنی رہائش گاہوں میں کلینک قائم کرنے پر پابندی سے ان میں سرکاری ملازمت سے کنارہ کشی کا رجحان

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز

مورخہ 6 دسمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے صوبہ میں تمام سرکاری ڈاکٹروں پر پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ اپنی سرکاری رہائش گاہوں میں کلینک قائم نہ کریں اور اس کے لیے شہروں میں کرایہ پر دیگر ذریعہ سے پرائیویٹ مقامات پر کلینک قائم کریں - یہ پابندی ان ڈاکٹروں پر ہے جنہیں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دی جا چکی ہے - حکومت کے اس فیصلہ سے نہ صرف ڈاکٹروں میں سرکاری ملازمت سے کنارہ کشی کا رحجان پیدا ہوگیا - بلکہ طبی سہولیات میں رکاوٹ کا اندیشہ بھی پیدا ہوگا - جب کہ حکومت کے اس فیصلے سے عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا! حکومت کو مسلسل اس قسم کی شکایات موصول ہو رہی تھیں کہ سرکاری ڈاکٹر ہسپتالوں میں مریضوں پر زیادہ تر توجہ دینے کی بجائے انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کی رہائش گاہوں پر آئیں اور پرائیویٹ ڈاکٹر کی طرح ان کو فیسیں ادا کرکے اپنا علاج معالجہ کرائیں - چنانچہ اس سلسلے میں مختلف طریقوں پر غور کیا گیا اور دوسرے ملکوں میں رائج قانون پر بھی غور کیا گیا - جناب والا! ظاہر ہے کہ جب بھی کوئی سرکاری ڈاکٹر اپنی رہائش گاہ پر پرائیویٹ پریکٹس کرتا ہے تو ہسپتال کی تمام سہولیات وہ استعمال کرتا ہے - اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنی ذاتی آمدنی میں اضافہ کرتا ہے - اس طرح دوسرے کئی ملکوں میں بھی قانون نافذ کئے گئے ہیں کہ جہاں کہیں کوئی سرکاری ڈاکٹر پرائیویٹ پریکٹس کرتا ہے تو اس کو اس آمدنی کی کچھ percentage کسی کیس میں پچاس فیصد اور کسی کیس میں چالیس فیصد سرکاری خزانے میں جمع کرانی پڑتی ہے - یہاں اس کی implementation میں کچھ رکاوٹیں موجود تھیں - حکومت یہ قطعاً نہیں چاہتی تھی کہ سرکاری ہسپتال اور سرکاری ڈاکٹر ہونے کے باوجود عوام کو کوئی ایسی مشکل درپیش آئے اور انہیں ڈاکٹروں کو جو سرکاری تنخواہ پر کام کر رہے ہیں ، انہیں سرکاری سہولیات موجود ہونے پر اپنی

ذاتی آمدنی میں اضافہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ گورنمنٹ قطعاً اس سلسلے میں حصہ دار نہیں بننا چاہتی کہ گورنمنٹ پر کسی قسم کی الزام تراشی ہو کہ گورنمنٹ نے وہ ڈاکٹر سرکاری ملازم رکھے ہوئے ہیں لیکن ان سرکاری ملازمین کی وہ حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور مریضوں کا پرائیویٹ پریکٹس کے ذریعے استحصال کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی سرکاری ڈاکٹر پرائیویٹ پریکٹس کرنا چاہتا ہے تو لازمی طور پر اسے کسی علیحدہ جگہ پر اپنا کلینک بنانا ہوگا۔

مسٹر سپیکر : پرائیویٹ جگہوں پر ؟

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : پرائیویٹ جگہوں پر نہ کہ سرکاری جگہوں پر اور اس سے یہ تأثر پیدا نہیں ہو سکے گا کہ گورنمنٹ مریضوں کے استحصال میں ان ڈاکٹروں کی مدد کر رہی ہے۔ چنانچہ یہ پابندی اس بنیاد پر عائد کی گئی ہے۔ اس میں قطعاً کسی قسم کا ہیجان پیدا نہیں ہوا بلکہ ایسا قانون نافذ کیا گیا ہے جس سے وہ ضروریات پوری ہوگئی ہیں جو کہ سرکاری ہسپتالوں میں سرکاری ڈاکٹر رکھنے کی وجہ سے ضروری تھیں۔

Mr. Speaker : I am satisfied with the statement of the Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں اس سلسلے میں چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ انہوں نے دو چیزیں بیک وقت فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے کوئی ایسا قانون نافذ کیا ہے، حالانکہ کوئی قانون ایسا نافذ نہیں ہے بلکہ یہ صرف ہدایت ہے۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے باقی دنیا کے قوانین پر غور کیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب انہوں نے تو صرف argument میں کہا ہے اور ساتھ ایک لفظ یہ کہا ہے کہ ہم نے ایسا قانون نافذ کیا ہے۔ قانون نافذ نہیں ہوا یہ صرف حکومت کی ہدایت ہے۔ جناب والا! اس

سلے میں میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جن مسئلے کو یہ بالکل معمولی سمجھ رہے ہیں وہ نہایت اہم مسئلہ ہے - ہمارے ملک میں پہلے ہی ڈاکٹر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے کیونکہ انہیں مشاہرہ پورا نہیں ملتا اور بالخصوص سپیشلسٹوں کی انتہائی کمی ہے - اور پھر جب حکومت انہیں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دیتی ہے اور وہ پرائیویٹ پریکٹس بھی اس وقت کرتے ہیں - جب ان کے office hours ختم ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے مکانات پر کرتے ہیں - یہی ایک چھوٹی سی سہولت ہے - جو گورنمنٹ نے انھیں دی ہوئی ہے - یہی ایک کشش ہے جس کے تحت وہ یہاں ہیں اس سے یا تو وہ پرائیویٹ پریکٹس بند کر دیتے - وہ علیحدہ بات تھی - پرائیویٹ پریکٹس تو وہ کر سکتے ہیں - مگر اپنے کلینک پر کر سکتے ہیں تاکہ ان کی توجہ سرکاری فرائض سے زیادہ ہٹ کر جو اپنے کلینک کی طرف ہوتی ہے وہ اب بچے - جناب والا! یہ بہت اہم اور نازک مسئلہ ہے اس میں ڈاکٹروں کی اور بالخصوص سپیشلسٹوں کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے - اگر کسی کا چھوٹا موٹا اپنا کلینک ہے اور وہ اس نے بند بھی کر دیا تو اس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچے گا کیونکہ اس سے طبی سہولیات میں اضافہ ہوتا تھا - ان کے پاس ان کے مکانات پر اس وقت امیر لوگ جاتے ہیں غریب نہیں جاتے - تو اس سے حکومت کو بھی فائدہ ہوتا تھا اور غریبوں کا کچھ وقت بھی بچ جاتا تھا جو ڈاکٹروں کے پاس ان کے دفتر میں نہیں جاتے تھے بلکہ ان کے پرائیویٹ مکانات پر جاتے تھے - اس طرح سے عوام کو بھی فائدہ تھا اور ڈاکٹر صاحبان بھی خوش تھے - تو اس قسم کی پابندیوں سے ان میں ایک رحجان پیدا ہو جائے گا جو ملک میں پہلے ہی موجود ہے - اگر وہ باہر آ کے مکانات لیں جن کی پہلے ہی قلت ہے یا اس قسم کی دوسری مراعات لیں تو اس کی بجائے حکومت کو چاہیے کہ وہ ان کا مشاہرہ بڑھائے -

Mr. Speaker : I am satisfied with the statement of the Minister that this is not a matter of urgent public importance.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! انھوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ مسئلہ urgent public importance کا نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : He has made a statement and by that I am satisfied.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! کسی موشن کو admit نہ کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے ۔ اگر منسٹر rebut کر دے کہ یہ ہدایت ہوئی ہی نہیں تب ہو سکتا تھا ۔ جب وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ اس قسم کی ہدایت دی جا چکی ہے ۔ اس کے بعد جناب کی satisfaction یہ ہے کہ جب مسئلہ موجود ہے تو آپ ہاؤس کی رائے لیں کہ اسے admit کیا جائے یا نہیں ۔ اس میں importance آ چکی ہے ۔ مسئلہ موجود ہے ۔ وہ میرے allegations تسلیم کر چکے ہیں ۔ اب consideration اس چیز کی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے درست کیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ غلط کیا ہے ۔

Mr. Speaker : He has show a very reasonable cause for not adminithing the motion.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! انھوں نے rebut نہیں کیا انھوں نے اپنی دلیل دی ہے اور میں نے اپنی دلیل دی ہے ۔

Mr. Speaker : He has show a very reasonable cause.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جو موشن دیا جاتا ہے وہ allow یا disallow اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ مسئلہ کی موجودگی سے انکار کریں ۔ یہ تو ایک اہم سوال ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا فیصلہ درست ہے اور ہم کہتے ہیں کہ آپ کا فیصلہ غلط ہے ۔

The matter should be left to the House for decision. I press it Sir.

مسٹر سپیکر : میں اس کا فیصلہ پرسوں کروں گا ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : It may be kept pending

Mr. Speaker : It is pending.

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! ایک چھوٹی سی گزارش کرنی چاہتا ہوں مجھے توقع ہے کہ اس کے بعد ممکن ہے کہ حاجی محمد سیف اللہ صاحب اس موشن کو پریس نہ کریں اور یہ پرسوں کے لئے pending نہ رہے - کیونکہ پرسوں ویسے بھی چھٹی ہے -

مسٹر سپیکر : پرسوں working day ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : ٹھیک ہے جناب والا ! جہاں تک ان کا یہ فرمانا ہے کہ ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے تو میں اس سلسلے میں ان کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت حکومت 80 ہزار روپیہ فی ڈاکٹر اپنی گرہ سے صرف کر رہی ہے ڈاکٹروں کو تیار کرنے کے لئے تاکہ وہ معاشرے کا یہ کام کر سکیں - اور اس معاشرے کی خدمت کر سکیں ورنہ کوئی ایسا اور پروفیشن نہیں ہے جس پر اس سے زائد رقم خرچ ہو رہی ہو - اگر حکومت ان عوام کے ٹیکسوں سے ان ڈاکٹروں کو بنانے کے لئے فی ڈاکٹر اسی ہزار روپیہ خرچ کر رہی ہے تو ان ڈاکٹروں پر بھی کچھ ذمہداری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس معاشرے کی صحیح معنوں میں خدمت کریں - اگر ڈاکٹروں پر اس قسم کی کوئی پابندی عائد کی گئی ہے تو یقیناً اس سے گورنمنٹ کو کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس کو تو عوام کی بہتری کے لئے کیا گیا ہے کہ ان کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کریں - جس طرح تمام شکایات عوام کی طرف سے موصول ہو رہی تھیں کہ ڈاکٹر بجائے اس کے کہ ہسپتال میں مریضوں کا صحیح علاج کریں ان کو مجبور کرتے ہیں کہ ان کی پرائیویٹ رہائش گاہ پر آکر ان کو فیس ادا کریں تب ہی ان کا صحیح علاج ہو سکتا ہے - یہ اس چیز کا تدارک کرنے کے لئے پابندی عائد کی گئی ہے اور مجھے توقع ہے کہ اس سے فاضل رکن کی تسلی ہو گئی ہوگی اور وہ اب اس موشن کو پریس نہیں کریں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں یہی طے ہے کہ آپ اسے next working day تک pending رکھ لیں -

مسٹر سپیکر : انہوں نے ایک request کی ہے - کیا آپ نے سن لی ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں نے سن لی ہے اس کے باوجود میں اسے press کرتا ہوں -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : ٹھیک ہے -آپ اسے pending رکھ لیں -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوا نمبر 50 کے متعلق معلومات میرے پاس آ گئی ہیں اجازت ہو تو عرض کردوں -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! اس میں وفاقی حکومت کی نئی پالیسی و سکیم کے مطابق دیہی اراضی جو اب تک کسی کو الاٹ نہیں کی گئی اور جس پر نہ کسی کا قبضہ ہے نیلام کی جا رہی ہے - اس سکیم کے تحت دیہی اراضی موضع رامن واقع بہاول پور جس کا کل رقبہ 4 کنال ہے مورخہ 7 دسمبر 1973ء کو بذریعہ نیلام عام فروخت کی گئی - نیلام کی باقاعدہ تشہیر کی گئی تھی - اس اراضی کی خرید کے لئے غلام حیدر نے 2005 روپے فی بولی دی تھی جو کہ سب سے زیادہ تھی - لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب بہاول پور نے نیلام کو کنفرم نہیں کیا ہے - علاوہ ازیں چیف سیٹلمنٹ کمشنر صاحب نے بذریعہ گشتی مراسلہ مورخہ 3 دسمبر 1973ء کو تمام متعلقہ افسران کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ نیلامی پروگرام کے مطابق بے شک جاری ہے - لیکن تاحکم ثانی اس نیلام کو کنفرم نہ کیا جائے لہذا اس قسم کی تشویش نہیں ہونی چاہئے -

مسٹر سپیکر : وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں یہ بات غلط ہوئی ہے یہ متروکہ اراضی نہیں ہے بلکہ یہ ایک پرانی آبادی ہے اس کو غلط طور پر represent کیا کہ یہ متروکہ جائداد ہے -

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! اس سلسلے میں میرے پاس مکمل تفصیلات نہیں ہیں ۔ بہتر ہوگا اس کو آپ رکھ لیں ۔ تفصیلات ملنے پر اس کا جواب دے دوں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں چوہدری طالب حسین صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ یہ بستی میرے آبائی مکان سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے اور میں اسے 60 سال کی عمر سے جانتا ہوں کہ یہ متروکہ اراضی نہیں ہے ۔ ہیر پھیر کرکے اس کو متروکہ اراضی قرار دے کر غلام حیدر کو دی گئی ہے ۔ اس کی تحقیقات فرمائیں کہ وہ چار کنال پر مشتمل نہیں ہے بلکہ وہ کم از کم 20 ایکڑ ہے اور اس پر 50 گھر آباد موجود ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں اس کی تحقیقات کر لوں گا ۔ اگر یہ واقعی درست ہوا جو علامہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو ناجائز طور پر متروکہ جائداد قرار دیا گیا ہے تو ان افسران کے خلاف سخت کار روائی کی جائے گی اور نیلام منسوخ کر دیا جائے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس کو پنڈنگ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کو ملتوی کیا جاتا ہے ۔

وزیر ہاسنگ و لوکل گورنمنٹ : ٹھیک ہے جناب ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درختہا پنجاب مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 85 بابت 1973)

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں مسودہ قانون شجر کاری و نگہداشت درختہا پنجاب مصدرہ 1973 پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درختہا پنجاب مصدرہ 1973 ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within fifteen days,

---

مسودہ قانون پنجاب پبلک سروس کمشن مصدرہ 1973

(مسودہ قانون نمبر 73 بابت 1973ء)

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں -

- کہ مسودہ قانون پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات نے سفارش کی ہے فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ مسودہ قانون پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے -

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے عرض ہے کہ اس مقننہ کی قانون سازی کو صوبے کے حقائق سے ہم آہنگ کرنا نہایت ضروری ہے - میں یقیناً حیرت و استعجاب کا اظہار کرتا ہوں کہ آج یہ لا

یعنی لا حاصل اور حقیقت اور معنویت سے محروم قانون اس لئے ایوان میں پیش کیا گیا ہے کہ اس ملک کے 210 ملازمین کی بغیر چارج شیٹ دیئے چھٹی کر دی جائے ۔ جس پبلک سروس کمیشن کی حیثیت یہ ہو کہ ایک سو مجسٹریٹ متعین کرنے کی سفارش کی ہو اور ہائی کورٹ کے محترم جج صاحبان تین ماہ تک اس کام پر لگے رہے ہوں اور اس کے بعد جناب والا! وزیر خزانہ نے اس ایوان میں یہ یقین دہانی کرائی 100 مجسٹریٹوں کی تقرریاں عمل میں لائی جائیں گی اور اس کے بعد اگر مقرر نہ کیا جائے تو جناب اس پر سروس کمیشن کے اس ادارے کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے ۔ جس کے لئے اس ادارے کی ترتیب ضروری سمجھی گئی ہے ۔ اسی لئے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا (ترجمہ) ''وہ رائے کوئی رائے نہیں جس کی اطاعت نہ کی جائے ۔'' حوالہ کے طور پر اس صوبہ میں چالیس نائب تحصیلدار مقرر کئے گئے اور یہ بورڈ آف ریونیو مقرر کرتا تھا اور اگرچہ پبلک سروس کمیشن نے مقرر نہیں کئے تھے اس کے متعلق سابق وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد نے یقین دلایا تھا کہ یہ تقرریاں عمل میں لائی جائیں گی لیکن ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں اور یہ 61/62 کرتے پھرتے ہیں ۔ جناب والا! پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ جو اس ایوان میں زیربحث لائی تھی اس کو بھی نہیں لایا گیا ۔ جو پبلک سروس کمیشن کی رائے کا احترام نہیں کرتے اور جس پبلک سروس کمیشن کی رائے پر اس وقت تک عمل نہیں کیا جاتا جب تک وہ اپنی مرضی کے تابع نہ ہو۔ جناب والا! میں اس کی پرزور مخالفت کرتا ہوں کیونکہ ایسے ادارہ کی کوئی وقعت نہیں ہے ۔ کوئی مقام نہیں ہے ۔ جس کا کوئی احترام نہ ہو جو مؤثر نہ ہو۔ جس کی رائے کا حکومت کوئی احترام نہ کرے ۔ جس کی رائے کو حکومت احترام کی نظروں سے نہ دیکھے ۔ وہ ایک سایہ لاحاصل والی بات ہے ۔ اگر اس پبلک سروس کمیشن کے بل کے ساتھ حکومت واقعی کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ انہوں نے اپنی روش تبدیل کر لی ہے اور وہ پبلک سروس کمیشن کی رائے کا احترام کرے گی پھر یقیناً پبلک سروس

کمیشن کا بننا ضروری ہے ۔ لیکن ان کی سابقہ روش جو رہی ہے ' اس کے پیش نظر سارے سرکاری ملازمت کے خواہاں پڑھے لکھے نوجوانوں اور تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی مشکلات کسی طور حل نہیں ہو سکتیں ۔ پبلک سروس کمیشن کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ یہ خودمختار ادارہ ہوتا ہے جو پوری آزادی کے ساتھ پوری خود مختاری کے ساتھ merits اور demerits پر فیصلہ کرتا ہے اور حکومت کو اس پر عمل کرنا پڑتا ہے ۔ ایک کلاز ہوتی ہے کہ اگر کسی بارے میں صوبہ کا گورنر ان کی سفارش کو ناجائز اور غیر ضروری سمجھے تو اس کو وہ back reference کر سکتا ہے یا نامنظور بھی کر سکتا ہے ۔ ہماری تاریخ نہایت مختصر تاریخ یعنی 25 سال ہے لیکن انگریز کی تاریخ میں یہ واقعہ نہ ہوا اور ہماری تاریخ میں بھی ایوب آمریت کے دور میں میرے علم میں تین چار کیسز ہیں جن کے متعلق پبلک سروس کمیشن کی سفارش کو گورنر نے منظور نہ کیا ۔ لیکن اس دو سال کے عرصہ میں ایک سو مجسٹریٹ اور 40 نائب تحصیلداروں جو منتخب ہو چکے تھے ، ان کا انتخاب کالعدم قرار دے دیا گیا ۔ اس لئے میں کہوں گا کہ ان تکلفات میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ چار آدمیوں کو نوکر رکھا جائے اور ٹریبونل کا چیرمین بھی ہو ۔ اقتصادی لحاظ سے بھی اس کے لئے ہمارا صوبہ متحمل نہیں ہو سکتا ۔ یہ جو چاہیں کریں ۔ انہوں نے ملازمین کو اتنا بےکار کر دیا ہے کہ نہ ان کو آئینی تحفظ ہے اور نہ قانوناً کوئی تحفظ ہے ۔ اب سرکاری ملازم اس قدر لاوارث ہیں کہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے ۔ ان کی پسند اور ناپسند پر فیصلہ ہے کہ کون سا افسر کس کرسی کا مستحق ہے اور کب تک اس کرسی پر رہ سکتا ہے ۔ اگر ان کی پسند ہو تو تو اس کو توسیع بھی مل سکتی ہے چاہے 85 سال کے بعد ہی کیوں نہ ہو اور اگر ان کی پسند نہ ہو تو دس سال کے بعد بھی بغیر چارج شیٹ کے نکالا جا سکتا ہے ۔ اس لئے جناب والا اس کار بے خیر کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That the Punjab Public Service Commission Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th January, 1974.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the Punjab Public Service Commission Bill, 1973 as remommended by the Standing Committee on Services General Administration and Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th January, 1974.

Minister for Housing and Local Government : I oppose it :

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move .

That the Punjab Public Service Commission Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th January, 1974 :

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Mian Muhammad Rafi.
3. Mirza Tahir Beg.
4. Syed Tabish Alwari.
5. Malik Ghulam Nabi.
6. Chaudhri Jamil Hassan Khan Manj.

7. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
8. Mian Mustafa Zafar.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

Mr. Speaker : The mation is :

> That the Punjab Public Service Commission Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th January, 1974 :

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Mian Muhammad Rafi.
3. Mirza Tahir Beg.
4. Syed Tabish Alwari.
5. Malik Ghulam Nabi.
6. Chaudhri Jamil Hassan Khan Manj
7. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
8. Mian Mustafa Zafar.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

Minister for Housing and Local Government : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! مجھے اجازت دیں کہ میں پرنسپل کو اس کے ساتھ اکٹھا ہی take up کر لوں ۔

مسٹر سپیکر : مناسب ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج کا یہ بل جو پبلک سروس کمیشن بل کے نام سے موسوم ہو کر اس ایوان میں منظوری کے لیے

زیر غور ہے - پیش کیا گیا ہے - یہ اہمیت کے اعتبار سے نہایت ہی اہم اور قابل توجہ قانون اور بل ہے - جناب والا ! جب سے انتظامیہ کا وجود عمل میں آیا ہے ہمیشہ اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ سرکاری انتظامیہ جو حکومت کے تحت کام کرتی ہے - جو صوبے کے عوام کے مفادات اور حقوق کے تحفظ کے لیے قائم کی جاتی ہے اس پر ہمیشہ عوام کا حق رہے - وہ عوام کی ملکیت رہے اور انہیں پبلک سرونٹس کہا جائے اور متصور کیا جائے - کسی بھی حالت اور شکل میں اس انتظامیہ کے بارے میں عوام کے اندر یہ تاثر پیدا نہ ہو کہ یہ انتظامیہ ہماری نہیں ہے - یہ افسر ہمارے نہیں ہیں - یہ ملازمین ہمارے نہیں ہیں بلکہ یہ کسی مخصوص فرد - کسی مخصوص فرقہ یا کسی مخصوص طبقہ کے مفادات کا تحفظ کر رہی ہے - اور ہمارا اس سے کوئی رشتہ اور کوئی واسطہ نہیں ہے -

جناب والا ! شروع میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی یہاں آئی اس کے بعد اور اس کے قبل کی جتنی بھی حکومتیں قائم ہوتی تھیں ان کے اندر زیادہ تر شخصی تاثر دیا جاتا تھا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی تھی کہ حکومت صرف فرد واحد کی ہے - انتظام اور حکم صرف فرد واحد کا ہے اور جتنی مشینری ہے وہ فرد واحد کے چشم و ابرو کے اشارے پر کام کرے گی اور کرتی ہے - جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا حالات بدلتے گئے - عوام میں بیداری پیدا ہوتی گئی اور جمہوری تقاضے شروع ہوئے تو انگریزوں نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ وہ لوگ جنہیں گورنمنٹ سرونٹس کا نام دیا جاتا ہے اور جن کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کریں اور گورنمنٹ کے فرمان کی تعمیل کریں چاہے قانون کے تقاضے کچھ ہوں مگر حکومت وقت جو کچھ کہے - جو بھی اس کی منشا ہو اسے پورا کیا جائے - جب اس وقت کی حکومت نے جسے ہم سامراج کی حکومت کہتے ہیں لوگوں کے اس تاثر کو دیکھا کہ لوگوں میں انتظامیہ کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی ہے تو اس نے یہ سوچا کہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو عوام کے اندر یہ تاثر پیدا کر سکے کہ یہ انتظامیہ عوام کی ملکیت ہے-

یہ انتظامیہ عوام کی خدمت کے لیے ہے - یہ انتظامیہ عوام کے احکام کی تکمیل کے لیے ہے اور وہ قانون کی بالا دستی کے تحت رہ کر کام کرے گی - اس کے تحت سب سے پہلا کام یہ کیا گیا کہ گورنمنٹ سرونٹس کی ٹرم تبدیل کر کے انہیں پبلک سرونٹس کا نام دیا گیا اور پھر انتظامیہ کو منضبط کرنے کے لیے - ان ملازمین کو منضبط کرنے کے لیے - ان کی تقرریوں کو - ان کے مفادات کو - ان کی بہتری کو اور ان کے حقوق کو تمام مرحلوں پر منضبط کرنے کے لیے اس پبلک سروس کمیشن کا نظام قائم کیا گیا -

جناب والا ! میں زیادہ لمبا وقت لینا نہیں چاہتا اور لمبی وضاحت بھی نہیں کرنی چاہتا - چونکہ یہ معاملہ صوبے سے متعلق ہے اور موجودہ بل کا تعلق ہمارے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ہے اس لیے میں پنجاب کی تاریخ بیان کروں گا کہ پنجاب میں سب سے پہلے پبلک سروس کمیشن کے قیام کا فیصلہ کب ہوا - اس کا فیصلہ ایک باہمی معاہدے کے تحت سرحد اور پنجاب کے مابین 24 اپریل 1937ء کو کیا گیا - اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان دونوں صوبوں میں ایک ہی پبلک سروس کمیشن قائم کیا جائے اور اس معاہدے کی رو سے اس پبلک سروس کمیشن کا قیام یکم مئی 1937ء کو عمل میں آیا -

مسٹر سپیکر : آپ موجودہ بل کے اصولوں کے متعلق بھی کچھ بیان کریں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اسی کے متعلق بیان کر رہا ہوں کہ یہ پبلک سروس کمیشن کیا ہے اور جناب یہ **initial** بل ہے یہ ترامیم نہیں ہیں کہ میں اپنے آپ کو صرف ترامیم تک ہی محدود رکھوں -

Mr. Speaker : Please come to the principles of this Bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اسی پبلک سروس کمیشن کے متعلق بیان کر رہا ہوں کہ یہ کمیشن کب سے قائم ہوا - اس کی ماضی کی تاریخ کیا ہے اور یہ بل ہمیں کتنا فائدہ دے گا - یا کتنا نقصان دے گا -

کیا اس میں کوئی خاص مقصد کارفرما ہے ۔ جب تک یہ تمام حقائق سامنے نہ لائے جائیں کوئی فاضل ممبر یہ نہیں سوچ سکتا کہ یہ کمیشن ہم کیوں قائم کر رہے ہیں ۔ اس کے فرائض کیا ہوں گے اور موجودہ بل کن مقاصد کے تابع لایا جا رہا ہے ۔ یہ تو بڑا وسیع مضمون ہے اور میں اسی کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ اس صوبے میں سب سے پہلا کمیشن کب قائم ہوا اور کس قانون کے تحت قائم ہوا ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ سب سے پہلے یہ یکم مئی 1937ء کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کی پروویژنز کے تحت قائم کیا گیا اور وہ پبلک سروس کمیشن دونوں صوبوں پر مشتمل تھا ۔ جناب والا ! اس پبلک سروس کمیشن کے اختیارات و فرائض اور وہ اختیارات و فرائض جو سامراجیوں نے اس صوبے کے عوام کو دئے تھے ۔ جب انگریز کے وقت میں وہ پہلا پبلک سروس کمیشن بنا تھا اس کا موازنہ میں ما بعد کر کے دکھاؤں گا کہ اس کے فرائض کیا تھے اور جو پبلک سروس کمیشن آج عوامی نمائندوں کی طرف سے ۔ عوامی حکومت کی طرف سے ۔ عوامی ادارے کی طرف سے بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس میں ہمیں کیا دیا جا رہا ہے ۔ اور وہ پبلک سروس کمیشن جو آج ہم سے منظور کرایا جا رہا ہے وہ اپنے تقاضے بھی پورے کرے گا یا وہ ایک ڈھونگ اور ایک فریب ہوگا ۔ اسے میں آگے چل کر ثابت کروں گا ۔ اور اس کے متعلق facts and figures بیان کروں گا ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ وہ پبلک سروس کمیشن کام کرتا رہا اور جب ملک تقسیم ہوا تو پھر گورنمنٹ آف انڈیا انڈی پنڈنس ایکٹ کے تحت اسے تحفظ دیا گیا اور پھر دوبارہ اس کا قیام عمل میں آیا ۔ اس کے regulations frame کئے گئے اور پھر اس کی حیثیت بدستور قائم رکھی گئی ۔ اس کے بعد جناب والا! اس ملک میں سب سے پہلے آئینی لحاظ سے جو پبلک سروس کمشن قائم ہوا ، وہ 1956ء کے آئین کے تحت اس صوبے کے اندر کنسٹی ٹیوشنل پبلک سروس کمشن قائم ہوا ۔ اس کے بعد پھر پبلک سروس کمشن کو آئینی تحفظ حاصل ہوا ۔ 1962ء کے

آئین کے تحت بھی پبلک سروس کمشن قائم رہا ۔ جب 1962ء کا آئین ختم ہوا تو کے بعد عبوری آئین نافذ کیا گیا ۔ عبوری آئین کا بطور خاص میں اس لیے حوالہ دے رہا ہوں کہ وہ اسی موجودہ حکومت اور برسراقتدار پارٹی کی طرف سے بنایا گیا تھا ۔ اس میں بھی پبلک سروس کمیشن کو آئینی تحفظ دیا گیا ۔ جناب والا ! میں یہ بحث نہیں کروں گا کہ موجودہ پبلک سروس کمشن کو آئینی تحفظ نہیں ۔ یا اسے آئینی تحفظ ہونا چاہیے ، کیونکہ یہ فورم نہیں اور یہ ایوان اس کا مجاز نہیں ۔ competent نہیں ۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جب اس کو آئینی تحفظ نہ دیا گیا اور اس کو اس ایوان کی صوابدید پر رکھ دیا گیا کہ صوبائی اسمبلیاں اس امر کی مجاز ہوں گی کہ وہ اپنے صوبے کے لیے پبلک سروس کمیشن کو قائم کریں تو ہمیں بے پناہ مسرت اور خوشی ہوئی کہ اب وہ تمام خامیاں جو پہلے آئین میں رکھ دینے کے بعد اس اسمبلی کے دائرہ کار سے نکال دی جاتی تھیں ۔ اس ایوان کو انہیں ٹھیک کرنے اور دور کرنے کا حق نہ ہوا کرتا تھا ۔ ہمیں خوشی تھی کہ اب مستقل آئین کے تحت صوبائی اسمبلی کو اپنے صوبے کے لیے ایک پبلک سروس کمشن قائم کرنے کا اختیار دیا گیا ہے تو اب ہم وہ تمام نقائص ، تمام برائیاں ، وہ تمام curbs وہ تمام پابندیاں جو پبلک سروس کمشن پر پہلے قوانین کے تحت عاید کی جاتی تھیں ۔ ان کو دور کریں گے اور اپنے صوبے کے عوام اور اپنی انتظامیہ کے سامنے ایک ایسا پبلک سروس کمیشن رکھیں گے ۔ جس سے ہر شخص اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکے گا ۔ جناب والا ! ہمیں انتہائی مایوسی ہوئی ۔ صرف ہمیں نہیں ، بلکہ عوام کو انتہائی طور پر مایوسی ہوئی ۔ یہ سلسلہ عوام تک ہی محدود نہیں رہا ، بلکہ ان کی اپنی انتظامیہ تک مایوسی ہوئی جب انہوں نے موجودہ بل کو اور موجودہ قانون کو دیکھا جس کو بنوایا جا رہا ہے ۔ کیا یہ پبلک سروس کمشن کی تکمیل کی جا رہی ہے ؟ کیا یہ صرف اس لیے قانون بنایا جا رہا ہے کہ یہاں یہ ایک پبلک سروس کمشن ہو یا اس کو ان مفادات اور تقاضوں کے تابع بنایا جا رہا ہے جن کے تابع اس قسم کے اہم ترین ادارے کا قیام

ضروری ہوتا ہے ۔ جناب والا! جناب نے بھی اس قانون کو ملاحظہ فرمایا ہوگا ۔ اس سارے بل کو جناب نے بھی دیکھا ہوگا ۔ آپ نے دیکھا کہ جب ہم ایک معمولی سا معمولی بل بناتے ہیں تو اس میں بھی ہم پوری چھان بین کرتے ہیں ۔ اس میں بھی ہم قانون کے اور بنیادی حقوق کے اور ہر چیز کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ لیکن یہ قانون جو ہمارے سامنے رکھا گیا ہے ۔ اس میں ہر چیز کو بالائے طاق رکھا گیا ہے ۔ اس میں ملازمین کو کسی قسم کا تحفظ دیا گیا ہے اور نہ ہی اس میں پبلک سروس کمشن کے فنکشنز واضح کیے گئے ہیں کہ وہ کیا ہوں گے ۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ پبلک سروس کمشن تو ملازمین کے حقوق ، ان کی سروسز ، ان کی ٹرمز اینڈ کنڈیشنز اور ان کے تمام تر معاملات کا محافظ ہوتا ہے ۔ لیکن اس پبلک سروس کمشن میں تو خود پبلک سروس کمشن تک محفوظ نہیں رہا ، اس کے ارباب تک محفوظ نہیں رہے ۔ انہیں پتا نہیں کہ ان کی قسمت کا فیصلہ کیسے ہوگا ۔ وہ کس حد تک محفوظ ہیں ۔ اگر وہ صحیح معنوں میں ، قانون کے تقاضوں کے مطابق چل کر کام کریں ، قانون کی بالادستی کو تسلیم کریں ، افراد کی خوشنودی سے روگردانی کریں تو ان کا تحفظ ہوگا ۔ مگر اس قانون میں کسی بھی شخص کو کوئی تحفظ نہیں دیا گیا ۔ خود پبلک سروس کمشن کو تحفظ نہیں دیا گیا جس سے یہ توقع کی جا رہی ہے کہ وہ سروسز کے مفادات ، سروسز کے انتظام ، سروسز کے ریگولیشنز اور سروسز کے کنٹرول کو زیادہ بہتر کرے گا ۔ اس میں خود کمشن کو تحفظ حاصل نہیں ۔ جب انہیں اپنی قسمت کا پتا نہیں تو وہ دوسروں کی قسمت کا فیصلہ کیسے کریں گے ۔

جناب والا ! آپ یہ دیکھ کر اور سن کر حیران ہوں گے کہ جو فرائض اس پبلک سروس کمیشن کے پہلے قوانین میں رکھے گئے ۔ کن قوانین میں ؟ جو سامراج نے بنا کر دیے ، انگریزوں نے بنا کر دیے ، گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ذریعے بنا کر دیے ، پھر ہماری آئین ساز اسمبلیوں نے بنا کر دیے ۔ چاہیں ، آپ 1956ء کو بھی چھوڑ دیں ، آپ 1962ء کو بھی

چھوڑ دیں ، ہمیں کم از کم اتنا تحفظ تو پبلک سروس کمیشن کو دینا چاہیے تھا ۔ اس کے لیے ہمیں اتنی مراعات اور پروویژنز تو رکھنی چاہیے تھیں ۔ جتنی ہم نے عبوری آئین میں رکھی تھیں ۔ اس وقت چونکہ آئینی تحفظ دینا مقصود تھا ۔ اس لیے اس کے فنکشنز ، فرائض اور مراعات اور حقوق سارے اس عبوری آئین میں دے دیے گئے ۔ جناب والا ! اب جب کہ یہ ادارہ اس قانون کو بنانے ، اس پبلک سروس کمشن کو بنانے میں خود مختار ہے تو ہمیں چاہیے تھا کہ اگر ہم زیادہ کچھ نہیں دے سکتے تھے ۔ اگر ہم زیادہ کچھ نہیں کر سکتے تھے ۔ اگر ہم عوام کو یہ تاثر نہیں دے سکتے تھے کہ پبلک سروس کمشن سروسز کو عوام کا خادم بنانے کے لیے ہے ۔ قانون کا پابند بنانے کے لیے ہے ۔ تو کم از کم اتنا تو کر دینا چاہیے تھا کہ جو کچھ آپ نے پہلے خود ہی بنایا تھا اور خود ہی دیا تھا ۔ وہی کچھ تو اس میں رکھ دیتے ۔ چلو ، اس سے بھی منشا اور کچھ تقاضے پورے ہو جاتے ۔ آپ نے تو اسے بھی بالائے طاق رکھ دیا ۔ جناب والا ! میں نہیں سمجھ سکا کہ جو تاثر دیا جاتا رہا ہے کیوں اس کی صریحاً نفی ہو رہی ہے ۔ ہم نے پبلک سروس کمشن کو اس لیے تحفظ نہیں دیا کہ ہر باشعور شہری یہ سمجھتا رہے اور اپنی حد تک اس کو درست سمجھتا رہے کہ صوبے کے عوام اپنی ضروریات اور اپنی منشا کے مطابق اس کو صحیح اور جامع بنائیں گے ۔ اس لیے آئین میں اس ادارے کا قیام تو رکھ دیا گیا ہے اور باقی اپنے صوبائی اداروں کی صوابدید پر رکھ دیا گیا ہے ۔ ہم نے اس کی بھی نفی کر دی ہے ۔ حقیقت یہ ہے جناب والا ! کہ اگر یہ قانون اسی شکل میں جس شکل میں اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ منظور کر لیا گیا اور اس صوبے پہ نافذ کر دیا گیا تو یقین جانیے کہ اس صوبے میں پھر ایسٹ انڈیا کمپنی کا دور شروع ہو جائے گا ۔ پھر وہ ملازمین جن کے متعلق انگریزوں نے گورنمنٹ سرونٹس کی ٹرم ختم کر کے پبلک سرونٹس کا نام دیا تھا ، پرسنل سرونٹس کی کیٹگری میں داخل ہو جائیں گے ۔ یہی کوشش کی گئی ہے ۔ یہ نہیں کہ ایک قانون پاس ہو گیا تو وہ بنیں گے ۔

نہ ہوا تو نہیں بنیں گے - ہو سکتا ہے کہ اپنی صفائی میں وہ اتنا کہہ دیں کہ جناب ، یہ ٹھیک ہے کہ اس میں وہ تقاضے نہیں - یہ ٹھیک ہے کہ اس میں وہ تحفظات نہیں یہ ٹھیک ہے کہ یہ قانون جامع نہیں - مگر آپ ہمارے وعدوں پر اعتبار کریں - ہم پر یقین کیا جائے - ہم عمل سے کسی قسم کی دھاندلی نہیں کریں گے - ہم کسی صورت میں اسے اپنی منشا کے مطابق استعمال نہیں کریں گے - بلکہ قانون کے تقاضوں کے مطابق اور عوام کے فائدے کے لیے استعمال کریں گے - جناب والا ! ہم مان بھی لیتے - اس وعدے پر اعتبار بھی کر لیتے اگر ہم نے ان کو آزمایا نہ ہوتا - اگر ہم نے ان کی پہلی کارکردگی کو دیکھا نہ ہوتا - پبلک سروس کمشن کا جو حشر اس موجودہ حکومت نے اپنے دو سال کے دور میں کیا ہے اس کی جیتی جاگتی تصویر وہ رپورٹ ہے جو اس ایوان میں پیش ہوئی تھی - جس میں پبلک سروس کمشن نے واضح الفاظ میں یہ کہا ہے کہ موجودہ حکومت ہماری سفارشات پر قطعاً کوئی توجہ نہیں دیتی - یہاں کیفیت یہ ہے کہ ایڈہاک تقرریاں سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اور کی جاتی ہیں اور جب ہم مانگتے ہیں کہ فلاں ڈیپارٹمنٹ کی آپ ہمارے پاس آسامیاں بھیجیں - انہوں نے محکمہ تعلیم کی مثال دی کہ نو سو اور کچھ آسامیاں اس وقت تھیں - مگر محکمہ تعلیم نے صرف 365 آسامیاں پبلک سروس کمشن کو بھیجیں - پبلک سروس کمشن نے موجودہ حکومت کا اس حد تک بھی رونا رویا ہے کہ ہم نے جو بھی سفارش کی - اس کو رد کیا گیا - حالانکہ آئین کے تقاضوں کے مطابق اگر گورنر کسی سفارش کو رد کرے تو وہ اپنی وجوہات سے پبلک سروس کمشن کو مطلع کرے کہ ہم نے کس طریقے سے اس کو رد کیا ہے اور کیوں رد کیا ہے اور اس کا نعم البدل ہم نے یہ تجویز کیا ہے - یہ نہیں کہ کسی رول کی کوئی پروویژن ہے - یہ نہیں کہ کسی ایکٹ کی پروویژن ہے - یہ پروویژن آئین کی تھی - اس آئین کی واضح پروویژن ہونے کے باوجود موجودہ حکومت نے پبلک سروس کمشن کی advices کو ، سیلیکشنز کو اور ہدایات کو بالائے طاق رکھا اور

اس کی پروا تک نہ کی ۔ اور پھر یہ تک احساس نہیں کیا کہ مانا ۔ آپ کے اختیارات ہیں کہ آپ ان کی سفارشات کو مانیں یا نہ مانیں ۔ مانا کہ آپ اختیارات کل کے مالک ہیں مگر آئین آپ پر پابندی لگاتا ہے کہ اگر آپ ان کی کسی سفارش کو نہیں مانتے تو پبلک سروس کمیشن کو مطلع کریں تا کہ پبلک سروس کمشن یہ سمجھ جائے کہ ہماری سفارشات غلط تھیں اور ہم آئندہ کے لیے اپنی سفارشات کو اسی سانچے میں ڈھالیں ۔ ہم اپنی غلطیاں دور کریں ۔ آخر آپ کیوں ایک اہم ترین ادارے کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جس کو آئینی تحفظات حاصل ہوتے ہیں ۔ اور یہ تو اس وقت کی بات ہے جناب والا ! جب یہ پبلک سروس کمشن direct constitution کے ماتحت بنتے تھے ۔ ان کا قیام constitutional ہوتا تھا ۔ انہیں آئینی تحفظات حاصل ہوتے تھے اور اس وقت اس پبلک سروس کمشن کا یہ حشر ہوتا رہا ۔ جناب والا ! ایک مثال ہو تو عرض کروں ۔ آپ کے سامنے اسی ایوان میں یہ امر گونجتا رہا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی ساری تقریر غالباً اس موضوع پہ ہے کہ وہ آئینی تحفظ حاصل ہونے کے باوجود بھی پر کاہ کے برابر اس کی پرواہ نہیں کی ۔ حاجی صاحب آپ اسی قانون کی بات کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب وہ constitutional پبلک سروس کمشن تھا اور اس کی پرواہ نہیں کی گئی تو اس کی ضرورت کیا ہے ۔ اگر ہم نے اسی طریقے سے ایک ڈھانچا بنانا ہے ۔ اگر ہم نے اس کا کوئی خیال ہی نہیں کرنا اور سابقہ تجربات جو کچھ بتا رہے ہیں ان پر غور ہی نہیں کرنا تو اس قانون کے منظور کرانے کا فائدہ کیا ہے ۔ اس کمشن کے قیام کا فائدہ کیا ہے ۔ میں اسی پہ آ رہا ہوں جناب والا !

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ فاضل رکن یہ تو کہہ رہے ہیں کہ یہ ہونا چاہیے ، یہ ہونا چاہیے ، یہ ہونا

چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ بالکل اس کے برعکس کر رہی ہے - کہیں انہوں نے کوئی ایسی مثال نہیں دی جس سے یہ واضح ہو کہ کہاں constitutional provisions کی contradiction کی گئی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرے بھائی فاضل منسٹر صاحب بڑی دیر کے بعد تشریف لائے ہیں اور باوجود تشریف لانے کے بھی وہ upset minded ہیں - میں نے تو بتایا ہے کہ واضح طور پر آئین میں پروویژن ہے کہ پبلک سروس کمشن کی سفارشات کو اگر رد کیا جائے تو اسے مطلع کیا جائے -

وزیر زراعت : جناب والا ! میں upset minded نہیں ہوں - میں نے یہی عرض کیا ہے کہ آپ نے یہ بار بار کہا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کو مانا نہیں گیا اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کس کیس میں نہیں مانا گیا اور کون سی مثال آپ نے دی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ابھی اس پہ آ رہا ہوں -

Mr. Speaker : That will not be very much relevant. کہ آپ ان کی بات کا جواب دیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : مگر جناب والا ! گورنمنٹ کی طرف سے یہ مطالبہ ہوا ہے -

مسٹر سپیکر : ان کے مطالبے کا میں تو پابند نہیں ہوں - That will not be very much relevant اور آپ کی تقریر کا کچھ حصہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے کہ آپ کی یہ دلیل کہ آئینی تحفظ ہونے کے باوجود اس کا خیال نہیں رکھا گیا تو آپ کی یہ دلیل کارآمد نہیں ہے - I hope you will proceed further and I think I have made myself very clear.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پبلک سروس کمیشن جس کا قیام معمولی قیام نہیں ہے اس پہ اچھا خاصا خرچ آتا ہے - اس کا اچھا خاصا سیکریٹریٹ بھی ہوتا ہے - اچھا خاصا اس کا عملہ بھی

ہوتاہے۔ اس کےلئے اچھا خاصا بجٹ بھی رکھنا پڑتا ہے۔ عوام کا عظیم سرمایہ اس پر خرچ کرنا پڑتا ہے اور اگر ہمارے لئے اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ ہم نے کوئی اہمیت تسلیم ہی نہیں کرنی جو ماضی میں ہم کرتے رہے ہیں تو پھر مجھے بتائیں کہ اس ادارے کے قیام کا فائدہ کیا ہے ؟ اس قانون کے پاس کرنے کی ضرورت کیا ہے ؟ جناب والا ! کیا اب بھی آپ پہ واضح نہیں ہے کہ اسی اسمبلی میں یہ واضح بات گونجتی رہی کہ صاحب ، آپ نے اسمبلی میں وعدہ کیا تھا کہ ہم سو مجسٹریٹ رکھیں گے ۔ آپ نے ان آسامیوں کو پر کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن سے کہا ۔ پبلک سروس کمیشن نے اپنی سفارشات آپ کے پاس بھیجیں ۔ recruitments کے لئے آرڈرز issue ہو گئے ۔ میڈیکل بورڈ کے پاس حاضر ہونے کے احکامات لوگوں کے پاس پہنچ گئے لیکن اس کے بعد آپ نے روک لئے اور پبلک سروس کمیشن کی واضح سفارشات کے باوجود اس تمام تر کارروائی پر آپ کا پبلک سروس کمیشن چیختا رہا کہ ہمیں بتائیں کہ اس سفارش کا کیا ہوا ۔ یہ اسمبلی کا ایوان مطالبہ کرتا رہا ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اور مزے کی بات یہ ہے کہ انٹرویو لینے والوں میں دو ہائی کورٹ کے جج بھی شامل تھے ۔

Mr. Speaker : Let us come to the present Bill now.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اسی پر آ رہا ہوں کہ اس کی ضرورت کیا ہے ۔ جب کہ یہ کچھ ہوتا رہا ہے تو اس کمیشن کی ضرورت کیا ہے ؟ اسی پہ تو آ رہا ہوں ۔ جناب والا ! میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ یہ کچھ ہوتا رہا ہے ۔ اب تو اسے آئینی تحفظ نہیں ہے ۔ اب تو یہ قانون ہم سے بنوایا جا رہا ہے ۔ اب تو یہ قانون اس گورنمنٹ کا ہے اور وہ جس وقت چاہے گی آرڈیننس کے ذریعے اس میں ترمیم کر سکے گی ۔ جس وقت چاہے گی اس کو تبدیل کر دے گی ۔ پھر آپ لطف کی بات یہ دیکھیں گے جناب والا کہ ہماری حکومت نے یہ قانون بنا کے اس ایوان میں منظوری کے لئے پیش کر دیا ہے وہی رپورٹ جو غلطی سے اس ایوان میں laid down ہو گئی تھی ۔ اس میں

جن جن خامیوں ، جن جن غلطیوں ، جن جن چیزوں کی طرف پبلک سروس کمیشن نے اشارہ کیا تھا ۔ جن جن نکات کو انہوں نے اچھالا تھا ۔ جو جو اپنی بے وقاری کا رونا انہوں نے اس رپورٹ میں رویا تھا ہم ان سب چیزوں کو سلب کرنے کےلئے یہ قانون بنا کر وہ تمام اختیارات ، وہ تمام چیزیں جو پہلے انہیں حاصل تھیں ۔ جن کو پہلے وہ as a matter of right حاصل کر سکتے تھے ۔ لے سکتے تھے ۔ کہہ سکتے تھے ۔ مطالبہ کر سکتے تھے ۔ منوا سکتے تھے وہ ساری کی ساری اس رپورٹ کی روشنی میں جناب والا ختم کر دی گئی ہیں ۔ اگر اسی قسم کا بے جان ادارہ ہم نے بنانا ہے ۔ اگر اسی قسم کا ڈھونگ ہم نے رچانا ہے ۔ اسی قسم کا بےکار ادارہ محض یہ ثابت کرنے کے لئے محض یہ ظاہر کرنے کے لئے بنانا ہے کہ ہمارے صوبے میں بھی پبلک سروس کمیشن موجود ہے اور پھر اسے کوئی اختیار تک حاصل نہ ہو ۔ جس کے پاس کسی قسم کی سفارشات کو منوانے کا کوئی آلہ نہ ہو ۔ جس کے functions ہی صرف یہی ہوں کہ وہ ٹسٹ لے یا Controller of examinations کے فرائض ادا کرے اور کوئی اس کے فرائض میں چیز شامل نہ ہو ۔ اور جب وہ advise کرے تو صرف terms and conditions پر کرے ۔ recruitment پہ نہیں ۔ appointment پہ نہیں ۔ نہ ان کی بحالی پر ۔ نہ ہی ان کی ترقیوں پر ۔ نہ ہی کسی اور چیز پر اس کا دائرہ کار ہے ۔ صرف terms and Conditions پر جناب والا وہ انہیں advise کرے اور اس کے بعد زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ ٹسٹ لے اور اس کے پلندے بنا بنا کے دیتا جائے اور یہ جس طرح چاہیں اس میں سے منتخب کریں نہ کریں ۔ جناب والا! اگر یہ ساری چیزیں اس قانون میں اسی طریقے سے ہم نے رکھنی ہیں یا اگر اسی طریقے سے قانون ہم نے بنانا ہے تو آپ ہی فرمائیےاور اس ایوان کا ہر معزز رکن ٹھنڈے دل سے غور کرکے فرمائے کہ کیا یہ پبلک سروس کمیشن ہمارے لئے نیک نامی کا موجب بنے گا ۔ کیا یہ پبلک سروس کمیشن ان تقاضوں کو پورا کر سکے گا جو تقاضے آزاد اور جمہوری مملکت میں ایڈمنسٹریشن کے متعلق ہوا کرتے ہیں ۔ ان کے حقوق اور ان کے تحفظ کے

لئے ہوا کرتے ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو ملازمین کے لئے پورا تحفظ رکھتا ہے ۔ جو ملازمین کے حقوق کی دیکھ بھال کرتا ہے ۔ گورنمنٹ کے پاس تو جناب والا بے انتہا اختیارات ہیں ۔ انہیں تو بیک قلم کسی کو برطرف کرنے کا بھی اختیار ہے ۔ removal کا بھی اختیار ہے ۔ انہوں نے تو قوانین ایسے بھی بنا لئے ہیں کہ اہل ہو تب بھی اسے ترقی دی جا سکتی ہے ۔ اہل نہ ہو تب بھی promote کیا جا سکتا ہے ۔ جس طرح چاہے جو ان کی منشاء چاہے ۔ جو وہ چاہیں وہی کچھ ہوتا ہے تو پھر جناب والا یہ پبلک سروس کمشن آخر ہے کس مرض کے لئے ، کس غرض کے لئے ۔ یہ تو اس لئے جناب والا بنایا جاتا ہے کہ ہمارے پاس قابل ترین انتظامیہ ہو ، کسی شخص کی حق تلفی نہ ہو ۔ merits اور demerits کا خیال رکھا جائے ۔ قانون اور ضوابط کا خیال رکھا جائے اور قانون اور ضوابط کے مطابق recruitments ہوں ۔ قانون اور قاعدوں کے مطابق ان کی continuance ہو ۔ قانون اور قاعدے کے مطابق ان کی سزا ہو ۔ قانون اور قاعدے سے متعلق جناب والا انہیں بحال یا ریٹائر یا معطل کیا جا سکے ۔ کوئی بھی اس کے متعلق چیز رکھی گئی ہے ؟ نہیں ۔ جناب والا ! پہلے پبلک سروس کمشن کے دائرہ کار میں یہ بھی ہوتا تھا کہ وہ سینارٹی کا بھی فیصلہ کرے ۔ کلاسز کا بھی فیصلہ کرے اب تو خوش قسمتی سے نہ کلاسز ہیں نہ سینارٹی کوئی چیز ہے نہ وہ لسٹیں ہیں نہ کوئی اور چیز ہے ۔ نہ قواعد ہیں نہ ضوابط ہیں کہ کس کے تحت recruitment ہوگی ۔ اور کس کے تحت کسی کو الگ کیا جا سکے گا ۔ کس کے تحت بحال ہوگا ۔ ان تمام چیزوں کی عدم موجودگی میں مجھے بتائیں کہ پبلک سروس کمشن کی ضرورت کیا ہے ؟ اس قانون کے جناب والا بنانے کی مجھے بتائیں کہ ضرورت کیا ہے ؟

پہلے یہ ہوتا تھا جناب والا ! کہ ہمیں ہر بل کے ساتھ اغراض و مقاصد بھی مل جایا کرتے تھے اور ان کی منشاء بھی ہمیں معلوم ہو جایا کرتی تھی کہ کس منشاء کے تحت بنایا جا رہا ہے ۔ اب یہ تو ایک قسم کے flying بل

ہمارے سامنے آتے ہیں - سوائے اس کے کہ ہم اپنی interpretation سے یہ محسوس کریں - ہمیں ان کی نیت سمجھ نہیں آتی - ہمیں دو چیزیں دیکھنے کی ہوتی ہیں - ایک تو ان کی سابقہ کارکردگی اور دوسرا جناب والا ! جو قانون ہمارے سامنے ہو - یہی دو چیزیں ہمارے پاس رہ جاتی ہیں جن کو سامنے رکھ کے ہم جناب والا ! کچھ کہہ سکتے ہیں یا کچھ کر سکتے ہیں -

آپ نے جناب والا! اس بل کا بغور مطالعہ کیا ہوگا - آپ نے اس کو اچھی طرح سے اور اچھے طریقے سے دیکھا ہوگا کہ اس بل میں ایک تو composition کی وضاحت نہیں کی گئی ہے - پھر جناب والا! آپ یہ بھی دیکھیں کہ جتنے بھی constitutional پبلک سروس کمیشن قائم ہوتے رہے ہیں - چاہے 1945ء کے تحت ہوا - چاہے independence ایکٹ 1947ء کے تحت ہوا - چاہے constitution of 1956 کے تحت ہوا - چاہے constitution of 1962 کےتحت ہوا - چاہے interim constitution کے تحت ہوا - تو ان کے عہدے کی میعاد پانچ سال رکھی گئی تھی اور موجودہ قانون میں جناب والا! ان کے عہدے کی میعاد صرف تین سال ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! میں بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہاؤس کورم میں نہیں ہے - اس وقت صرف 32 آدمی اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ـ ـ ـ گنتی کی گئی - کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے ـ ـ ـ گھنٹی بجائی گئی ـ ـ ـ کورم پورا ہو گیا ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ قانون جو ہمارے سامنے ہے اور منظور کروانے کے لیے پیش کیا جا رہا ہے - یہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے وہ تقاضے پورے نہیں کرتا جو

پبلک سروس کمیشن قائم کرنے کے لیے ۔ پبلک سروسز ریگولیٹ کرنے کے لیے اور پبلک سروسز کا انتظام کرنے کے لیے کسی صوبہ کے اندر ضروری ہوتے ہیں ۔ ان سے جناب والا ! یہ عاری ہے ۔ آپ غور سے دیکھیں ۔ جناب والا ! اس قانون میں اس حد تک provide کر دیا گیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے قیام میں جس کے لیے کچھ تھوڑی سی پابندیاں رکھی گئی ہیں مثال کے طور پر پبلک سروس کمیشن کے ممبر ہوں گے تو جناب والا! اس کے قیام کے لیے تین ممبر کر دیے جائیں ۔ یا اس کا قیام ایک ہی ممبر سے کر دیا جائے یا ایک ہی ممبر کو پبلک سروس کمیشن قرار دیا جائے ۔ وہ ایک ہی ممبر کا پبلک سروس کمیشن جو بھی فیصلے کرے ۔ جو بھی اس کی proceedings ہوں آپ کا قانون کہتا ہے کہ وہ invalid نہیں ہوں گے ۔ وہ صحیح ہوں گے ۔ اس میں کسی قسم کی خامی نہ ہوگی ۔ جناب والا! اس قانون میں اس حد تک اتفاق کیا گیا ہے ۔ اس کی proceedings کی validity کے بارے میں کسی قسم کا تحفظ نہیں ہوتا ۔ اس قسم کی کارگزاری کو بہتر بنایا جا سکتا ہے ۔ وہ بھی اس قانون میں نہیں رکھا گیا ۔ پھر میں آپ کی توجہ ان functions کی طرف مبذول کراؤں گا جو اس ایکٹ میں رکھے گئے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے سامنے وہ functions پیش کروں گا ۔ جو اس سے پہلے اس صوبے کے اندر پبلک سروس کمیشن کے تحت تجویز کیے جاتے رہے ہیں ۔ موجود رہے ہیں ۔ نافذ رہے ہیں ۔ اور اس کے باوجود وہ صحیح کام نہیں کر سکے تو یہ موجودہ provisions یا functions جو اس کے سپرد کیے گئے ہیں ۔ کیا توقع رکھی جائے کہ ان functions سے عہدہ برآ ہو سکیں گے ۔ جناب والا ! functions جو اس بل میں ہمارے سامنے رکھے گئے ہیں جو اس قانون کی روح ہے ۔ اور پبلک سروس کمیشن کو جو فرائض ہم سپرد کر رہے ہیں ۔ وہ ذرا ملاحظہ فرمائیں ۔

The functions of the Commission shall be :—

(a) to conduct tests and examination for recruitment to —

(i) the Provincial Services and such posts connected with the affairs of the Province; and

(ii) such posts in or under a Corporation or other body or organization set up by the Government under any law, as may be prescribed;

(b) to advise the Government on such matters as may be prescribed relating to the terms and conditions of service of persons who are members of a Provincial service or hold posts in connection with the affairs of the Province; and

(c) such others functions as may be prescribed.

صرف امتحانات کا انتظام کرے ۔ Controller of examinations کے فرائض سرانجام دے ۔

جناب والا! اس کے یہ ہیں وہ مقاصد جن کے تحت یہ اہم ترین ادارہ اس صوبہ کی سروسز کو منضبط کرنے کے لیے قائم کیا جا رہا ہے ۔ اب میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ کیا صرف یہی فرائض ہیں ؟ اگر اس سے پہلے یہ ادارہ قائم نہ ہوتا تو اس کے فرائض ۔ اس کے طریقہ کار اور کارکردگی کا ہمیں پتہ نہ ہوتا اور ہم اس کی اہمیت کو نہ سمجھ سکتے ۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت دیے گئے فرائض اور 1956ء کے تحت دیے گئے فرائض اور1962ء کے تحت دیے گئے فرائض اور عبوری آئین کے تحت دیے گئے فرائض تو ہمیں یہ ایک مذاق معلوم ہوتا ہے ۔ جناب والا! آپ اندازہ لگائیے ۔ میں اس دور کے آئین کا حوالہ دیتا ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آمر کا دور تھا ۔ کہ وہ فرد واحد کے ذریعہ بنایا ہوا آئین تھا اور فرد واحد کے بنائے ہوئے آئین کے functions دیکھیے کہ اس آئین میں بھی اس فرد واحد نے ۔ اس آمر نے کیا فرائض تفویض کیے ۔ اس نے پبلک سروس کمیشن کو اس حد تک independent رکھا اور اس موجودہ عوامی حکومت نے ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر - ہاؤس میں کوئی وزیر موجود نہیں ہے - اس لیے ہاؤس کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے -

Mr. Deputy Speaker : The Minister is there now.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! اب میں آپ کی توجہ ان functions کی طرف دلاتا ہوں جو آمریت کے دور کے تحت پبلک سروس کمیشن کے سپرد کیے گئے تھے -

Article 186, 187 and 188 of the Constition of the Republic of Pakistan 1962, which is as under :

> Article 186 (1) The functions of a Provincial Public Service Commission shall be —
>
> (a) to conduct tests and examinations for the selection of suitable persons for appointment to the civil services of the Province concerned and civil posts connected with the affairs of the Province ;
>
> (b) to advise the Governor of the Province on any matter on which the Commission is consulted under Clause (2) of this Article or which is referred to the Commission by the Governor ; and
>
> (c) such other functions as may be prescribed by law.
>
> (2) Except to the extent that the Governor of a Province after consulting the Public Service Commission of the Province, may provide otherwise by Order, the Governor shall, in relation to the civil services of the Province and civil posts connected with the affairs of the Province, consult the Commission with respect to —

(a) matters relating to qualifications for, and methods of recruitment to, services and post ;

(b) the principles on which appointments and promotions should be made ;

(c) the principles on which persons belonging to one service should be transferred to another ;

(d) matters affecting terms and conditions of service and proposals adversely affecting pension rights ; and

(e) disciplinary matters.

187. The Governor of a Province may, with the approval of the President, refer to the Central Public Service Commission a matter relating to the services of the Province or posts connected with the affairs of the Province.

188. Where the President or a Governor does not accept the advice of a Commission, he shall inform the Commission accordingly.

جناب والا ! اس دور کے functions آپ کو سنانے ہیں اور اس آئین کے functions سنانے ہیں جسے آپ آمر کا آئین کہتے ہیں ۔ اس آئین کے متعلق جس میں آپ ڈپٹی کمشنر کو اختیارات کلی دینا چاہتے ہیں ۔ اور آپ کی تجویز کے تحت کئے جانے والے تھے ۔ جناب ! آج آپ عوامی نمائندہ کہلاتے ہیں ۔ اپنے آپ کو عوامی خادم بنانا چاہتے ہیں ۔ اور دعوای کرتے ہیں کہ موجودہ سروسز عوام کی خادم ہوں گی ۔ عوام کے مفادات کے تحفظ کے لیے ہوں گی ۔ اور انہیں وہ بالا دستی حاصل

نہیں ہوگی جو پہلے حاصل تھی ۔ آپ بتائیں آپ نے اس کے متعلق کیا کارنامے سر انجام دیے ہیں ۔ اور آپ نے کیا functions دئے ہیں ۔ پبلک سروس کمیشن کو مناسب حقوق دینے سے کیوں گھبراتے ہیں ۔ آپ پبلک سروس کمیشن کا قیام اسی Pattern پر ، اسی پیمانہ پر ، انہی قواعد کے اندر اور انہی اختیارات کے تحت قائم کیوں نہیں کرتے جن اختیارات کے تحت قائم ہوا کرتے تھے ۔ جناب والا! شاید اس کے لیے آپ کو تھوڑی سی تکلیف محسوس ہو رہی ہے ۔ ان کو پہلے تکلیف محسوس ہوتی تھی ۔ کمیشن کی تو وہ پرواہ محسوس کرتے ہی نہیں تھے ۔ اور کسی وقت آواز اٹھ جائے تو کہا جاتا تھا کہ قانون یہ کہتا ہے ۔ کمیشن یہ کہتا ہے اور کمیشن یہ کہتا ہے اور کمیشن کے اختیارات اور فرائض یہ ہیں ۔ آپ کمیشن کو فرائض اور اختیارات نہیں دے سکتے ۔ آپ ان کی تجاویز کو نہیں مان سکتے ۔ کم از کم وجہ تو بتائیں کہ کیوں نہیں مانتے ۔ یہ سبب پوچھا جا سکتا ہے ۔ آپ اس کا انتظام موجود قانون کے تحت کریں ۔ اور واضح الفاظ میں کہیں کہ کمیشن جو کرے ٹھیک ہے ۔ اس کی پرواہ نہیں کہ اس نے جو سفارش بھی کی ہے اگر آپ چاہتے تو مانتے ، چاہتے تو نہ مانتے ۔ اور نہ ماننے کی صورت میں پوچھا تک نہیں جا سکتا کہ شکایت مانی کیوں نہیں ۔ آپ نے کمیشن کو مطلع کیوں نہیں کیا ۔ یہ ساری requirements جن کے تحت یہ تھوڑی بہت پابندی عائد کی گئی ہے ، یا کی جا سکتی تھی ۔ جن کے تحت تھوڑی بہت باز پرس کی جا سکتی ۔ وہ ساری سرے سے ہی جناب والا اڑا دی گئی ہے ۔ اور پھر ہم نے ان سے یہ نہیں مانگا ۔ ہم نے ان سے یہ نہیں کہا ۔ ہم ان سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ آپ وہی پرویژن نافذ کریں ۔ جو پرویژن 1962ء کے آئین میں ہے ۔ ہم ان سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ آپ اس قسم کا پبلک سروس کمیشن قائم کریں ۔ جو پبلک سروس کمیشن 1956ء میں تھا ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The House is not in quorum.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! tea break کر دیں ۔ ساڑھے گیارہ بج گئے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کی تقریر چائے کے وقفہ کے بعد بھی جاری رہے گی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔

Mr. Deputy Speaker : The House is adjourned for half an hour for tea, we shall re-assemble at 12.00 Noon.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی وقفہ چائے کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1973ء

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! پیشتر اس کے کہ حاجی سیف اللہ صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں ۔ میں آپ کی اجازت سے

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 1973.

پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی بحث کی بھی ضرورت نہیں ہوگی اس لیے کہ تمام معزز ایوان کی conseneus اس پر ہے اور کسی کو اس سے اختلاف نہیں ہے ۔ پہلے روز ہی حاجی سیف اللہ صاحب کی طرف سے ایک پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ یہ اجلاس پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ سے باہر ہو رہا ہے تو اس بل کے ذریعے ٹاؤن ہال کی بلڈنگ کو وہی پرولیجز درکار ہیں جو پنجاب اسمبلی کو حاصل ہیں ۔

جناب والا ! میں دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب ، پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب ، پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب ، پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔ اور اسے مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اور اسے مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر ہاؤسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کا Preamble زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ Preamble بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر ہاوسنگ و لوکل گورنمنٹ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولجز (امنڈمنٹ) بل 1973ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 1973ء

(جاری)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان !

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ ایک سپریم ادارے کو قائم کرنے کے لئے ، جسے سروسز کے ضمن میں صوبہ میں سب سے اعم مقام حاصل ہے جو قانون بنایا جا رہا ہے اس کے ضمن میں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جتنے بھی آئین آئے ہیں ، جتنی بھی آئینوں میں پبلک سروس کمشن کے متعلق پرووینرنز رکھی گئی ہیں ، وہ نہایت جامع ہوا کرتی تھیں ۔ گو انہیں زیادہ جامع بنانے کی ضرورت تھی ، مگر موجودہ قوانین میں ان سب کو بالائے طاق رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ! میں نے اس ایوان میں اس آئین کا بھی حوالہ دیا تھا جس کو ایک شخص نے بنایا تھا ۔ اس نے بھی یہ جرأت نہ کی تھی کہ پبلک سروس کمشن کے ادارے کو اتنا بےکار بنا دیا جائے کہ وہ صرف نام کا ادارہ رہ جائے اور اس کے اندر کام کی کوئی بات باقی نہ رہے ۔ انہوں نے بھی سابقہ روایات کو پورا کرنے کی کوشش کی جو سابقہ آئینوں اور سابقہ حکومتوں میں برقرار رکھی گئیں ۔ ہو سکتا ہے کہ کسی چڑ یا پریسٹیج کے ماتحت کہا جائے کہ ہم وہ پرووینرنز رکھنے کے لئے تیار نہیں ، ہم انہیں مناسب خیال نہیں کرتے جو 1962ء کے آئین میں تھیں ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں مزید کچھ نہیں چاہیے ۔ اس قانون کو زیادہ جامع بنانے کے لئے اس ادارے کو زیادہ مؤثر اور فعال بنانے کے لئے کم از کم تنا تو آپ بنا دیں جتنے عبوری آئین کے تحت اس کے ختیارات ، فرائض ، فنکشنز اور اس کے متعلق پرووینرنز رکھی گئی تھیں ۔ ان کو اور موجودہ قوانین کے تحت رکھے گئے فنکشنز اور پرووینرنز کو دیکھنے کے بعد آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا یہ اس ایوان کے شایان شان ہے کہ جب پہلی مرتبہ اسے آئین کے تحت حق دیا جا رہا ہے کہ

وہ اپنا پبلک سروس کمشن کا ادارہ قائم کرے تو وہ اسے اتنا بےکار اور عضو معطل بنا کر رکھ دے کہ وہ ادارہ نام کا رہے اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو سکے ۔

جناب والا ! عبوری آئین کی کلاز نمبر 229 کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کراوں گا ۔ جس میں انھوں نے "فنکشنز آف دی پراونشل پبلک سروس کمشن" رکھے ہیں ۔ اس میں انھوں نے درج کیا ہے :

Article 229 of the Interim Constitution of Islamic Republic of Pakistan says –

229 (1) The functions of a Provincial Public Service Commission and a Joint Public Service Commission shall be—

(a) to conduct tests and examinations for the selection of suitable persons for appointment to the civil services and civil posts connected with the affairs of the Province or Provinces concerned ;

(b) to advise the Governor concerned on any matter on which the Commission is consulted under Clause (2) or which is referred to the Commission by such Governor ; and

(c) such other functions as may be prescribed by law.

(2) Except to the extent that the Governor of a Province, after consulting the Provincial Public Service Commission or, as the case may be, the Joint Public Service Commission which serves the needs of that Province, may provide otherwise by Order, the Governor shall,

in relation to the civil services of the Province and civil posts connected with the affairs of the Province, consult the Commission with respect to—

(a) matters relating to qualifications for and methods of recruitment to, services and posts ;

(b) the principles on which appointments and promotions should be made ;

(c) the principles on which persons belonging to one service should be transferred to another ;

(d) matters affecting terms and conditions of service and proposals adversely affecting pension rights ;

(e) disciplinary matters ; and

(f) the retirement of a person under paragraph (a) of clause (4) of Article 221 :

Provided that any Order providing for exception to the requirement of consultation with the Provincial Public Service Commission or, as the case may be, the Joint Public Service Commission, on the matter specified in paragraph(f) shall provide for consultation on that matter with such authority as may be specified in the Order.

Sir, I would also like to refer you to Article 231 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

231. Where the President or a Governor does not accept the advice of a

Commission, he shall inform the Commission accordingly.

And the most important is Article 232, which reads—

232. (1) Each Commission shall, not later than the fifteenth day of January in each year, prepare a report on its activities during the year ending on the previous thirty-first day of December and submit the report—

(a) in the case of the Federal Public Service Commission, to the President;

(b) in the case of a Provincial Public Service Commission, to the Governor of the Province ; and

(c) in the case of a Joint Public Service Commission, to the Governor of each of the Provinces concerned.

(2) The report shall be accompanied by a memorandum setting out, so far as is known to the Commission—

(a) the cases, if any, in which its advice was not accepted and the reasons why the advice was not accepted ; and

(b) the cases where the Commission ought to have been consulted but was not consulted, and the reasons why it was not consulted.

اور سب سے اہم پروبژن جس کی سب کلاز (3) کے اوپر میں خاص طور پر توجہ مبذول کراؤں گا یہ ہے :

(3) The President or the Governor as the case may be, shall cause the report and memorandum to be laid before the National Assembly or the Provincial Assembly, as the case requires, at the first meeting of the Assembly held after the thirty-first day of January int he year in which the report was submitted, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion of such report.

جناب والا ! یہ پروویژنز جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں یہ provisions جو میں نے اس ایوان کے سامنے رکھی ہیں یہ اس عبوری آئین کی ہیں جو اس حکومت کی برسراقتدار پارٹی نے اس ملک میں نافذ کیا ۔ اور اس وقت نافذ کیا جن وقت مارشل لاء بھی موجود تھا ۔ اب جناب والا یہ موجودہ provisions جس پر یہ ایوان کچھ حد تک اتفاق کرنے کو تیار ہے ۔ ہم اگر اس سے بھی بالاتر ہو کر اس کو زیادہ جامع بناتے جس کی توقع کی جا سکتی تھی ۔ جس کی توقع کرنی چاہیے اور اسی لئے پبلک سروس کمیشن کو اس ادارے کے سپرد کیا گیا ہے کہ وہ ضروریات جو اس آئین میں پہلے نہیں ہوا کرتی تھیں ۔ وہ خامیاں جو پہلے محسوس ہو جایا کرتی تھیں وہ یہ ادارہ خود دور کر سکے ۔ کیونکہ پہلے یہ صوبائی اسمبلی کے دائرہ کار سے باہر ہوتا تھا کہ وہ آئین میں رکھی گئی کسی پروویژن سے زائد کوئی اختیارات اسے دے سکے ۔ یا اسے زیادہ جامع بنا سکے ۔ جناب والا۔ باوجود اس توقع کے کہ ہمیں ان پرویژن سے بھی زیادہ بہتر زیادہ جامع اور زیادہ فعال اس پبلک سروس کمشن کو بنانا ہے آپ جس قانون کو آج پاس

کرانے کے لئے اس ایوان میں بل کی شکل میں پیش کر رہے ہیں اس کا موازنہ کیا جائے کہ پہلے آئینوں میں کیا دیا جاتا رہا ہے - 1935ء میں کیا دیا گیا - 1965ء میں کیا دیا گیا - 1947ء میں کیا دیا گیا اور 1962ء میں کیا دیا گیا - عبوری آئین میں کیا دیا گیا اور موجودہ عوامی حکومت اس عوامی ادارے سے کس قسم کا قانون اور کس قسم کا ادارہ پاس کرانے کی توقع رکھتی ہے - تو ذرا اس کی بھی سماعت فرما لیجئے کہ آج جو functions اس ادارے کے سپرد کئے جا رہے ہیں - جس قسم کا ادارہ قائم کرنے کے لئے تجویز کیا جا رہا ہے اس کے فرائض ذرا ملاحظہ فرمائیے -

5. The functions of the Commission shall be :—

(a) to conduct tests and examination for recruitment to—

(i) the Provincial Services and such posts connected with the affairs of the Province ; and

(ii) Such posts in or under a Corporation or other body or organization set up by the Government under any law, as may be prescribed ;

(b) to advise the Government on such matters as may be prescribed relating to the terms and conditions of service of persons who are members of a Provincial Service or hold posts in connection with the affairs of the Province ; and

(c) such other functions as may be prescribed.

یہ وہ functions ہیں جو آج اس ایوان سے منظور کرا کے ایک نیا ادارہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے - جناب والا مجھے افسوس کہ میں نے پہلے

اس ادارے کو Controller of Examinations کا نام دیا تھا ۔ اب جب کہ یہ functions پڑھے گئے ہیں تو اس سے مزید معلوم ہوا ہے کہ Controller of Examinations کو تو امتحان لینے کے بعد نتیجہ جاری کرنے کا اختیار ہوتا ہے ۔ result کو وہ declare کرتا ہے ۔ ان میں تو انہیں وہ اختیارات بھی نہیں دیئے جا رہے جو ایک Controller of Examinations کو ہوتے ہیں ۔ آپ اندازہ فرمائیں اور اس ایوان کا ہر فاضل رکن اندازہ فرمائے کہ اس قسم کا ادارہ قائم کرکے ہم کوئی کارنامہ سرانجام دیں گے یا اس کے لئے ایک داغ ۔ ایک ایسا دھبہ اس ایوان پہ ہم چھوڑ کے جائیں گے کہ آج کے بعد , اگر یہ قانون ہم نے اس اسمبلی میں پاس کیا تو آج کے بعد عوام کا تاثر یہ ہو جائے گا کہ جب یہ قانون اسمبلیوں سے پاس نہیں ہوتے تھے ۔ جب اسمبلیوں کو اس قسم کے اختیارات نہیں دیئے جاتے تھے تو پبلک سروس کمشن ایک موثر ادارہ ہوا کرتا تھا ۔ وہ پبلک سروس کمشن جس کو انگریز نے اس لئے قائم کیا تھا کہ services کو گورنمنٹ یا personal concept سے نکالا جائے ۔ آج اسی ادارے کو ہم پھر نہ صرف Government concept میں بلکہ personal concept میں لا رہے ہیں اور یہ ادارہ صرف گورنر کے ماتحت ہوگا ۔ جس وقت وہ چاہے تبدیل کر دے ۔ جس وقت وہ چاہے علیحدہ کر دے ۔ جس وقت وہ چاہے cases بھیجے ۔ جس وقت وہ چاہے cases نہ بھیجے ۔ وہ چاہے اس کی رپورٹوں کو دیکھے ۔ وہ چاہے اس کی رپورٹوں کو نہ دیکھے ۔ عمل تو کجا جناب والا یا اس کی execution تو کجا اس میں تو یہ تک provide نہیں کیا گیا کہ گورنمنٹ کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ ہر اس مسئلے میں جو recruitments سے تعلق رکھے گا ۔ ہر معاملہ جو recruitments سے تعلق رکھے گا جو promotions سے تعلق رکھے گا ۔ جو ریٹائرمنٹ سے تعلق رکھے گا ۔ جس کا تعلق سنیارٹی سے ہوگا یا ملازموں کے حقوق سے ہوگا ۔ کمشن سے کسی قسم کی سفارش طلب کرنے پر حکومت پابند ہوگی ۔ مجھے بتائیں جب آپ اپنے اوپر کوئی پابندی نہیں لیتے ۔ آپ نے اپنے آپ کو اس کمشن کی advice کا پابند نہیں بنایا ۔ چلو ، اس حد تک بھی مانا جا

سکتا تھا کہ آپ اس کی advice مانیں یا نہ مانیں مگر اس کے لئے reasons تو دیں کہ آپ اسے کیوں reject کرتے ہیں ۔ اتنا تو آپ نے اپنے آپ کو پابند بنایا ہوتا ۔ اگر آپ اس ادارے کو قائم کرنا ضروری سمجھتے ہیں ۔ اس ادارے کو قائم کرنے کی اگر آپ کی نیت یہی ہے کہ ہم سروسز کو منضبط کریں تو کم از کم اپنے اوپر یہ پابندی لگا دیتے اور یہ لکھ دیتے جس طرح پہلے آئین میں ہوا کرتا تھا کہ حکومت ہر قسم کی appointment, recruitment, promotion, retirement, کے مسئلوں میں کمشن کو consult کرنے کی پابند ہوگی اور ایسی advice لینے کی پابند ہوگی ۔ یہ تک تو رکھا نہیں گیا ۔ پھر جناب والا جس ایوان سے اس ادارے کا قانون منظور کرایا جا رہا ہے جس ایوان کے ذریعے یہ ادارہ قائم کیا جا رہا ہے ۔ اس ایوان کو یہ حق بھی دیا جا رہا کہ اس ادارے کی کارگذاری ۔ اس ادارے کی کارکردگی اس آئین کی حد کے تحت زیربحث لا سکے ۔ یا اس میں ملاحظہ کر سکے جو تمام آئینوں میں پہلے provide کیا جاتا رہا ہے ۔

جناب والا ! کسی آئین میں یا کسی قانون میں یہ لکھ دینا کہ اس کی رپورٹ اس کی کارکردگی اسمبلی کے سامنے پیش ہوگی اس سے یہ منشاء نہیں ہے کہ اس سے کوئی بالادستی مل سکتی ہے یا اگر نہ لکھا جائے تو اس ایوان کواس کا اختیار نہیں رہے گا ۔ مجھے بتائیں کہ وہ لوگ بے وقوف تو نہیں تھے جنھوں نے آئین میں پہلے یہ پرووبژن رکھی ۔ ایک آئین میں نہیں رکھی گئی بلکہ جو بھی آئین اس صوبے میں اس ملک میں نافذ رہے ہیں ان سب میں یہ پرویژن رکھی گئی ۔ اور یہ اس لئے رکھی جاتی ہے جس طرح آئین میں جناب والا ! اس کی پابندی رکھ دی گئی ہے گو عملی طور پر نہیں ہوتا، نہیں ہوا، نہیں ہوا کرتا مگر آئین میں لکھ دیا جاتا ہے کہ حکومت اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوگی ۔ صرف اس لئے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو اس ایوان سے بالا تر نہ سمجھے اور حکومت کی کارگزاریاں اس ایوان میں discuss ہو سکیں ۔ حکومت کے تمام تر معاملات اس ایوان میں زیر بحث آ سکیں ۔ اس

لئے حکومت کو جواب دہ قرار دیا جاتا ہے ۔ ایک خوف پیدا کرنے کے لئے کہ وہ اپنے آپ کو بالا تر نہ سمجھے بلکہ وہ یہ سمجھے کہ ہم جواب دہ ہیں ۔ عملاً ہو نہ ہو مگر قانون میں یہ پروویژن ہوا کرتی ہے ۔ اسی طریقے سے چونکہ پبلک سروس کمشن اہلیت کے لحاظ سے سروسز کا ایک انتہائی بالا تر ادارہ ہے اسے اس خوف سے آزاد کرنے کے لئے کہ آپ صرف حکومت کی منشاء کے تحت کام کریں گے ۔ آپ نے حکومت کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ آپ نے صرف دستخط کرنے ہیں ۔ اسٹیں حکومت کی طرف سے آپ کے پاس آجائیں گی ۔ آپ صرف دستخط کرکے اسے authenticate کرکے بھیج دیں گے ۔ باقی آپ کا کوئی دخل عمل نہیں ہوگا ۔ صرف اس تاثر کو ختم کرنے کے لئے ۔ اس تاثر کو دور کرنے کے لئے اور پبلک سروس کمشن کے ذہن کو آزاد کرنے کے لئے ہمیشہ یہ پروویژن ضروری سمجھی جاتی ہے کہ اس کی رپورٹ اسمبلی کے سامنے lay down ہوگی ۔ جس طرح کہ حال ہی میں ہوا ہے کہ رپورٹ کے lay down ہونے کے بعد ہمیں پتہ لگا ہے کہ کس طرح سے آئین کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں ۔ کس طریقے سے پبلک سروس کمشن کو ignore کیا گیا ہے ۔ کس طریقے سے اس کی سفارشات کو ردی کی ٹوکری میں ڈالا گیا ہے ۔ اگر یہ رپورٹ اسمبلی میں lay down نہ ہوتی تو اندازہ فرمائیں کہ عوام کو یا عوامی نمائندوں کو اس کے بارے میں کوئی پتہ لگ سکتا تھا ۔ قطعاً نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ حکومت کے ہزارہا محکمے ہیں ۔ چونکہ ان کی رپورٹیں یہاں نہیں آئیں ۔ چونکہ ان کی کارگزاریاں ہمارے سامنے precise form میں نہیں آئیں ۔ اس لئے ہم ان سے بے خبر ہوتے ہیں ۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں تمام صوبے کا نظم و نسق تمام صوبے کا انتظام تمام صوبے کے معاشی ۔ اقتصادی اور انتظامی ڈھانچے سبھی اس میں cover ہوتے ہیں کیونکہ وہ پبلک سروس کمشن کسی ایک محکمہ کا ذمہدار نہیں ہوتا ۔ کسی ایک محکمہ کی اس نے promotions, recruitments یا اس کے متعلق سفارشات نہیں دینی ہوتیں بلکہ گورنمنٹ کے تحت قائم کردہ تمام محکمے ۔ گورنمنٹ کے تحت قائم کردہ تمام کارپوریشنیں ۔ گورنمنٹ کے تحت قائم

کردہ تمام بورڈیز کے متعلق اس نے آراء دینی ہوتی ہیں - تو جب وہ اتنا وسیع ادارہ ہے جس کا ایک particular field نہیں ہے - جس کا ایک particular department نہیں ہے - جس کا ایک particular subject نہیں ہے بلکہ سارے صوبہ پہ وہ حاوی اور محیط ہے تو اس ادارے کی رپورٹ ہمارے سامنے آنی چاہیئے - اگر یہ مطالبہ کیا جائے تو یہ کوئی نیا مطالبہ نہیں ہے - اس کو تسلیم کیا جا چکا ہے - اس کو fundamental سمجھا گیا ہے - اگر آپ واقعی اس قسم کا پبلک سروس کمشن قائم نہیں کرنا چاہتے ہیں جو پبلک سروس کمشن قائم کیا جانا ہر آزاد اور جمہوری معاشرہ ، جمہوری حکومت اور جمہوری صوبہ کے لئے لازمی ہے تو پھر اس ڈھونگ کے رچانے کا مجھے بتائیے فائدہ کیا ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی' صدارت پر متمکن ہوئے)

اس سے آپ کو حاصل کیا ہوگا - اتنا سرمایہ ضائع کرنے کا فائدہ کیا ہے - اگر آپ اپنی دھاندلیاں - اپنی corruption - اپنی منشاء - اپنی صوابدید روا رکھنا چاہتے ہیں کہ جس طرح چاہیں اس ایڈمنسٹریشن کو بگاڑیں - ختم کریں علیحدہ کریں تو پھر آپ اس کا ڈھونگ نہ رچائیں - آپ سیدھے سادے الفاظ میں صاف طریقہ سے جناب والا ! کہیں کہ ہمیں اختیار حاصل ہے ہم نے یہی کچھ کرنا ہے اور ہم کرکے رہیں گے - کسی نے آپ کا کیا بگاڑنا ہے - ہم تو صرف یہ کہتے ہیں جناب والا ! کہ جو کچھ آپ نے کرنا ہے اس کے لئے لبادہ اوڑھ کر نہ آئیے - اس کو سیدھے سادے الفاظ میں آپ کہیں ، سیدھے سادے انداز میں آپ کریں - قوم فیصلہ کرنے والی ہے وہ کرے گی - اور اگر آپ پبلک سروس کمشن بنانا چاہتے ہیں - صحیح معنوں میں بنانا چاہتے ہیں - آئین کی requirements کے تحت بنانا چاہتے ہیں - ابھی بھی پبلک سروس کمشن کے بارے میں آئین خاموش نہیں ہے - اختیار صرف صوبائی اسمبلی کو دیا گیا ہے - جہاں تک اس کو بنانے کا تعلق ہے آئین نے اس کی ضرورت محسوس کی ہے اور اگر وہ ضرورت آپ

سمجھتے ہیں اور اس مقصد کے تحت کام کرنا چاہتے ہیں جو مقصد اس وقت بھی کار فرما ہے تو پھر خدا را پبلک سروس کمشن کو پبلک سروس کمشن رہنے دیں ۔ اسے پرسنل پبلک سروس کمشن نہ بنائیں ۔ موجودہ آپ کا یہ قانون پبلک سروس کمشن کو پرسنل پبلک سروس کمشن میں convert کرنے میں تو کارگر ہو سکتا ہے ۔ یہ تاثر تو دے سکتا ہے ۔ مگر وہ تاثر نہیں دے سکتا جو آزاد اور جمہوری معاشرہ میں اس قسم کے کمشن کے قیام کے بعد ہر شہری کے اندر پیدا ہو جاتا ہے کہ ہماری سروسز کسی ایک نظام کے تحت چل رہی ہے ۔ کسی ایک ریگولیشن کے تحت چل رہی ہے ۔ کسی ایک ضابطے کے تحت چل رہی ہے ۔

اس کے بعد جناب والا! میں ان سے پھر آپ کے توسل سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس کی پوری اصلاح کریں ۔ پبلک سروس کمیشن کو زیادہ اختیارات دیں ۔ زیادہ جامع بنائیں ۔ زیادہ مؤثر بنائیں اور اگر ایسا نہیں بنا سکتے تو کم از کم اتنا تو بنائیں جتنا وہ پہلے تھا ۔ اس کو curtail کرکے یہ داغ اس عوام کے سر پر نہ دیں ۔ اس سے بہتر ہوگا کہ اگر ، یہی پبلک سروس کمیشن بنانا ہے تو پھر ہمیں اس میں ملوث نہ کریں کسی اور کے لیے یہ کام رکھیں ۔ بہتر ہوگا کہ پھر پبلک سروس کمیشن کو آپ بنائیں ہی نہ تاکہ یہ پبلک سروسز پرسنل سروسز میں convert نہ ہو سکے ۔ اس کے ساتھ جناب والا! میں یہ استدعا کروں گا کہ میں نے تینوں چیزیں رکھی ہیں کیونکہ وہ incomplete رہ جائے گا ۔ میں جنرل پرنسپلز پر ہی نہیں تھا بلکہ میری دو ترامیم بھی تھیں ۔ بہتر ہوگا کہ اسے رائے عامہ کے لیے circulate کرا دیں ۔ وہ بھی نہیں کر سکتے ہیں تو سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دیں ۔ اگر اس میں بھی آپ کو تاخیر کا اندیشہ ہے یا آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ واقعی ہمارا یہ لاء defective ہے اور اسے بہتر ہونا چاہیے تو پھر اس کو آپ واپس لیں اور اس کو جامع قانون کی شکل میں اس صوبے کی ضروریات کے مطابق پیش کریں تاکہ ہم بھی فخر کے ساتھ کہہ سکیں کہ پہلے جو پبلک سروس کمیشن قائم ہوتے

رہے ہیں اس سے ہمارا قائم کردہ پبلک سروس کمیشن زیادہ فعال ۔ مؤثر اور بہتر ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Public Service Commission Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th January, 1974.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Public Service Commission Bill, 1973, as recommanded by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th January, 1974 :—
>
> 1. Allama Rehmatullah Arshad.
> 2. Mian Muhammad Rafi.
> 3. Mirza Tahir Beg.
> 4. Syed Tabish Alwari.
> 5. Malik Ghulam Nabi
> 6. Chaudhri Jamil Hassan Khan Manj.
> 7. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
> 8. Mian Mastafa Zafar.
> 9. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پبلک سروس کمیشن بل 1973ء
جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے سروسز
اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات نے سفارش
کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب والا! اس کی جنرل discussion پر مجھے کچھ کہنا ہے ۔

Mr. Speaker : I had called upon a member who was to move the amendment.

سید تابش الوری : جناب والا! اس قسم کی تو کبھی بھی آپ نے صورتحال پیدا نہیں ہونے دی کہ اتنے اہم بل پر صرف ایک آدمی کو بولنے کی اجازت دیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے کسی کو بولنے سے منع نہیں کیا تھا مگر اس وقت کوئی تیار نہیں تھا ۔ اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے اس پر آپ کی بہت ترامیم ہیں ۔ اس میں آپ کو تقریر کا موقع مل جائے گا ۔

Syed Tabish Alwari : Point of order. The House is not in quorum.

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ اب اجلاس کی کارروائی 15 منٹ تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ تک کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker : Let there be a count.... The count was taken...The House is not in quorum. The House is adjourned till 24th December, 1973. It will meet on Monday at 8.30 A.M. for the morning session and at 5.00 P.M. for the evening session.

(اسمبلی کا اجلاس 24 دسمبر 1973ء بروز سوموار ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

سوموار ۔ 24 دسمبر 1973ء

(دوشنبہ ۔ 28 ذیقعد 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس ٹاؤن ہال لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي
الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ
خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ
اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اُسے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو ملک میں ظلم و زیادتی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام نیک تو برائیوں سے بچنے والوں ہی کا ہے ۔

جو شخص نیکی و بھلائی لے کر آئے گا اس کے لئے اس سے بہتر صلہ موجود ہے ۔ اور جو برائی لائے گا تو جن لوگوں نے برے کام کئے ان کا بدلا بھی اُسی طرح کا ملے گا ۔ جس طرح کے وہ کام کرتے تھے ۔

(اے پیغمبر) جس خدا نے تم پر قرآن کے احکام کو فرض کیا ہے ۔ وہ تمہیں بازگشت کی جگہ (ضرور) لوٹائے گا ۔ کہدو کہ میرا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے ۔ جو ہدایت لے کر آیا اور اس کو جو صریح گمراہی میں ہے ۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں کورم کا نہ ہونا

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے .... گنتی کی گئی .... کورم نہیں ہے گھنٹی بجائی جائے . . . . گھنٹی بجائی گئی ..... کورم نہیں ہے ۔ اور ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

(التوا کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں خورشید انور : جناب والا ! کورم اب بھی پورا نہیں ہے ۔ اس لئے رولز کے مطابق کارروائی ملتوی فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ..... گنتی کی گئی ..... کورم نہیں ہے ۔

The Hou e is adjourned sine die.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)